ابنِ صفی

جلد نمبر 29

جاسوسی دنیا

88- پرنس وحشی

89- بیچارہ بیچاری

90- اشاروں کے شکار

جاسوسی دنیا نمبر 90

اشاروں کے شکار

(مکمل ناول)

پیشرس

اشاروں کے شکار ملاحظہ فرمایئے! دیر ضرور ہوئی لیکن کہانی آپ کو پسند آئے گی۔ آہستہ آہستہ ہی فارم میں آسکوں گا.... ادھر بہتیرے پڑھنے والوں کا اصرار رہا ہے کہ فریدی اور حمید کی کچھ کہانیاں لگاتار پیش کی جائیں۔ کیونکہ میری صحت یابی کے بعد سے اب تک عمران کے چار ناول آچکے ہیں اور جاسوسی دنیا کا یہ دوسرا ناول ہے۔ لٰہذا پڑھنے والوں کی اس خواہش کے احترام میں فریدی اور حمید کی کچھ کہانیاں لگاتار پیش کروں گا یعنی اس ناول کے بعد والا ناول عمران سیریز کا نہیں بلکہ جاسوسی دنیا کا ہی ہو گا۔

پچھلا ناول "جونک کی واپسی" خاصا پسند کیا گیا ہے.... ناپسندیدگی کے سلسلے میں تادمِ تحریر صرف تین حضرات کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ ان کا انداز نگارش کچھ ایسا ہے جیسے "ردعمل" کے طور پر جواب میں وہ دلچسپ قسم کا پیش رس چاہتے ہیں.... مجبوری ہے پیشرس طویل نہیں ہو سکے گا.... کیونکہ کہانی زیادہ صفحات کھا گئی۔ البتہ ان صاحب سے ایک بات ضرور کہوں گا جنہوں نے مجھے انگریزی کے جاسوسی ناول کے تراجم پیش

کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں اگر آپ ایسا کریں تو ہم تین کی بجائے تیس روپے میں وہ کتاب خریدیں گے۔

شکریہ جناب! لیکن صرف آپ ہی خرید سکیں گے۔ بقیہ پچاس پیسے فی سیر کے حساب سے فروخت کرنی پڑیں گی۔ تراجم کا حشر آئے دن پیش نظر رہتا ہے اور پھر میں کیوں کروں انگریزی ناولوں کا ترجمہ۔ کیوں نہ میرے ہی ناولوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا جائے۔ شاید جلد ہی آپ میرے ناولوں کے انگلش ایڈیشن بھی دیکھ سکیں.... ایک صاحب فرماتے ہیں جونک کی واپسی میں تسلسل نہیں ہے۔ خدا جانے تسلسل سے کیا مراد ہے.... ناول یک رخی تکنیک میں لکھا گیا ہے۔ لہٰذا تسلسل میں فرق آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

والسلام

ابن صفی

بے ہوشی

بعض فلمی گیت اس بُری طرح ذہن سے چپک کر رہ جاتے ہیں کہ زبان انہیں غیر شعوری طور پر دہراتی رہتی ہے۔ زبان بھی تھک جائے تو ان کے بول ذہن میں گونجتے رہتے ہیں۔ اکثر اچھے خاصے بارلیش کو دبی زبان میں "میں ان کی بن جاؤں گی" گاتے سنا گیا ہے۔

پھر قاسم تو تھا ہی ہونق.... بڑی دیر سے گا رہا تھا "اللہ کرے میں بھی دلہن بن جاؤں۔" ساتھ ہی غیر شعوری طور پر لچکتا بھی جا رہا تھا.... ظاہر ہے اس پہاڑ جیسے ڈیل ڈول کی لچک بھی کیسی ہو گی۔

اس کی ننھی منی نازک سی بیوی نے بالآخر تنگ آ کر کہا۔ "اللہ تمہاری یہ خواہش بھی پوری نہیں کرے گا؟"

"خیا.... ماطلب....!" قاسم چونک کر پلٹا.... چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر کھسیاہٹ کے آثار چہرے پر ظاہر ہوئے۔ غالباً اب اُسے احساس ہوا کہ وہ پنسل چھیلتے وقت کیا گا رہا تھا۔

"یہ تمہیں مصوری کی کس نے سجھائی ہے۔" بیوی آنکھیں نکال کر بولی۔

"توم سے ماطلب.... بھاگ جاؤ۔" قاسم ہاتھ ہلا کر غرایا۔

"نہیں جاؤں گی! سارے گھر کا بھٹیار خانہ بنا کر رکھ دیا ہے۔"

"نغار خانہ....!" قاسم آنکھیں نکال کر دہاڑا۔

"نغار خانہ....!" بیوی ہنس پڑی۔ انداز مضحکہ اڑانے کا سا تھا۔

"ہائیں.... تمہارا دیماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

"نغار خانہ نہیں.... نگار خانہ....!"

"توم سے مطلب...." قاسم اس طرح اٹھا جیسے مار ہی تو بیٹھے گا۔

لیکن اس کی بیوی بے تعلقانہ انداز میں اس "نگار خانے" کا جائزہ لیتی رہی۔

بہت بڑا کمرہ تھا جس میں چاروں طرف تجریدی آرٹ کے بے شمار نمونے نظر آرہے تھے۔ ان میں سے کچھ تو خود قاسم کی بوکھلاہٹوں کا نتیجہ تھے اور کچھ دوسرے مصوروں کی کوششیں۔

قاسم میں مصوری کے جراثیم کیپٹن حمید نے دریافت کئے تھے اور قاسم نے چھاتی ٹھونک کر کہا تھا کہ وہ تجریدی مصوری میں بڑا نام پیدا کرے گا۔

شہر کے ایک ثقافتی سرگرمیوں کے مرکز میں کسی مصور کی تجریدی کاوشوں کی نمائش ہو رہی تھی۔ قاسم اور حمید بھی جا پھنسے تھے۔ قاسم نے حمید کو اطلاع دی تھی کہ اٹلی سے ایک طائفہ آیا ہے جو وہاں رقص و سرور کی نمائش کرے گا.... لیکن وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ملک کی مشہور آرٹسٹ محترمہ معکوس آویزاں کی تصویروں کی نمائش ہو رہی ہے۔

حمید کو بے حد غصہ آیا اور اُس نے قاسم سے بھی کہہ دیا تھا کہ وہ اس کی غلط بیانی کے سلسلے میں یقینی طور پر کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے گا جس سے اس کو بھی بھگتنا پڑے۔

پھر وہ اس ہال میں آئے تھے جہاں تصویروں کی نمائش ہو رہی تھی اور قاسم حیرت سے منہ پھاڑ کر ان تصاویر کو دیکھنے لگا۔

"اَمے.... یہ کیا بنایا ہے سالوں نے۔" اس نے حمید کے کاندھے پر ہاتھ مار کر کہا تھا۔

"آہستہ.... بیٹے! ورنہ اگر کسی سالے نے سن لیا تو تمہاری ہی تجرید کر کے رکھ دے گا۔"

"کیا کر کے رکھ دے گا....؟" قاسم نے آنکھیں نکالی تھیں۔

"یار ختم کرو.... تصویریں دیکھو....!"

"یہ تصویریں ہیں؟.... کاہے کی تصویریں ہیں بھلا....!"

"یہ دیکھو اور اس حسینہ....!"

"قہاں ہے حسینہ....!"

"وہ سامنے....!"

"اَمے جاؤ....!" قاسم منہ پر رکھ کر ہنسا تھا "آ غے سے بھینس اور پیچھے سے ناشتہ دان۔

معلوم ہوتی ہے۔ نہیں پیارے بھائی سچ بتاؤ یہ کیسی تصویریں ہیں۔"

حمید کوئی جواب دیئے بغیر گیلری میں چکر لگانے والی لڑکیوں کا جائزہ لیتا رہا۔ ایک بڑی پینٹنگ کے قریب ایک دبلی پتلی لڑکی خاموش کھڑی تھی۔

"یہ چپاتی بیگم کون ہیں....؟" قاسم نے اس طرف اشارہ کر کے پوچھا تھا۔

"شاید یہی مصور ہیں ان تصاویر کی۔"

"اے جاؤ....ابھی تو شاید اس کی شادی بھی نہ ہوئی ہو گی۔"

"بھلا شادی اور مصوری کا کیا تعلق....!"

"ایسی حرکتیں میاں کو جلانے کے لئے کی جاتی ہیں۔" قاسم مصوری کے نمونے کو حقارت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"یار سنو....!" حمید اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "کیوں نہ تم ایسی ہی حرکتیں اپنی بیوی کو جلانے کیلئے شروع کر دو۔ نام کا نام ہو گا اور بیوی بھی ہر وقت انگاروں پر لوٹتی رہے گی۔"

"اے تو واقعی یہ مصوری ہے....!" قاسم نے دوبارہ حیرت ظاہر کی تھی۔

"ہاں.... بھئی....!"

"میری سمجھ میں تو نہیں آتی....!" قاسم نے بے بسی سے کہا تھا۔

"ادھر آؤ.... میں سمجھتا ہوں.... دیکھو، اس تصویر میں دیکھو.... یہ کیا ہے۔"

"یہ.... یہ.... اوہ.... مشک ہے شاید.... پانی سے بھری ہوئی۔"

"غلط سمجھے.... یہ عورت ہے۔"

"اے جاؤ....!" قاسم منہ پر ہاتھ رکھ کر پھوہڑ پن سے ہنسا تھا۔

"یقین کرو میرے دوست.... اچھا یہ بتاؤ.... کیا ہے....!"

"یہ تو.... یہ تو موسل ہے۔"

"غلط.... یہ مرد ہے۔"

"اچھا بیٹا.... ہاتھ پیر کہاں ہیں اس کے۔"

"یہی تو کمال ہے۔"

"چغد ہو تم....!"

"اوہ دیکھو برخوردار یہ تصویر فروخت بھی ہو چکی ہے۔ اس پر "فروخت شدہ" کی چٹ لگی ہوئی ہے۔ ٹھہرو ذرا پوچھیں تو کتنے میں فروخت ہوئی ہے۔"

حمید نے خود مصور سے پوچھا تھا اور قاسم یہ سن کر متحیر رہ گیا تھا کہ مشک اور موسل پانچ سو روپوں میں فروخت ہوئے ہیں۔

"اے اگر یہ واقئی مصوری ہے تو پھر میں مصور ہوں.... دیکھا جائے گا۔"

"کیا دیکھا جائے گا۔"

"میں بھی کروں گا مصوری.... اچھا! اگر مشک کی بجائے پن چکی بناؤں تو کیسی رہے گی۔"

"کیا بات پیدا کی ہے یار واقعی تم بہت ذہین آدمی ہو.... جس کمرے میں تمہاری بیوی سہیلیوں کو لے کر بیٹھتی ہو اُسی میں نگار خانہ بناڈالنا۔"

"غاؤں....!" قاسم نے بے دھیانی میں کہا تھا اور پھر تصاویر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

دوسرے دن پہلے تو اُس کی بیوی کا مخصوص کمرہ نشست کباڑ خانہ بنا تھا اور پھر نگار خانہ بن گیا تھا۔

سینکڑوں روپے رنگ برش، کینواس، ایزل اور فریموں پر صرف کئے گئے اور شروع ہو گئی تجریدی مصوری۔

بیوی نے بہت غل غپاڑا مچایا تھا۔ مگر کون سنتا ہے.... اور پھر کچھ دنوں کے بعد سچ مچ بیوی کو کافی جلانے لگا تھا.... ایک دن کوئی تربوز نما چیز پینٹ کر کے اس میں ڈاڑھی لگادی اور نیچے لکھ دیا بیوی کے باپ کا نام.... اس پر تو گویا قیامت ہی آگئی تھی.... غصے نے اس کی ایسی درگت بنائی تھی جیسے ہسٹریا کا دورہ پڑ گیا ہو اور قاسم کو وقتی طور پر گھر چھوڑ کر بھاگنا پڑا تھا۔

آج پھر کچھ ایسی ہی افتاد پڑنے والی تھی۔ کیونکہ اس کی بیوی کے تیور کچھ ایسے ہی تھے جیسے چڑانے کے موڈ میں ہو۔

"کیا تم بھی نہیں بتاؤ گے کہ تمہیں مصور کس نے بنایا ہے۔" اس نے کہا۔

"میں کھد بن گیا ہوں بنائے گا کون؟"

"نہیں....!" بیوی سر ہلا کر بولی۔ "کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں۔"

"قیا....!" قاسم نے آنکھیں نکالیں۔

"ہوں....!" وہ ایزل پر نظر جمائے رہی جس پر کئی رنگ دائرے کی شکل میں گڈمڈ نظر آرہے تھے۔

"معشوق....! یہ تم کیا بک رہی ہو....اور یہ سالا پردۂ انگاری کیا ہے۔"

"زنگاری....!"

"وہی....وہی....ہے کیا....اور تم معشوق معشوق کرتی ہو۔ شرم نہیں آتی۔"

"کیوں نہ کروں۔"

"ہائیں....!" قاسم اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ "دماگ سہی ہے یا نہیں۔"

"تم اپنے دماغ کی خبر لو....!"

"اچھا....اچھا....!" قاسم اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔ "اگر تمہارے اماں باوا کی بھی تجرید نہ کی تو کچھ نہ کیا۔"

"اے زبان سنبھال کے....!"

"نہیں سنبھالوں گا....!"

"اپنے چچا کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔"

"ہاں....ہاں.... نہیں آتی....!"

"اور اگر میں کہوں تمہارے باپ کو....!"

"تو پھر وہ تمہارے چچا نہیں رہ جائیں گے.... جرور کہو....وہ اسی قابل ہیں۔"

"قیا....!" غیر شعوری طور پر قاسم کی بیوی کی زبان سے نکلا۔ اس میں مزاج کو قطعی دخل نہیں تھا۔ کیونکہ وہ بے حد غصے میں تھی۔

اتنے میں باہر سے کسی نے گھنٹی بجائی اور وہ دونوں ہی چونک پڑے۔

گھنٹی بجانے والے نے ایک بار بٹن دبانے پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ برابر دبائے جا رہا تھا۔

"یہ تمہارے بھائی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ سالوں کو گھنٹی بجانے کی بھی تمیز نہیں۔" قاسم نے بیوی کو گھونسہ دکھا کر کہا۔

"تم بکواس بند نہیں کرو گے اپنی.... منع کر دوں گی اب نہ آیا کرے کوئی....!"

"بلقل منع کر دو....!"

وہ تنتناتی ہوئی کمرے سے چلی گئی۔ قاسم دروازے کی طرف گھورتا رہا۔ طرح طرح کے منہ بناتا اور دانت پیستا رہا۔

کچھ دیر بعد ایک ملازم نے چاندی کی طشتری میں کسی کا وزیٹنگ کارڈ پیش کیا۔

"ہائیں....!" وہ کارڈ پر نظر جمائے ہوئے متحیرانہ لہجے میں بڑبڑایا۔"مس روزا سنہا سیکریٹری کلچر سنٹر۔"

"ابے... مس روزا سنہا.... یعنی کہ مس۔" قاسم نے تھوک نگل کر سرگوشی کی اور ملازم مسکرانے لگا۔

"قق... قیسی ہے..؟" اس نے پُر اشتیاق لہجے میں پوچھا اور نچلے ہونٹ پر زبان پھیرنے لگا۔

"جوان ہے....!" ملازم نے دوسری طرف منہ پھیر کر ہنسی روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ابے تو ہنستا کیوں ہے؟" قاسم نے آنکھیں نکالیں.... اور پوچھا۔"دبلی پتلی ہے....!"

"نہیں جناب.... لمبی تڑنگی....!"

"ابے تو ایسے بول نا.... ہی۔ہی۔ہی۔" وہ احمقانہ انداز میں ہنستا ہوا اٹھ گیا۔

نوکر آگے تھا اور وہ پیچھے۔ یک بیک قاسم راہداری میں رک کر بولا۔"ابے سن تو سہی۔"

نوکر بھی رک کر مڑا۔

"آئی کیوں ہے....؟"

"بتایا نہیں صاحب....؟"

"تم لوگ سالے اتنے چغد ہو۔ ابے تم یہ نہیں معلوم کر سکے کہ کیوں آئی ہے.... اچھا اچھا بیغم کہاں ہے۔"

"اپنے کمرے میں۔"

"انہیں مالوم ہے۔"

"جی جناب....!"

"ارے باپ رے۔" قاسم پیٹ پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

اب شاید سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے.... آخر الٹی کھوپڑی میں یہی آیا کہ پہلے بیوی کے پاس ہی جائے۔ لہٰذا اس کے کمرے میں پہنچ کر غوں غوں کرنے لگا۔

"اغے.... ایم.... یہ قق قیوں آئی ہے؟"

"مجھ سے پوچھ رہے ہو۔" بیوی آنکھیں نکال کر بولی۔

"پھر قس سے پوچھوں....؟" قاسم نے بے بسی سے کہا۔

"باوا سے....؟" اُس نے فون کی طرف اشارہ کیا۔

"اچھا....!" قاسم رَد میں فون کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ پھر یک بیک رک کر بولا۔

"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا....؟"

"تم بتاؤ.... یہ کون ہے اور کیوں آئی ہے۔" بیوی اچھل کر کرسی سے اٹھتی ہوئی چیخی۔

"مم.... میں.... قیا بتاؤں.... میں تو جانتا بھی نہیں۔"

"ابھی معلوم ہوا جاتا ہے....!" وہ دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

"ارے باپ رے۔" قاسم کراہ کر پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

وہ دروازے پر رک کر مڑی اور جلے کٹے لہجے میں بولی۔ "آؤ نا....!"

"مم.... میں.... کک.... کیوں! نہیں تم ہی جاؤ....!"

"مجھ سے ملنے نہیں آئی۔"

"بھگادو.... تم بھگادو جاکر....!"

"میری جوتی کو غرض پڑی ہے؟ لیکن یہ ضرور پوچھوں گی کہ کیوں آئی ہے۔"

"جرور.... جرور....!" قاسم بوکھلا کر بولا۔

ڈرڈر کر وہ بھی قدم اٹھاتا رہا۔ پہلے اس کی بیوی ہی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ قاسم دروازے پر ٹھٹکا۔ کچھ سوچتا رہا۔ پھر خود بھی اندر داخل ہو گیا۔ اس دوران میں دونوں عورتوں کے درمیان رسمی قسم کی گفتگو ہو چکی تھی.... لیکن قاسم نہیں سن سکا تھا۔ جیسے ہی وہ اندر پہنچا اس کی بیوی بولی۔ "جی ہاں یہی ہیں قاسم صاحب۔"

"آداب بجا لاتی ہوں جناب۔" بڑی شیریں آواز میں کہا گیا۔ قاسم نے شکل دیکھی تو بوکھلاہٹ کے باوجود نہال ہو گیا۔ دانت نکل پڑے۔

"ترشیف.... تفریش.... تشریف رکھئے۔" وہ ہانپتا ہوا بولا۔

واقعی لمبی تڑنگی صحت منداور خاصی دلکش لڑکی تھی۔

پھر گہری خاموشی طاری ہوگئی۔ کچھ دیر تک شاید ہر ایک اپنی جگہ پر یہی سوچتا رہا کہ اب کیا کہنا چاہیئے۔ پھر لڑکی ہی نے سکوت توڑا۔

"تکلیف دہی کی معافی چاہتی ہوں۔ میں کلچر سنٹر کی سیکریٹری ہوں۔ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ہم لوگ اکثر ثقافتی تقریبات منعقد کرتے رہتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ایک اچھی مصور... کی تصاویر کی نمائش کا انتظام کیا تھا۔"

"جی ہاں.... جی ہاں.... میں وہاں غیا تھا۔" قاسم بوکھلا کر بولا۔

"ہم خود ہی اچھے آرٹسٹوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ کوشش کرتے ہیں کہ ان فن کاروں کو جو گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے ہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر منظر عام پر لائیں۔"

"جی بہت اچھی بات ہے۔" قاسم سر ہلا کر بولا۔

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی بڑے اچھے مصور ہیں۔"

"اجی میں کیا.... ہی۔ ہی۔ ہی۔ ہی.... قس لائک ہوں۔" قاسم نے ازراہِ انکسار دانت نکال دیئے۔

قاسم کی بیوی مس روزا سنہا کو گھورے جا رہی تھی اور قاسم اپنے خشک ہوتے ہوئے ہونٹوں پر بار بار زبان پھیر رہا تھا۔

"آپ کو کس نے بھیجا ہے؟" دفعتاً قاسم کی بیوی پوچھ بیٹھی۔

"کسی نے بھی نہیں۔" روزا نے جواب دیا۔ "کہیں تذکرہ آیا تھا۔ میں نے کہا مل ہی لوں۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ کہاں بات چھڑی تھی۔"

"بہر حال آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" قاسم کی بیوی کچھ دیر بعد بولی۔ "کسی نے ان کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کی ہوگی۔"

"تب تو مجھے افسوس بھی ہے اور شرمندگی بھی....!"

"نہیں افسوس نہ کیجئے۔" قاسم جلدی سے بول پڑا۔ "آرٹ وارٹ ان کی سمجھ میں نہیں آتا یہ کیا جانیں۔"

"اوہ تو پھر میں نے غلط نہیں سنا تھا....!" روزا خوش ہو کر بولی۔

"جی ہاں.... بھائی صاحب.... رخ.... مطلب یہ کہ جی ہاں.... چلئے میں آپ کو اپنی

تصویریں دکھاؤں۔"

"مجھے بے حد خوشی ہو گی جناب۔"

بیوی نے قاسم کو گھور کر دیکھا لیکن وہ تو کسی دوسری ہی دنیا میں پہنچ چکا تھا۔ دس آنکھوں سے بھی گھورتی تو کیا ہوتا۔

موج میں آیا تو پھر بکتا ہی چلا گیا۔"جی بات یہ ہے کہ لوگ میرے آرٹ سے جلتے ہیں۔ جب قوئی چیز سمجھ میں نہیں آتی.... تو.... جی ہاں... واہیات ہو جاتی ہے سالی.... مطلب یہ کہ جی ہاں۔"

"کیا آپ کا نگار خانہ کہیں اور ہے۔" روزا نے پوچھا۔

"جی نہیں یہیں ہے.... گھر پر ہی۔"

"تو پھر....؟"

"جی ہاں چلئے....!" قاسم اٹھتا ہوا بولا۔

اس کی بیوی کے چہرے پر عجیب آثار تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے جھینپ بھی رہی ہو اور شدید ترین غصے کو بھی دبانے کی کوشش کر رہی ہو۔

لیکن وہ انکے ساتھ اس کمرے تک آ ہی گئی۔ جہاں حماقتوں کے شاہکار بکھرے پڑے تھے۔

"اوہ.... ونڈر فل۔" روزا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"جی غاں....!"

"کمال ہے.... اف فوہ.... آپ نے تو کمال کر دیا۔"

"اجی میں کیا.... ہی۔ہی۔ہی۔ہی....!"

"قوم کی بدقسمتی ہے کہ وہ آپ سے واقف نہیں۔"

"بہت ہو چکا....!" قاسم کی بیوی غصیلی آواز میں بولی۔"آپ ہمارے ہی گھر میں ہمارا مضحکہ اڑا رہی ہیں۔"

روزا بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کی طرف مڑی۔

"میں نہیں سمجھی محترمہ....!" اس نے حیرت زدہ آواز میں کہا۔

"کیا یہ تصویریں ہیں۔" قاسم کی بیوی آنکھیں نکال کر بولی۔

"میں سمجھی۔" روزا نے طویل سانس لی پھر مسکرا کر بولی۔ "عام طور پر لوگ تجریدی آرٹ کو سمجھ نہیں پاتے۔"

"کیا آپ سنجیدگی سے کہہ رہی ہیں کہ یہ مصوری ہے۔"

"جی ہاں....!" روزا سر ہلا کر بولی۔ "پوری سنجیدگی اور یقین کے ساتھ....!"

"اللہ رحم کرے....!" قاسم کی بیوی آہستہ سے بڑبڑائی اور روزا پھر تصاویر کیطرف متوجہ ہو گئی۔

"واہ کیا آئیڈیا ہے...." وہ ایک تصویر کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "دربار شاہی۔"

"بھلا مجھے بھی تو بتائیے کہ کیا آئیڈیا ہے۔" قاسم کی بیوی نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"کیڑے مکوڑے اور نامکمل سا دائرہ بنا کر قاسم صاحب نے جس نازک خیالی کا مظاہرہ کیا ہے اس کا جواب مشکل ہی سے ملے گا۔"

قاسم نے فخریہ انداز میں بیوی کی طرف دیکھا اور اکڑ گیا۔

روزا اس مخصوص تصویر کی خوبیاں گنوائے جا رہی تھی۔ پھر اس نے تجویز پیش کی کہ قاسم کی تصاویر کی نمائش بھی ہونی چاہئے۔

"آپ ہمارے لئے مشکلات پیدا کر رہی ہیں محترمہ....!" قاسم کی بیوی نے کہا۔

"کیسی مشکلات....؟"

"یہ سب سچ سمجھ رہے ہیں۔"

"میں غلط نہیں کہہ رہی۔ آپ کو کیسے یقین دلاؤں۔"

"تو آپ ان تصاویر کی نمائش کریں گی....!"

"جی ہاں....!"

"میں کیا کروں....!" قاسم کی بیوی اپنی پیشانی مسلتی ہوئی آہستہ سے بڑبڑائی۔

"تم قیوں مری جا رہی ہو۔" قاسم نے سرگوشی کی۔ "ہونے دو نمائش اور قیا۔"

روزا تصاویر میں کھوئی ہوئی ایک ایک کو بغور دیکھتی پھر رہی تھی.... قاسم کی باچھیں کھلی پڑ رہی تھیں اور قاسم کی بیوی کے تیور ایسے تھے جیسے ابھی ڈنڈا سنبھالے گی اور انہیں کمرے سے باہر ہانک کر ساری تصاویر میں آگ لگا دے گی....

دفعتاً روزا ایک جگہ رک کر مڑی اور اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا

تھا جیسے اُس کے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی نہ ہو۔ چہرہ زرد ہو گیا تھا۔

"یہ.... یہ....!" اُس نے سامنے والی تصویر کی طرف اشارہ کیا.... دو تین جھکولے لئے اور دھم سے فرش پر آ رہی.... قاسم اور اس کی بیوی بوکھلا کر آگے بڑھے۔ روزا گہری گہری سانسیں لے رہی تھی.... وہ اسے آوازیں دیتے رہے لیکن بے سود! وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

کیمرہ

انہونی ہی کہنا چاہئے۔ حمید اب بھی متحیر تھا۔ فریدی اور کیمرے کے۔ نہ صرف خود آیا تھا بلکہ حمید کو بھی گھسیٹ لایا تھا۔

سر شام ہی اس نے کہا تھا۔ "کیوں؟ کیا آج کل تم اس شہر میں نہیں ہو۔"

حمید کیا جواب دیتا صرف استفہامیہ انداز میں اُسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

"نیاگرہ میں ایک اطالوی پارٹی آئی ہوئی ہے...." وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"میں نے لہو و لعب سے توبہ کر لی ہے....!"

"فون کر کے ایک میز مخصوص کرا لو.... دو آدمیوں کے لئے ڈنر....!"

"میرا خیال ہے کہ وہ پارٹی کیبرے پیش کرتی ہے....!"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" اس نے خشک لہجے میں کہا تھا اور سامنے کھلی ہوئی کتاب پر نظر جما دی تھی۔

رات کا کھانا نیاگرہ میں کھایا گیا تھا اور ابھی وہ فلور شو دیکھ رہے تھے۔ اسپاٹ لائٹ رقاصہ کے ساتھ ہی حرکت کر کے جسم کے خطوط واضح کر رہی تھی۔

حمید شروع ہی سے محسوس کرتا رہا تھا کہ وہ زیادہ تر تماشائیوں کا جائزہ لے رہا ہے.... اور کبھی کبھی وہ اس مووی کیمرے کو بھی دیکھنے لگتا جو فریدی کے سامنے میز پر رکھا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کیا وہ اس نیم عریاں رقص کی متحرک تصویریں لے گا۔ کیا تجرد نے جنسی کجروی کی شکل اختیار کر لی ہے؟

نیم عریاں رقص

آخر جب گھٹن بہت زیادہ بڑھ گئی تو اس نے فریدی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ”بس اب شروع ہو جایئے۔“

”کیا مطلب....؟“ فریدی چونک کر بولا۔

”بڑے غضب کے پوز دے رہی ہے ظالم! کیمرہ اٹھایئے اور شروع ہو جایئے۔“

”شٹ اپ....!“

حمید نے ٹھنڈی سانس لی اور پھر رقاصہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

ہال میں بلند آہنگ موسیقی گونج رہی تھی.... اور حمید کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ساری کائنات ایک انگڑائیاں لیتے اور لچکتے ہوئے جسم میں تبدیل ہو گئی ہو۔

ایک پل کے لئے وہ اس کی میز کے قریب بھی آئی تھی اور اسپاٹ لائٹ سے اس کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔ ورنہ وہ اس لچکتی ہوئی کائنات کا جائزہ قریب سے بھی لے سکتا۔

پھر وہ آگے بڑھ گئی تھی اور اب جس میز کے پاس تھرک رہی تھی اس پر سے ایک آدمی اٹھا اور بالکل اسی کے سے انداز میں لچکنے لگا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے گہرے نشے میں ہو.... ہال میں قہقہے بلند ہوئے.... رقاصہ بھی شاید اس کی اس حرکت سے محظوظ ہو رہی تھی۔ اس لئے وہ وہیں رک کر اپنے جسم کو تھرکاتی اور لچکاتی رہی.... وہ دونوں ہی اسپاٹ لائٹ کے دائرے میں تھے۔

دفعتاً حمید نے مووی کیمرے کے چلنے کی آواز سنی اور چونک کر مڑا۔ فریدی ان کی تصویریں لے رہا تھا۔

لیکن ٹھیک اسی وقت کسی طرف سے ایک بوتل آکر اُس کے ہاتھوں سے ٹکرائی اور کیمرہ فرش پر جاگرا.... فریدی اسے اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ قریب بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے اس پر چھلانگ لگائی.... اور شاید کیمرے پر قبضہ بھی کر لیا.... لیکن فریدی کی ٹھوکر اسے دور لے گئی۔ پھر حمید کو ایسا محسوس ہوا جیسے فریدی اڑتا ہوا اس پر جا پڑا ہو۔

ہال میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ سارے بلب روشن ہو گئے۔ اسپاٹ لائٹ غائب ہو چکی تھی اور رقاصہ ایک جانب سہمی کھڑی تھی۔

وہ دونوں فرش پر گتھے ہوئے تھے.... ان کے گرد مجمع اکٹھا ہونے لگا۔

”ہٹ جایئے.... ہٹ جایئے یہاں سے۔“ حمید نے قریب پہنچ کر بلند آواز میں کہا۔ ”پولیس“

"پولیس کی ایسی تیسی....!" کوئی نشے میں غرایا۔ "یہاں بھی پولیس! وہاں بھی پولیس.... خواب گاہوں میں پولیس.... قبر میں پولیس.... جہنم میں بھی پولیس.... ہینہ....!"

پھر حمید نے دیکھا کہ فریدی صدر دروازے کی طرف بھاگ رہا ہے۔ اس کے آگے شائد کیمرے پر جھپٹنے والا تھا۔

باہر نکل کر اُس نے گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی.... فریدی اس طرف دوڑا تھا جہاں انہوں نے لنکن پارک کی تھی۔

حمید کو اچھی طرح یاد نہیں کہ وہ بھی لنکن میں کیونکر بیٹھا تھا۔

پھر لنکن کی رفتار کا کیا پوچھنا۔ فریدی ڈرائیو کر رہا تھا.... اور شاید کسی کے تعاقب میں۔

سنسان سڑک پر بہت دور کسی گاڑی کی عقبی سرخ روشنی دکھائی دے رہی تھی۔

"کچھ بتایئے بھی تو....!" حمید جھنجھلا کر بولا۔ "اس طرح بھاگنے کی کیا ضرورت ہے کیا وہ رقاصہ پیچھا کر رہی ہے۔"

"خاموش بیٹھو....!"

"کیا وہ کیمرہ لے گیا۔"

"ہاں....!"

"آپ بھی تو کمال کر رہے تھے۔ مجھ سے کہتے.... میں ہزاروں پن اَپ لڑکیوں کی تصویریں جی اسٹرنگ والی مہیا کر دیتا۔"

"ہوں.... تو میں اس لئے اس کی تصویریں لے رہا تھا....؟" فریدی غرایا۔

"چلئے تسلیم کہ کسی نیک مقصد کے لئے آپ ایسا کر رہے تھے.... لیکن پھر بھی....!"

"بکو مت....!"

"اللہ رحم کرے....!" حمید نے ٹھنڈی سانس لی۔

دونوں گاڑیوں کا فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا.... فریدی نے رفتار کچھ اور تیز کر دی۔ حمید سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"آخر وہ کیمرہ کیوں لے بھاگا.... کون تھا....؟"

"یہی تو دیکھنا ہے؟"

دفعتاً اگلی کار رک گئی اور کوئی اُتر کر بھاگا... فریدی نے پورے بریک لگائے۔ لنکن دھچکے کے ساتھ رک گئی۔ دوسرے لمحے میں فریدی بھی اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔

دونوں بائیں جانب کی ڈھلان میں اُتر گئے تھے۔ حمید نے سوچا کہ وہ اسے دوسری طرف سے کیوں نہ گھیر لے.... اسی خیال کے تحت وہ اسٹیرنگ پر آبیٹھا اور کیڈی کو آگے نکال لے گیا۔

تاروں کی چھاؤں میں دونوں صاف نظر آرہے تھے.... اگلے موڑ پر گاڑی روک کر وہ خود بھی ڈھلان میں اترتا چلا گیا۔

کیمرہ اڑالے جانے والا سامنے سے بڑھتا آرہا تھا.... حمید ایک ٹیکرے کی اوٹ میں دبک گیا.... وہ بڑی تیزی سے دوڑتا ہوا اسی طرف آرہا تھا.... جیسے ہی قریب آیا حمید نے زمین پر ہتھیلیاں ٹیک کر ٹانگ ماری اور وہ اچھل کر دور جاگرا.... ساتھ ہی حمید نے اس پر چھلانگ لگائی۔ فریدی قریب پہنچ چکا تھا۔ حمید اسے چھاپ بیٹھا تھا۔

"بہت اچھے۔" فریدی جیب سے ٹارچ نکالتا ہوا بولا۔ لیکن پھر جیسے ہی ٹارچ کی روشنی گرنے والے پر پڑی اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "یہ کیا کیا۔"

گرنے والے کا منہ بھرتا بن گیا تھا.... متعدد جگہوں سے خون پھوٹ رہا تھا۔

"بیہوش ہو گیا ہے....!" حمید اسے چھوڑ کر ہٹتا ہوا بولا۔

"لیکن کیمرہ....!" فریدی کا لہجہ پُر تشویش تھا۔ ٹارچ کی روشنی آس پاس چکرا رہی تھی۔ بے ہوش آدمی کو بھی الٹا پلٹا گیا۔ لیکن کیمرہ نہ مل سکا۔

"کہیں گاڑی ہی میں نہ چھوڑ آیا ہو۔" حمید بولا۔

"ہو سکتا ہے.... اچھا اسے اٹھاؤ....!"

"جی....!" حمید جھنجھلا کر بولا۔ "چھاپ بیٹھنے کی ذمہ داری میری۔ اٹھائے پھرنا بس سے باہر ہے۔"

"بکواس مت کرو۔"

"کہاں لے چلئے گا۔"

"گاڑی تک۔"

"چلئے صاحب....!" حمید نے ٹھنڈی سانس لی۔

ان دونوں نے اُسے اٹھایا اور لنکن تک لائے۔ پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔ وہ گہری گہری سانسیں

لے رہا تھا۔

"تم نے عقل مندی سے کام لیا۔" فریدی انجن اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔

حمید کچھ نہ بولا.... لنکن حرکت میں آچکی تھی۔ وہ پھر اسی جگہ آئے جہاں بھاگنے والے نے اپنی گاڑی چھوڑی تھی۔

فریدی نے ٹارچ کی روشنی میں اس کی گاڑی بھی دیکھ ڈالی لیکن کیمرہ نہ ملا۔

"ارے میں دوسرا خرید دوں گا.... پیچھا بھی چھوڑیئے منحوس کا....!" حمید نے کہا۔

فریدی کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر حمید سے مخاطب ہوا.... "تم یہ گاڑی کوتوالی لے جاؤ.... میں اسے ہسپتال لے جاؤں گا۔"

حمید نے خاموشی سے تعمیل کی۔ انجن اسٹارٹ کیا اور فریدی سے مزید کچھ پوچھے بغیر گاڑی آگے بڑھادی۔

تفریح کرکری ہو چکی تھی.... بڑی موج میں کیمرے سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ کیمرے کا چرخہ چل گیا.... اور اب نتیجے کے طور پر ایک آدمی ہسپتال جا رہا تھا اور وہ خود اُس کی گاڑی سنبھالے ہوئے کوتوالی کی جانب رواں دواں تھا۔

یہ زندگی ہے.... وہ سوچ رہا تھا۔ کہیں چین نہیں! تفریح میں بھی ڈیوٹی سر پر سوار ہو جاتی ہے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ شہر ہی چھوڑ بھاگا طویل رخصت پر۔ لیکن کیا وہاں کام سے پیچھا چھوٹا تھا۔ بعض اوقات تو وہ سوچنے لگتا کہ کوئی بدروح ان کے لئے لاشیں مہیا کرنے کا ٹھیکہ لے بیٹھی ہے۔

کار تیز رفتاری سے راستہ طے کرتی رہی اور وہ بور ہوتا رہا.... ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا کہ فریدی بھی آرہا ہے یا نہیں۔

دفعتاً سامنے کچھ دوری پر ایک آدمی نظر آیا جو بیچ سڑک پر دونوں ہاتھ ہلا ہلا کر رکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

حمید نے بریک لگائے.... اور گاڑی کو ریورس گیئر میں ڈال دیا.... گاڑی پیچھے بھاگتی چلی گئی سڑک سنسان تھی.... خطرے کی بو سونگھ لینے کے بعد آگے بڑھنا حماقت ہی ہوتی۔ ویسے ریورس گیئر میں ڈال کر گاڑی پیچھے بھگانا بھی عقل مندی کا کام نہیں تھا۔ بہرحال وہ دیکھ ہی رہا تھا کہ ہاتھ ہلا کر گاڑی رکوانے والے نے اب گاڑی کی طرف دوڑنا شروع کر دیا تھا۔

"ٹھہرو.... ٹھہرو.... خدا کے لئے ٹھہر جاؤ.... مجھے بچاؤ۔" وہ چیخ رہا تھا۔

حمید اس کی پرواہ کئے بغیر گاڑی کو پیچھے بھگاتا رہا۔ پھر اسے پیچھے کسی دوسری گاڑی کی ہیڈ لائیٹس دکھائی دیں۔

کرنل کے علاوہ اور کون ہوگا۔ اس نے سوچا اور گاڑی کو اسی طرح بیک کرتا ہوا ہارن بجانے لگا۔ پچھلی گاڑی کی رفتار کم ہو رہی تھی۔

بالآخر حمید بھی بریک لگاتا ہوا چیخا۔ "میں ہوں.... خطرہ۔"

گاڑی روک دی گئی لیکن ہیڈ لیمپ روشن ہی رہنے دیئے تھے۔

دوسری گاڑی میں فریدی ہی تھا۔ اتر کر قریب آیا۔

"کیا بات ہے؟"

"وہ دیکھئے....!" حمید نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا۔ وہ آدمی اب بھی اُن کی طرف دوڑا آ رہا تھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں.... تم زبان ہلاؤ۔"

"بیچ سڑک پر آ کھڑا ہوا تھا.... گاڑی رکوانا چاہتا تھا۔"

"ہوں.... ٹھہرو.... آنے دو۔"

وہ آدمی قریب آیا اور ہانپتا ہوا آگے پیچھے جھولنے لگا....

"بب.... بچاؤ...." اس نے گرتے گرتے کہا۔ حمید نے کوشش کی تھی کہ سنبھال لے لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

"یہ بھی بیہوش ہو گیا۔" حمید نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"اسے بھی اٹھا کر اس گاڑی میں ڈالو۔"

حمید نے پھر ٹھنڈی سانس لی لیکن کچھ بولا نہیں۔ دونوں نے اس بیہوش آدمی کو بھی اٹھا کر گاڑی میں ڈال دیا۔

"میں آگے چلتا ہوں۔" فریدی نے کہا۔ "تم یہ گاڑی ذرا کنارے کر لو۔"

حمید نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے لنکن کو نکال لے جانے کا اشارہ کیا۔

اب لنکن آگے جا رہی تھی.... حمید نے جمائی لے کر بُرا سا منہ بنایا۔ دیر سے پائپ نہیں پیا تھا۔

"ہائے نہیں.... ہائے نہیں۔" پچھلی نشست سے ایسی ہی آواز آئی جیسے کوئی خواب میں

بڑبڑا رہا ہو۔

"کیا تم زندہ ہو؟" حمید نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔ لیکن جواب نہ ملا۔

گاڑی کے انجن کی آواز اسے ایسی لگی جیسے خود اس کی کھوپڑی سے نکل رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد پچھلی نشست سے پھر آواز آئی۔ "بچاؤ.... بچاؤ.... میں شادی نہیں کرنا چاہتا۔"

"آہانک....!" حمید کے سینے سے ایک جگر خراش آہ نکلی اور وہ اس طرح منہ چلانے لگا جیسے بیہوش آدمی کو کچا ہی چبا جائے گا۔

"میں کہاں ہوں.... میں کہاں جارہا ہوں۔" پچھلی نشست سے آواز آئی۔

"تم زندہ ہو....!" حمید نے پوچھا۔

"ہاں میں زندہ ہوں.... تم کون ہو۔" اس کی آواز خوفزدہ تھی۔

"میں کنواریوں اور کنواروں کا ٹھکیدار ہوں۔"

"نہیں نہیں.... میں شادی نہیں کروں گا۔ اس سے بہتر تو یہی ہے کہ تم مجھے گولی ماردو۔"

"تو یہاں اس ویرانے میں شادی ہو رہی تھی.... کیوں؟"

"میرے حواس بجا نہیں ہیں.... سچ بتاؤ تم کون ہو....؟"

"تم چیختے ہوئے میری گاڑی کی طرف آرہے تھے۔"

"اُو.... ہاں.... یاد آرہا ہے اب.... بہت بہت شکریہ.... لیکن آپ کون ہیں؟"

"ایک امن پسند شہری۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے.... یہ بہت اچھی بات ہے.... مم.... مگر....!"

"کہتے رہو.... رکنے کی ضرورت نہیں۔ میں غور سے سن رہا ہوں۔"

"میں دنیا کا بدبخت ترین آدمی ہوں۔"

"ایسا نہ کہو دوست ورنہ شادی سے قبل ہی شادی سے دور بھاگنے کی کوشش نہ کرتے۔"

"میں نہیں سمجھا! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"لوگ عموماً شادی کر لینے کے بعد شادی سے دور بھاگتے ہیں۔"

"ارے تو میں ان بدبختوں سے کب کہتا ہوں کہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"کن بدبختوں کا تذکرہ ہے۔"

"میں خود بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔"

"یار کہیں تم بہت زیادہ تو نہیں پی گئے۔"

"ہرگز نہیں.... میں نشے میں نہیں ہوں۔"

"تو پھر کسی رسالے کے ایڈیٹر ہو گے جسے جاگتے میں بھی سالانہ خریداروں کے خواب آتے ہوں۔"

"نہیں جناب میں تو سکول ماسٹر ہوں۔"

"کسی گرلز سکول کے۔"

"وہاں مخلوط تعلیم ہوتی ہے۔"

"مرض سمجھ میں آ گیا۔"

"جی....!"

"کچھ نہیں، کوئی خاص بات نہیں تم ہر اس طالبہ کو اپنی عاشق سمجھ لیتے ہو جو تم سے اخلاق سے پیش آتی ہے۔"

"بالکل غلط.... جب میں شادی کرنا ہی نہیں چاہتا....!"

"خیر.... خیر.... تم بعض بدبختوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔"

"ہاں.... لیکن میں ان کی نشاندہی نہ کر سکوں گا۔"

"تم ایک پولیس آفیسر سے گفتگو کر رہے ہو اس لئے محتاط رہو۔"

"میرے خدا.... پپ.... پولیس آفیسر....!"

"ہاں اب بتاؤ کیا قصہ ہے؟"

"قق.... قصہ.... بخدا میں بھی نہیں جانتا کہ کیا قصہ ہے۔"

"پھر بکواس شروع کر دی تم نے۔ اس وقت یہاں اس ویرانے میں کیا کر رہے تھے۔"

"وہ لوگ مجھے پکڑ لائے ہیں.... مجبور کر رہے تھے کہ میں شادی کر لوں۔"

"کس سے....؟"

"وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک بڑے سرمایہ دار کی لڑکی ہے؟"

"لڑکی دیکھی ہے تم نے....!"

"نن نہیں جناب....!"

"کیا پہلی بار پکڑا تھا تمہیں....!"

"نہیں جناب کئی بار میری پٹائی کر چکے ہیں.... آپ کو میرے سارے جسم پر نیل نظر آئیں گے۔"

"اپنا نام اور پتہ بتاؤ۔ کس سکول میں پڑھاتے ہو۔"

"سینٹ جوزف سکول میں.... مجھے واحد علی کہتے ہیں! دولت گنج میں رہتا ہوں مکان نمبر تین سو چودہ۔"

"بھلا وہ تمہیں کس طرح پکڑتے ہیں.... بچے تو ہو نہیں۔"

"دھوکا کھا جاتا ہوں۔ آج شام کو کیفے شبانہ میں چائے پی رہا تھا۔ چائے پی کر باہر نکلا سامنے ہی فٹ پاتھ سے لگا ہوا ایک موٹر رکشہ کھڑا تھا۔ میں اس میں بیٹھ گیا۔ دولت گنج چلنے کو کہا۔ تھوڑی دیر بعد معلوم ہوا کہ وہ غلط راستے پر جارہا ہے۔ میں نے اعتراض کیا تو ڈرائیور بولا۔ ذرا اِدھر ایک کام ہے۔ آپ جتنا ہمیشہ دیتے ہیں اتنا ہی دیجئے گا.... میں خاموش ہو رہا.... پھر وہ شہر سے باہر نکل آیا.... میرے چیخنے چلانے پر بھی میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ پیچھے ایک کار آرہی تھی میں سمجھ گیا کہ آج پھر اسی پراسرار چکر میں پڑ گیا ہوں۔ ایک جگہ موٹر رکشہ رکا.... پیچھے آنے والی کار بھی رکی.... چار آدمی اس پر سے اُترے اور مجھے پکڑ کر ایک طرف گھسیٹ لے گئے۔!"

"بڑی عجیب کہانی ہے....!"

"آج وہ دھمکی دے رہے تھے کہ اگر میں نے رضامندی ظاہر نہ کی تو مجھے جان سے مار دیں گے۔"

"تم آخر تیار کیوں نہیں ہو جاتے۔"

"نہیں جناب۔ موت گوارا ہے.... لیکن شادی.... ہرگز نہیں۔"

"میرا چیف تم سے مل کر بے حد خوش ہو گا....!"

"میں نہیں سمجھا جناب۔"

"وہ بھی اس معاملے میں تمہاری ہی طرح عدیم المثال ہے۔"

"خدا جانے....!" وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑا کر رہ گیا۔

"تو پھر اب تم کیا چاہتے ہو۔"

"مجھے میرے گھر پہنچا دیجئے.... ہمیشہ احسان مانوں گا۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کہانی میں جھوٹ کتنے فیصد ہو سکتا ہے۔ "تو پھر تم ان کے پنجے سے کس طرح نکل بھاگے۔" حمید نے کچھ دیر بعد اس سے پوچھا۔

"وہ سڑک تک میرے پیچھے آئے تھے.... بس کسی طرح نکل بھاگا تھا....!"

"تمہارے گھر میں کتنے افراد ہیں....!"

"میں تنہا ہوں.... گھر والے گاؤں میں رہتے ہیں۔"

"تب تو وہ تمہارے گھر میں بھی گھس سکتے ہیں.... تم کیا بگاڑ لو گے اُن کا۔"

"پھر بتایئے.... میں کیا کروں....؟" اس نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

دفعتاً ہیڈ لیمپ لنکن پر پڑی جو کچھ فاصلے پر سڑک کے کنارے کھڑی تھی۔ حمید نے ہارن بجایا.... فریدی نے کھڑکی سے ہاتھ نکال کر رکنے کا اشارہ کیا تھا۔

گاڑی لنکن کے قریب ہی جا رکی۔

"کیا بات ہے....!" حمید نے پوچھا۔

"پٹرول ختم ہو گیا ہے.... ذرا دیکھو تو اس گاڑی کی کیا پوزیشن ہے۔"

"ٹنکی سے نکالئے گا کیسے....؟"

"تم فکر نہ کرو....!"

حمید گاڑی سے اُترا.... گاڑی لنکن کے برابر ہی کھڑی تھی۔

"یہ لو....!" فریدی نے اسے ربر کا ایک پتلا سا پائپ دیتے ہوئے کہا۔ "اسی پائپ سے نکال بھی لوں گا۔"

پھر وہ بھی لنکن سے اُتر آیا.... حمید گاڑی کی ٹنکی میں ربر کا پائپ ڈال رہا تھا۔ فریدی بھی اس کے قریب آ گیا۔

اچانک ایک فائر ہوا اور وہ دونوں اچھل پڑے.... بارود کے دھوئیں کی بو فضا میں پھیل رہی تھی۔

فریدی لنکن کی طرف جھپٹا۔

"اوہ...." حمید نے اس کی آواز سنی۔ "کھوپڑی میں گولی ماری گئی ہے۔"

حمید اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ کی طرف لپکا.... شادی سے ڈرنے والا غائب تھا۔ لنکن میں پڑے ہوئے بیہوش آدمی کی کھوپڑی سے خون ابل رہا تھا۔

چار لکیریں

"یہ کیا ہو گیا۔" حمید نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"وہ آدمی کہاں گیا....!"

"وہ آدمی....!" حمید چاروں طرف اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔

"تلاش کرو.... ادھر....!" فریدی نے بائیں جانب والی ڈھلان کی طرف اشارہ کیا اور خود بائیں جانب اترتا چلا گیا۔

حمید ڈھلان سے نیچے اُتر آیا تھا.... اندھیرے میں کہیں کوئی متحرک چیز نہ دکھائی دی۔

کہاں دوڑتا پھرے اندھیرے میں.... اس نے سوچا اور اسے اپنی حماقت پر بھی غصہ آنے لگا تھا کہ وہ کتنی صفائی سے اُلو بنا گیا۔

سڑک سے ہارن کی آواز آئی.... شائد فریدی اسے واپس بلا رہا تھا.... وہ اوپر آیا.... فریدی لنکن میں بیٹھ چکا تھا۔

"اس گاڑی کے نمبر نوٹ کر کے تم بھی اِدھر ہی آجاؤ....!" اس نے حمید سے کہا۔

"کیا نہیں ملا....؟" حمید نے پوچھا۔

"نہیں....!"

حمید نے ٹارچ کی روشنی میں گاڑی کے نمبر نوٹ کئے اور اگلی نشست پر جا بیٹھا۔

"احمق....!" فریدی بڑبڑایا۔

"خواہ مخواہ بور نہ کیجئے....!"

"میں نے کہا تھا گاڑی میں پٹرول نہیں ہے...." فریدی نے کہا اور ربر کا پائپ لیے ہوئے نیچے اُتر گیا.... حمید بُرا سا منہ بنائے ہوئے پائپ میں تمباکو بھر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد فریدی پھر لنکن میں آبیٹھا۔

اب وہ شہر کی طرف جا رہے تھے۔

"ساری محنت برباد ہوگئی.... " فریدی بڑبڑایا۔ "بمشکل تمام ایک آدمی ہاتھ آیا تھا۔"

"ایک نہیں دو ہاتھ آئے تھے.... " حمید پائپ کا کش لے کر بولا۔

"میں اس لاش کی بات کر رہا ہوں۔"

"کئے جایئے....!" حمید نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

اسے علم نہیں تھا کہ ان دنوں فریدی کے پاس کوئی کیس بھی تھا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر فریدی ہی بولا۔ "میرا خیال ہے کہ نیاگرا سے یہ خالی ہاتھ ہی نکلا تھا۔ کیمرہ وہیں کسی نے اس سے لے لیا ہوگا۔"

"بھلا میں کیا عرض کر سکتا ہوں اس سلسلے میں....!"

"بہت چڑچڑے ہو رہے ہو۔"

"مجھے علم نہیں....!"

"یہ ایک حیرت انگیز کیس ہے....!"

"ممکن ہے۔؟" حمید نے لاپرواہی سے کہا۔

پھر فریدی نے بھی خاموشی اختیار کرلی۔ لنکن سنسان سڑک پر تیرتی رہی۔

"کام اب شروع ہوگا حمید صاحب....!" فریدی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"ارشاد....! کیپٹن حمید خود کو ایک ٹائپ لائٹر سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔"

"یہ لاش ایک بڑے آدمی کی کوٹھی کے سامنے چھوڑ دی جائے گی۔"

"خیال اچھا ہے.... اس طرح ہمارا فنگر پرنٹ سیکشن بڑی آسانی سے ہماری انگلیوں کے نشانات کے فوٹو لے سکے گا۔"

"خوشی ہوئی کہ تمہاری سوجھ بوجھ بڑھ رہی ہے۔" فریدی نے کہا۔ "لیکن ہم انہیں اس کا موقع نہیں دیں گے۔ اس کے جسم سے وہ ساری چیزیں علیحدہ کردیں گے جن پر انگلیوں کے نشانات مل سکنے کے امکانات ہوں۔"

"اس کے جوتے اتار کر بھاگئے گا۔"

"خیال درست ہے.... جوتوں ہی پر امکانات ہو سکتے ہیں لہٰذا اتارنے کی بھی ضرورت

نہیں۔ صرف رومال پھیر دینا کافی ہوگا۔"

"اب یہ وقعت رہ گئی ہے ہماری کہ لاشوں کے جوتے صاف کرتے پھریں۔" فریدی کچھ نہ بولا۔

"لیکن جناب....!" حمید نے کچھ دیر بعد دانت پر دانت جما کر کہا۔"ابھی شہر میں کافی چہل پہل ہوگی۔ ہم یہ لاش وہاں ڈالیں گے کیسے؟"

"نہیں وہ علاقہ قطعی طور پر ویران ہو چکا ہوگا.... لیکن پھر بھی تمہاری بوکھلاہٹ قابل دید ہوگی۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"وہیں چل کر سمجھ لینا....!"

حمید بجھے ہوئے پائپ کو دوبارہ سلگا رہا تھا۔

کار شہر کے اس حصے میں داخل ہو رہی تھی جہاں بہت بڑے بڑے تاجروں کی کوٹھیاں تھیں۔ یہاں ساری سڑکیں سنسان نظر آئیں.... عمارتوں کی کھڑکیوں سے گہری سبز رنگ یا نیلے رنگ کی روشنیاں پھوٹ رہی تھیں۔

لنکن ایک عمارت کے پھاٹک سے چند گز دور جا کر رک گئی۔

"کیا....؟" حمید کے لہجے میں سچ مچ بوکھلاہٹ تھی۔

"جی....!" فریدی مسکرایا۔"غالباً محبوبہ دلنواز کی کوٹھی ہے....!"

"یعنی کہ یہاں....؟"

"برخوردار....!"

"مم.... مگر....!"

"کچھ نہیں....!" فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔"نیچے اترو....!"

حمید اترا نہیں بلکہ لڑھک آیا....

"آپ جانتے ہیں یہاں کون رہتا ہے....؟" حمید نے سرگوشی کی۔

"وقت نہ ضائع کرو...." فریدی نے اُسے پچھلی نشست کی طرف دھکیل دیا۔

دونوں نے پچھلی نشست سے لاش اُتاری اور عمارت کے پھاٹک کے قریب ہی ڈال دی۔

حمید کی سانسیں تیز ہو گئی تھیں۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی ہوں۔

وہ دونوں پھر گاڑی میں آبیٹھے.... گاڑی چل پڑی.... حمید کبھی فریدی کی طرف دیکھنے لگتا اور کبھی ونڈ شیلڈ کی طرف۔

فریدی خاموش تھا... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ گھنٹوں سے صرف خیالات میں ڈوبا رہا ہو۔ ہاتھ پیروں کو جنبش بھی نہ دی ہو۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا....؟" حمید کھکار کر بولا۔

"کیا مطلب؟"

"وہ بہت کمزور دل کا آدمی ہے.... کہیں حرکت قلب بند نہ ہو جائے۔"

"پتہ نہیں تم کس کی باتیں کر رہے ہو۔"

"پھر آپ نے محبوبہ دلنواز کا حوالہ کیوں دیا تھا۔"

"کیا تم آج کل روزا سنہا سے پینگیں نہیں بڑھا رہے....؟"

"اس لئے آپ چاہتے ہیں کہ سر سنہا کا ہارٹ فیل ہو جائے۔"

"لحیم شحیم آدمی ہے۔"

"دل کے دورے پڑتے ہیں اس پر.... آخر لاش اسی کے دروازے پر کیوں ڈالی گئی ہے۔"

"دماغ مت چاٹو.... ابھی گاڑی دھونی ہے....!"

"کیا زبان سے دھوئی جائے گی....!" حمید جھنجھلا کر بولا۔

فریدی کچھ نہ بولا۔

حمید نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔ "وہ کون تھا اور آپ کا کیمرہ کیوں لے بھاگا تھا؟"

"میں نے کچھ تصویریں لی تھیں۔"

"کیا اس کا تعلق اسی ڈانسنگ پارٹی سے تھا....؟"

"آہا....!" فریدی ہلکے سے قہقہے کے ساتھ بولا۔ "تم شاید یہ سمجھ رہے ہو کہ میں نے اس رقاصہ کی تصویریں لی تھیں....!"

"پھر....؟"

"وہ تصویریں اس آدمی کی تھیں جو نشے میں خود بھی ناچنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"اب کچھ نہیں پوچھوں گا....!" حمید نے بے اعتباری سے کہا۔

"یقین کرو....!"

"یقین کر کے کیا کروں گا جبکہ اس کے باوجود بھی کچھ سمجھ میں نہ آئے۔" حمید پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"فی الحال میں کچھ سمجھانا بھی نہیں چاہتا۔ تم جانتے ہو جب تک کوئی چیز خود میرے ذہن میں صاف نہیں ہو جاتی۔ اسے زبان پر نہیں لاتا۔ عرصہ سے کچھ لوگوں کی نگرانی کر رہا ہوں۔ بالآخر وہ لوگ ہوشیار ہو ہی گئے.... اور کم از کم ان کی آج کی حرکت سے یہ تو ثابت ہو ہی گیا کہ میری محنت برباد نہیں ہوئی۔"

"حمید ذہن پر زور دینے لگا۔ اس نے ان دنوں فریدی کو اکثر مووی کیمرہ استعمال کرتے دیکھا تھا۔ راہ چلتے تصویریں لینے لگتا۔

"تو کیا.... وہ کیمرہ؟"

"ہاں.... کیمرہ ہی تو بعض چیزیں اجاگر کرنے کا باعث بنتا ہے۔"

"کیا آپ مجھے کیمرے ہی کے بارے میں مزید کچھ نہ بتا سکیں گے۔"

"بتاؤں گا....!" فریدی نے کہا اور مزید کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

لنکن فریدی کی کوٹھی کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔ لیکن انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ پھاٹک بند نہیں تھا.... چوکیدار پھاٹک کی طرف آتا دکھائی دیا.... پورچ میں ایک گاڑی کھڑی نظر آئی۔

"مار ڈالا....!" حمید کراہا۔

"کیوں....؟ کیا ہوا....؟"

"قاسم کی بیوی معلوم ہوتی ہے۔"

"کیا تم کسی طرح اس سے اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔" فریدی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

حمید کچھ نہ بولا۔ فریدی گاڑی کو گیراج کی طرف لے جا رہا تھا۔

ڈرائنگ روم میں قاسم ہی ان کا منتظر تھا۔ رہ رہ کر اس طرح آنکھیں پھاڑنے لگتا جیسے نیند سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کر رہا ہو۔ انہیں دیکھ کر سیدھا ہو بیٹھا۔ چند لمحے منہ کھولے اور

آنکھیں پھاڑے حمید کو گھورتا رہا پھر بولا۔ ”تم نے میری زندگی برباد کردی ہے؟“

”مت بکواس کرو....!“ حمید نے جھنجھلا کر کہا۔

”سالے تم نے مجھے مصور کیوں بنایا تھا.... بتاؤ۔“ اس نے گھونسہ ہلا کر پوچھا۔ فریدی نے بھی حمید کو گھور کر دیکھا۔

”اب بتاؤ.... میں کیا کروں....!“

”کیا بات ہے....؟“ فریدی نے پوچھا اور قاسم اس طرح اچھل پڑا جیسے اب اس کی موجودگی کا احساس ہوا ہو۔

”ساما لیغم....!“ وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر ہاتھ پیشانی تک لے گیا۔

”بیٹھو.... بیٹھو....!“ فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔

قاسم بیٹھ گیا.... لیکن حمید کو اسی طرح پھاڑ کھانے والے انداز میں گھورتا رہا۔

”مصوری اور زندگی کی بربادی سے کیا تعلق....؟“ حمید نے اس سے پوچھا۔

”بالکل تعلق ہے....!“ قاسم غرایا۔ ”میں کہہ رہا تھا کہ میں مصور نہیں بن سکتا۔ قہنے لگے .... بن سکتے ہو.... اب بتاؤ۔“

”بہتر ہے تم تھوڑی دیر خاموش رہو۔“ فریدی نے کہا۔

”قہاں تک رہوں خاموش....!“

”ابے تو آخر کیا ہوا....؟“ حمید نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

”تمہاری ایسی کی تیسی ہوا....!“

”ہوا نہیں ہوئی....!“

”ٹھینگے سے.... تم سالے بتاؤ میں اب کیا کروں۔“

”کیا تم آدمیوں کی طرح گفتگو نہیں کر سکتے۔“ فریدی نے خشک لہجے میں پوچھا۔

”کر سکتا ہوں.... مگر نہیں کروں گا۔“

فریدی نے حمید کو غصیلی نظروں سے گھورا اور کمرے سے نکل گیا۔

حمید قاسم کے قریب آکر اس کا شانہ سہلانے لگا اور اس نے کسی نخریلی عورت کے سے انداز میں اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"کچھ بولو بھی پیارے...." حمید نے کہا۔

"اب یہ بولوں گا کہ اللہ کرے تم مر جاؤ....!"

"ٹھیک ہے مر بھی جاؤں گا.... لیکن تم....!"

"نہیں ابھی مرو....!"

"ابے ہوش میں ہے کہ نہیں....!"

"میں تو ہوش میں ہوں.... مگر وہ سالی کیوں بے ہوش ہو گئی تھی اور کیوں میری چھاتی پر سوار ہے۔"

"کون کس کی باتیں کر رہے ہو۔"

"روزا سنہا کی....!"

"کون روزا سنہا.... میں نہیں جانتا۔"

"وہی جو میری نمائش کرنا چاہتی تھی۔"

"تمہاری نمائش....!" حمید نے حیرت سے کہا۔ "تمہاری نمائش کوئی عورت کرنا چاہتی تھی۔"

"میری نہیں میری تصویروں کی....!"

"آہا تو یہ کہو.... بڑے مصور ہو رہے ہو۔"

"جی نہیں میں بالکل چغد ہو رہا ہوں۔" قاسم نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"تو روزا سنہا تمہاری تصاویر کی نمائش کرنا چاہتی ہے....!"

"اے تم میری جان بچاؤ.... ہاں....!" قاسم آنکھیں نکال کر گھونسہ دکھاتا ہوا بولا۔

"تصویروں کی نمائش سے....!"

"نہیں اپنے باوا کے کفن سے.... تم سمجھتے قیوں نہیں۔"

"سمجھنے ہی کی کوشش کر رہا ہوں۔" حمید سر ہلا کر بولا۔ "تو وہ روزا سنہا کیا کہتی ہے۔"

"میری ہی کوٹھی میں رہ پڑی ہے.... کہے گی کیا۔"

"کیا مطلب....!"

"کہتی ہے میں اب اس گھر سے باہر قدم نہ نکالوں گی۔"

"مگر کیوں....؟"

"ابے کیا میں روزا سنہا ہوں کہ بتادوں....؟" قاسم جھلا کر بولا۔

"نہیں نہیں! تم تو نیلم پری ہو۔"

"اور کیا....!" قاسم نے رو میں سر ہلا کر کہا۔ پھر سنبھل کر بولا۔ "قیا قیا۔"

"کچھ بھی نہیں! تم شروع سے بتاؤ کہ کیا ہوا تھا۔"

قاسم نے اپنی کہانی شروع کردی۔ حمید غور سے سنتا رہا.... فریدی اس وقت کمرے میں داخل ہوا جب قاسم کہہ رہا تھا۔ "وہ میری تصویریں دیکھتی پھر رہی تھی ایک تصویر دیکھ کر نہ جانے وہ کیوں ڈر گئی۔ پھر گری اور بیہوش بھی ہوگئی۔ بڑی مشکل سے ہوش میں آئی.... اور اب کہتی ہے کہ میں کوٹھی سے باہر قدم نہ نکالوں گی۔"

فریدی دروازے کے قریب ایک کرسی پر خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔

"کوئی وجہ بھی بتاتی ہے یا....!"

"اے کچھ بھی نہیں! لاکھ لاکھ پوچھا۔ جواب ندارد.... اور وہ ظالم جہاں بیگم میرا کلیجہ کھائے لے رہی ہے۔ کہتی ہے تم لوگ ڈرامہ کررہے ہو.... اس طرح اس عورت کو گھر میں ڈالنے کا ارادہ ہے.... اب بتاؤ سالے میں کیا کروں.... مصور تو بنادیا تھا....!"

"واقعی تمہاری بیوی آپے سے باہر ہورہی ہوگی۔" حمید نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"زندگی حرام کردی ہے۔"

"کیا روزا سنہا اب بھی کوٹھی ہی میں ہے۔"

"اے تم ہوش میں ہو یا نہیں! کوٹھی میں نہ ہوتی تو میں یہاں بیٹھا ہوتا۔"

"کیا قصہ ہے....!" فریدی نے پوچھا۔

"بھوک کے مارے بولا نہیں جارہا مجھ سے۔ اب پھر قصہ سناؤں۔" قاسم پیٹ پر ہاتھ پھیر کر مردہ سی آواز میں بولا۔ "ابھی رات کو کھانا بھی نہیں کھایا۔ بیغم نے کھانا بھی نہیں پکنے دیا۔ قہتی ہے بھوکا ماروں گی حرامزادی کو۔"

حمید نے جلدی جلدی فریدی کو پوری کہانی سنائی.... فریدی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "وہ تصویر کیسی تھی۔"

"وہ میری تھی ہی نہیں۔"

"تو کیا تم نے دوسروں کی تصاویر بھی اپنے نگار خانے میں رکھ چھوڑی ہیں۔"

"ہرگز نہیں! مجھے کیا پڑی ہے کہ دوسروں کی تصویریں اپنے نغار خانے میں رکھتا پھروں؟"

"وہ اب تصویر کہاں ہے؟"

"ساتھ لایا ہوں.... سمجھ میں نہیں آتا سالی قیسے آغئی وہاں.... جب میں کمرے میں تھا اس وقت تو نہیں تھی۔"

"لاؤ مجھے دکھاؤ....!"

"وہ رکھی ہے۔" قاسم نے میز کی طرف اشارہ کیا جس پر پرانے اخبار میں لپٹا ہوا ایک بڑا سا تصویری فریم رکھا ہوا تھا۔

حمید نے جھپٹ کر اُسے اٹھایا۔

یہ سرخ رنگ کی تین متوازی لکیریں تھیں۔ جنہیں سیاہ رنگ کی چوتھی لکیر درمیان سے قطع کرتی تھی۔

فریدی انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر قاسم سے بولا۔ "بہتر ہے تم یہیں کھانا کھالو۔"

قاسم منہ چلانے لگا۔ فریدی نے گھنٹی بجائی۔ ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا۔ فریدی نے کچھ ہدایات دیں اور قاسم کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔

اب وہ حمید کو گھور رہا تھا۔

"ہوں اب تم بتاؤ۔" فریدی نے اس سے کہا۔

"میں کیا بتاؤں....؟"

"مجھ سے بھی اڑنے کی کوشش کرو گے؟"

"میں نہیں سمجھا آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔"

"روزا سنہا کو اس کے گھر کس نے بھیجا تھا۔"

"میں نے....!"

"کیوں؟"

"تفریحاً! اس نے بتایا تھا کہ کلچر سنٹر کا فنڈ ختم ہو گیا ہے۔ میں نے سوچا اس طرح وہ قاسم سے کچھ وصول بھی کر سکے گی۔"

"لیکن وہ اس کی کوٹھی ہی میں جم کر رہ گئی۔" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"یہ چیز میری اسکیم میں شامل نہیں تھی۔ خود مجھے بھی اس پر حیرت ہے۔"

"روزا سنہا کو کب سے جانتے ہو۔"

"دو ماہ پہلے کلچر سنٹر ہی کے کسی فنکشن میں کسی نے تعارف کرادیا تھا۔"

"پھر وہ خود ہی تم سے ملنے کے مواقع پیدا کرتی رہی ہو گی کیوں....؟"

"بب بات تو کچھ ایسی ہی ہے۔" حمید کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "پتہ نہیں کیا چکر ہے۔ ابھی ابھی ایک لاش اس کی کوٹھی کے سامنے پھینکی گئی اور خود اس مصیبت میں گرفتار ہے۔"

فریدی کچھ نہ بولا۔ قاسم کچھ دیر بعد پھر دکھائی دیا لیکن اس بار چہرے پر جھلاہٹ کی بجائے بڑا سکون پایا جاتا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ کوئی بے حد خوش اخلاق آدمی ہو۔

فریدی نے اس کے ساتھ اس کی کوٹھی تک جانا منظور کر لیا تھا۔

"قرنل صاحب۔" قاسم چہک کر بولا۔ "میں صرف یہی چاہتا ہوں کہ وہ اس وقت تو کوٹھی سے چلی ہی جائے۔"

"اور اس کے بعد....؟" فریدی اسے گھورتا ہوا بولا۔

"جی ہی ہی ہی....!" قاسم آنکھیں چراتا ہوا کھسیانی ہنسی ہنسا۔

"اس کے بعد تو یہ اپنے والد صاحب سے اس کا نکاح پڑھوا دیں گے۔" حمید نے کہا۔

"اے اے....!" قاسم مکا تان کر بولا۔ "ابھی میں تمہارے باپ کا نکاح پڑھوا دوں تو کیسا لگے گا۔"

فریدی نے بیچ بچاؤ کرا دیا ورنہ قاسم تو آپے سے باہر ہو گیا تھا۔

کوٹھی پہنچ کر معلوم ہوا کہ روزا سنہا سو رہی ہے۔ قاسم اس فکر میں تھا کہ فریدی کسی نہ کسی طرح اُسے کوٹھی سے لے جائے لیکن فریدی تو دراصل یہ معلوم کرنے گیا تھا کہ وہ تصویر قاسم کے نگار خانے میں کیسے پہنچی تھی۔ اس نے اس کے سارے ملازموں کو طلب کر لیا.... ان میں سے ایک بہت زیادہ نروس نظر آ رہا تھا۔ فریدی نے سوالات کی بوچھاڑ کی تو اُسے اعتراف کرنا ہی پڑا کہ وہ غلطی اسی سے سرزد ہوئی تھی۔ اس نے بتایا کہ جب قاسم ڈرائنگ روم میں روزا سنہا سے گفتگو کر رہا تھا باہر ایک آدمی نے اسے وہ تصویر دے کر اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ وہ ان کے نگار

خانے میں پہنچنے سے قبل ہی وہاں رکھ دے اس کام کا صلہ اسے بیس روپوں کی شکل میں ملا تھا۔

پھر اس نے اس آدمی کا جو حلیہ بتایا اس سے حمید نے یہی اندازہ لگایا کہ وہ یقینی طور پر میک اپ میں رہا ہو گا۔

پھر وہ روزا سنہا والے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کرتے رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

چیخیں

سر فیڈرک سنہا شہر کے متمول ترین آدمیوں میں سے تھا۔ دوسری جنگ عظیم سے پہلے وہ صرف فیڈرک سنہا تھا.... جنگ کے زمانے میں ملٹری کے ٹھیکے لئے اور حیرت انگیز طور پر نہ صرف دولت مند ہوتا گیا بلکہ جنگ ختم ہونے سے قبل ہی نائٹ ہڈ بھی نصیب ہو گئی۔

آزادی کے بعد صنعتی کاروبار میں سرمایہ لگا۔ پھر اور تیزی سے پھلنے پھولنے لگا اور اب تو پورے ملک میں دو چار ہی اس کی ٹکر کے رہے ہوں گے۔

لحیم شحیم آدمی تھا۔ لیکن سننے میں آتا تھا کہ دل کے دورے اسے کیچوے سے بھی بدتر بنا دیتے ہیں۔

آج وہ دیر تک سوتا رہا تھا.... اٹھنے کے بعد بیڈ ٹی کے لئے گھنٹی بجائی تھی لیکن کوئی بھی نہ آیا.... آخر جھلا کر خود ہی اٹھا۔ خواب گاہ سے نکلا لیکن گھر میں سناٹا محسوس ہوا.... دو ایک نوکروں کو نام لے کر پکارا مگر جواب نہ ملا۔ جھلا کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

ہر طرف سناٹا ہی تھا۔ اسی طرح چلتا ہوا وہ بیرونی برآمدے تک آیا۔ نظر وسیع لان سے گزر کر پھاٹک تک پہنچی جہاں بھیڑ نظر آ رہی تھی۔ پولیس کی دو گاڑیاں کھڑی دکھائی دیں۔

اس کے ملازمین نے شاید اسے دیکھ لیا تھا اس لئے وہ جھپٹتے ہوئے اس کی طرف آئے۔

"کیا بات ہے؟" سر سنہا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"حضور....!" ایک ملازم ہانپتا ہوا بولا۔ "پھاٹک پر لاش....!"

"کیا....!"

"پھاٹک پر کسی کی لاش پڑی پائی گئی ہے۔ پولیس آفیسر آپ کو پوچھ رہا تھا۔"

"مم.... مجھے پوچھ رہا تھا۔" سر سنہا نے کہا۔ اس کا چہرہ یک بیک زرد پڑ گیا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پلکیں کسی دباؤ کی بناء پر جھکی پڑ رہی ہوں۔ اگر نوکر آگے بڑھ کر اُسے سہارا نہ دیتے تو شاید گر ہی پڑا ہوتا۔

وہ اسے سہارا دیتے ہوئے ڈرائنگ روم میں لائے اور ایک آرام کرسی پر لٹا دیا۔

ایک ملازم ڈاکٹر کو فون کرنے لگا۔ برآمدے میں قدموں کی چاپ سنائی دی۔

دوسرا ملازم اُدھر جھپٹا۔ آنے والا پولیس انسپکٹر تھا۔

"صاحب پر دل کا دورہ پڑ گیا ہے.... میں نے انہیں لاش کے متعلق بتایا تھا۔" اس نے پولیس انسپکٹر سے کہا۔

"اوہ.... مجھے افسوس ہے۔"

"ڈاکٹر کو فون کیا گیا ہے۔"

انسپکٹر پھر واپس چلا گیا.... سر سنہا آنکھیں بند کئے گہری سانسیں لیتا رہا۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھول کر اُس نے نحیف آواز میں کہا۔ "بے بی کو بلاؤ۔"

"جی.... جی.... وہ تو نہیں ہیں۔" ایک نوکر نے جواب دیا۔

"کہاں گئی....؟"

"جی وہ تو رات بھی نہیں تھیں۔"

"رات بھی نہیں تھی۔" سر سنہا نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے حیرت سے کہا۔

"جی صاحب! رات نہیں آئی تھیں۔"

وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے خلا میں گھورتا رہا۔ پھر آہستہ سے پوچھا "کس کے ساتھ گئی تھی۔"

"تنہا.... یہاں کوئی نہیں آیا تھا....؟"

"یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ کہاں جا رہی ہے۔"

"جی نہیں۔"

"اس کے دوستوں کو فون کر کے معلوم کرو۔"

"ہم کسی کو بھی نہیں جانتے صاحب۔" اس ملازم نے کہا اور دوسروں کی طرف مستفسرانہ انداز میں دیکھنے لگا.... لیکن انہوں نے نفی میں سر ہلائے۔

"کچھ کرو....!" سر سنہا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں.... جی ہاں.... جی اچھا۔" ملازم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اتنے میں برآمدے میں پھر قدموں کی چاپ گونجی.... ایک ملازم باہر گیا اور واپسی پر کسی کا وزیٹنگ کارڈ لایا۔

سر سنہا نے وزیٹنگ کارڈ پر نظر جمائے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "کرنل فریدی....!" چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اندر بلالو۔"

فریدی کے ساتھ حمید بھی تھا۔

"معاف کیجئے گا۔" سر سنہا نے لیٹے ہی لیٹے کہا۔ "میں آپ کے استقبال کے لئے اٹھ نہیں سکتا۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"کوئی بات نہیں! آپ لیٹے رہئے۔ ناوقت تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔"

"ملازموں نے بتایا کہ یہاں میرے پھاٹک کے قریب ایک لاش پڑی ہوئی ہے۔ دل پر جھٹکا سا لگا.... اور اب میرے ہاتھ پیر قابو میں نہیں ہیں.... میں دل کا مریض ہوں۔"

"ملازموں کو احتیاط برتنی چاہئے تھی۔"

"جاہل ہیں نرے....!" سر سنہا نے غصیلی آواز میں کہا۔

"میں دراصل ایک ضروری کام سے آیا تھا۔ آپ کی صاحبزادی۔"

"اوہ.... وہ کہاں ہے؟ مجھے بتائیے.... میں بہت پریشان ہوں۔ ملازموں نے بتایا ہے کہ وہ پچھلی رات بھی نہیں آئی تھی۔"

"وہ کسی ثقافتی تحریک سے بھی منسلک ہیں۔"

"جی کلچر سنٹر کی سیکریٹری ہیں آپ بتائیے وہ کہاں ہے۔"

"وہ قطعی محفوظ ہیں آپ مطمئن رہئے۔"

"میں پوچھ رہا ہوں وہ ہے کہاں....؟" سر سنہا نے کسی قدر ترشروئی سے پوچھا۔

"اس وقت.... عاصم ولا میں ہیں۔"

"عاصم ولا میں....!" سر سنہا کے لہجے میں تحیر تھا۔ "کیوں....؟"

"وہ وہاں ایک مصور کی تصویریں دیکھنے گئی تھیں.... ایک تصویر پر نظر پڑتے ہی بے ہوش

ہو گئیں.... ہوش آنے پر بے حد خوفزدہ نظر آ رہی تھیں.... اور پھر انہوں نے کوٹھی سے باہر قدم نکالنے سے انکار کر دیا۔ پچھلی رات وہ وہیں سوئی تھیں۔"

"عاصم ولا کہاں ہے؟"

"آپ سیٹھ عاصم سے تو واقف ہی ہوں گے۔"

"اوہ.... وہ.... مگر کیوں؟" سر سنہا مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔

"کیا آپ وہ تصویر دیکھیں گے....؟" فریدی نے پوچھا۔

"کیوں نہیں.... ضرور ضرور....!"

فریدی نے حمید کی طرف دیکھا اور حمید نے کاغذ میں لپٹا ہوا فریم اس کی طرف بڑھا دیا۔ وہ ان چار لکیروں کو بغور دیکھتے رہنے کی بعد بولا۔" اول تو یہ تصویر نہیں ہے۔ صرف چار لکیریں ہیں.... دوم ان میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی کی بے ہوشی کا باعث بن سکے؟ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔"

"بھلا میں آپ کا وقت کیوں برباد کرنے لگا۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"آپ نے اس سے پوچھا تھا....؟"

"وہ کچھ بتانے پر تیار نہیں....!"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"وہ اب بھی کوٹھی سے باہر نکلنے کو تیار نہیں....!"

"مجھے لے چلئے.... لیکن لیکن.... یہ لاش.... مجھے اس لاش کے متعلق بتایئے۔"

"میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ یہیں آکر معلوم ہوا تھا کہ کوئی لاش آپ کے پھاٹک پر پائی گئی ہے۔"

"میں لاشیں نہیں دیکھ سکتا۔" وہ خوفزدہ لہجے میں بولا اور خاموش ہو کر نچلے ہونٹ پر زبان پھیرنے لگا۔

"لیکن وہ تو آپ کو دیکھنی ہی پڑے گی.... کاروائی شناخت میں آپ کی شرکت ضروری ہو گی۔ کیونکہ لاش آپ کے پھاٹک پر پائی گئی ہے۔"

"میرے خدا.... میں دل کا مریض ہوں....؟"

"تو پھر آپ کتنی دیر بعد میرے ساتھ چل سکیں گے۔ کیونکہ عاصم ولا والے بھی اس واقعہ

کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔"

"کیا وہ بے بی کو پہچانتے نہیں۔"

"ہو سکتا ہے عاصم صاحب پہچانتے ہوں لیکن وہ اس عمارت میں نہیں رہتے۔"

"پھر وہاں کون رہتا ہے۔"

"عاصم صاحب کا لڑکا قاسم....!"

"خیر.... خیر.... میں ذرا....!"

"ہاں آپ اطمینان سے فارغ ہو جائیے.... میں انتظار کروں گا۔"

سر سنہا انہیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ حمید فریدی کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے آہستہ سے کہا۔ "آپ نے اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ یہ تصویر وہاں کیونکر پہنچی تھی؟"

فریدی مختصر سی "ہوں" کے ساتھ دوسری طرف دیکھنے لگا اور وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

تصویر میز پر کھلی پڑی تھی۔ کچھ دیر بعد ایک ملازم نے آکر پوچھا۔ "صاحب نے پوچھا ہے کیا آپ کافی پینا پسند کریں گے۔"

"نہیں شکریہ....! ہم ناشتہ کر چکے ہیں۔" حمید بولا۔

ملازم تصویر کی طرف بغور دیکھے جا رہا تھا۔

"کیوں؟ کیا اس تصویر میں کوئی خاص بات ہے؟" حمید نے اس سے پوچھا اور وہ چونک پڑا.... پھر ہکلا کر بولا۔ "جج جی.... نن نہیں تو۔"

حمید نے فریدی کی طرف دیکھا جس کے ہونٹوں پر معنی خیز سی مسکراہٹ تھی۔ وہ چلا گیا۔ فریدی نے حمید سے کہا۔ "میں سر سنہا کو لے جاؤں گا۔ تم پھاٹک پر رکنا میرا خیال ہے کہ وہ اس تصویر کے متعلق کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہے۔"

"میں دیکھ لوں گا....!" حمید بولا۔

تقریباً پندرہ یا بیس منٹ بعد سر سنہا پھر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

"میں بے حد شرمندہ ہوں۔" اس نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔" فریدی نے کہا۔ "کیا آپ چل رہے ہیں میرے ساتھ۔"

"جی ہاں۔"

وہ باہر آئے۔ ڈرائیور نے گاڑی نکالی۔ اتنے میں انسپکٹر بھی تیزی سے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"اوہ....!" سر سنہا بڑبڑایا۔ "یہ حضرت لاش مجھے ضرور دکھائیں گے.... میرے خدا۔"

بہر حال اسے لاش دیکھنی ہی پڑی تھی۔ اس کے بیان کے مطابق مرنے والا اس کے لئے اجنبی تھا۔

پھر فریدی اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا اور حمید وہیں رک گیا تھا۔ وہ پھر کمپاؤنڈ میں داخل ہوا۔ سارے ملازمین دوبارہ باہر آگئے تھے۔

حمید نے اس ملازم کو ایک طرف بلایا جس سے تصویر کے متعلق گفتگو ہوئی تھی۔

"تم لوگوں نے رات کو کسی قسم کی کوئی آواز نہیں سنی تھی۔" اس نے اس سے پوچھا۔

"نہیں صاحب۔"

"کسی گاڑی کے رکنے کی آواز....؟"

"ہو سکتا ہے۔ صاحب گاڑیاں تو رات بھر گزرتی رہتی ہیں۔"

"یہاں کوئی چوکیدار بھی ہے۔"

"جی ہاں جناب....!"

"کیا وہ پچھلی رات ڈیوٹی پر نہیں تھا۔"

"تھا جناب....!"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"اچھا یہ مس روزا سنہا اکثر گھر پر نہیں رہتیں۔"

"ایسا تو کبھی نہیں ہوا جناب۔ یہ پہلا موقع تھا۔"

"ان کے احباب تو آتے رہتے ہوں گے۔"

"جی ہاں.... کبھی کبھی۔"

"ان میں کسی کا نام اور پتہ بتا سکو گے۔"

"نہیں جناب۔"

"تم اس تصویر کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے؟"

"جی.... جی ہاں.... جی نہیں....!"

"کیا بات ہوئی۔"

"پپ پتہ نہیں....!"

"تم نے پہلے بھی کہیں دیکھی تھی۔"

"دیکھی تھی.... جی نہیں۔ پتہ نہیں مجھے کیا کہنا چاہئے...." وہ مضطربانہ انداز میں بڑبڑاتا ہوا اپنی پیشانی مسلنے لگا۔

"وہی جو تم حقیقتاً کہنا چاہتے ہو۔ سچی بات۔"

"یہ تصویر مس صاحبہ کے لئے بڑی پریشانیاں لاتی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ایک بار وہ اس تصویر کو دیکھتے دیکھتے بے ہوش ہو گئیں تھیں۔"

"کیا یہیں گھر پر....!"

"جی ہاں اپنے کمرے میں پھر یہ تصویر غائب ہو گئی تھی۔"

"غائب ہو گئی تھی۔"

"جی ہاں جناب.... اس دوران میں مس صاحبہ بہت زیادہ خوفزدہ نظر آتی رہی تھیں۔"

"آئی کہاں سے تھی۔"

"پتہ نہیں مس صاحبہ نے مجھ سے پوچھا تھا کیونکہ میں ہی ان کے کمرے کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔"

"صاحب کو علم ہے اس کا۔"

"جی نہیں انہوں نے منع کر دیا تھا مجھے کہ ان کی بے ہوشی اور تصویر کے بارے میں صاحب کو نہ بتاؤں۔"

"وجہ بھی بتائی تھی۔"

"جی نہیں....!"

"تعجب ہے۔ اگر وہ کسی چیز سے خائف تھیں تو انہیں اس کا تذکرہ سر سنہا سے ضرور کرنا چاہئے تھا۔"

"دیکھئے انہیں بتایئے گا نہیں کہ میں نے آپ کو کچھ بتایا ہے۔ میں اس خاندان کا خیر خواہ ہوں۔"

"نہیں تم مطمئن رہو۔ اگر ان کے دوستوں کے متعلق کچھ بتا سکو تو بہتر ہے۔ مثال کے طور پر کبھی کوئی ایسا آدمی بھی ملتا ہے ان سے جسے دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتی ہیں۔"

"نہیں صاحب! مجھے کبھی اتفاق نہیں ہوا۔"

"خیر.... جاؤ....!"

ملازم چلا گیا۔ حمید پھر ٹہلتا ہوا پھاٹک کی طرف آیا۔ لاش اٹھوائی جا رہی تھی۔ سب انسپکٹر حمید کے قریب آ کر بولا۔ "آپ لوگوں نے لاش کا معائنہ نہیں کیا۔"

"ہم اس لئے نہیں آئے تھے انسپکٹر....!" حمید نے خوش اخلاقی سے کہا۔ "دوسرا معاملہ تھا۔ لاش کے بارے میں تو یہیں آ کر معلوم ہوا۔ ویسے پتہ چلا کون تھا۔"

"جی نہیں! اس کے پاس سے بھی کوئی ایسی چیز برآمد نہیں ہوئی جو اس کی شخصیت پر روشنی ڈال سکتی۔"

"دیکھو کیا ہوتا ہے۔" حمید نے کہا اور دوسری طرف مڑ کر بجھا ہوا سگار سلگانے لگا۔

کچھ دیر تک وہیں کھڑا رہا.... پھر ایک جانب چلنے لگا.... وہ روزا سنہا سے ملنے اور گفتگو کرنے کے لئے بے چین تھا۔ پچھلی رات وہ چیختے ہی رہ گئے تھے لیکن روزا نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔ صبح بمشکل تمام اس تک پہنچے تھے لیکن اس نے کچھ نہیں بتایا تھا بس یہی کہتی رہی تھی۔ "پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں خود بھی نہیں سمجھ سکتی۔"

لیکن فریدی نے اس سے یہ نہیں کہا تھا کہ اسے اپنے گھر چلا جانا چاہئے اور نہ خود گھر تک پہنچا دینے کی پیش کش کی تھی۔

وہ لکیریں کیسی تھیں؟ وہ سوچ رہا تھا.... اور پھر نوکر کے بیان کے مطابق وہ فریم کچھ دن روزا کے قبضہ میں بھی رہ چکا ہے۔ قاسم کی کوٹھی تک اسے کس نے پہنچایا تھا۔

وہ خیالات میں کھویا ہوا چلتا رہا.... دفعتاً پے در پے ہارن کی آواز سن کر گاڑی کی طرف متوجہ ہوا جس کی رفتار کم ہو چکی تھی.... یہ فریدی کی لنکن تھی.... فریدی نے اسے اشارے سے بلایا۔ حمید گاڑی میں بیٹھ چکا تو اس نے کہا۔ "روزا اپنے باپ کی گاڑی میں ہے۔ میں پھر سر سنہا سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس لئے ہم وہیں چل رہے ہیں۔"

"روزا نے کچھ بتایا....؟" حمید نے پوچھا۔

"میں نے ابھی کچھ پوچھا ہی نہیں....!"

"اچھا پہلے یہ بتائیے کہ آپ نے وہ لاش یہاں کیوں لا ڈالی تھی۔ کیا سر سنہا....؟"

"یہ بھی روزا ہی کے لئے تھا.... لیکن وہ کہیں اور تھی۔ خیر یہ تصویر والا معاملہ بھی کار آمد ہی ثابت ہو سکے گا۔"

"آپ یہ بھی جانتے تھے کہ روزا میری شناسا ہے؟"

"کیوں نہ جانتا.... جبکہ روزا کی بھی نگرانی ہوتی رہی ہے۔"

"آخر کیوں....؟"

"بعض مشتبہ آدمیوں سے اس کے تعلقات کی بناء پر....!"

"لیکن وہ مشتبہ آدمی؟....ان پر کسی بات کا شبہ کیا جا رہا ہے۔"

"یہی کہ یا تو ان کے دماغوں میں خلل ہے یا پھر ان کی لایعنی حرکات کوئی مقصد رکھتی ہیں۔"

"مثال کے طور پر بھی کچھ فرمایئے۔" حمید زچ ہو کر بولا۔

"مثلاً ہماری پچھلی رات والا تجربہ! میں ایک ایسے آدمی کی تصاویر لے رہا تھا جو بظاہر نشے کی جھونک میں اوٹ پٹانگ حرکتیں کر رہا تھا لیکن کوئی میرا کیمرہ ہی لے بھاگا۔"

"اور پھر ختم بھی کر دیا گیا۔ لیکن کیمرہ اس کے پاس نہیں تھا۔"

"مجھے یقین ہے کہ وہیں نیاگرہ کے ہال میں کسی دوسرے نے اس سے کیمرہ لے لیا تھا۔"

"اس کے باوجود بھی میں آپ کی اس طویل نظم کے مرکزی خیال تک نہیں پہنچ سکا۔"

"سیمبولک پوئٹری ہے....!" فریدی مسکرایا۔

"تب تو مرکزی خیال بھی آپ ہی بتائیں گے۔"

"نظم مکمل کہاں ہوئی ہے....!"

"بہر حال....؟ کیا آپ کا خیال ہے کہ روزا اس آدمی سے واقف تھی؟"

"یقیناً.... ورنہ یہاں لاش لا پھینکنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ اسے کاروائی شناخت میں شامل کریں گے۔"

"فی الحال ضروری نہیں سمجھتا! یہ کام بعد میں لاش کے فوٹو کے ذریعے بھی ہو سکے گا۔"

"گویا آپ خود ہی اتنے دنوں تک اس معاملے کو ٹالیں گے۔"

"ٹالنا ہی پڑے گا۔"

"کیا یہ قانوناً درست ہوگا۔"

"مصلحتاً ضروری ہے۔" فریدی نے طویل سانس لے کر کہا۔ "بتدریج اسے بولنے پر آمادہ کرنا ہوگا.... ورنہ اس کا ٹائپ یہی بتاتا ہے کہ زبان بند ہوئی تو پھر نہ کھل سکے گی۔"

"سمجھ میں آنے لگا عورتوں کا ٹائپ....!"

"کب نہیں آتا تھا....!"

"لیکن عورت کے دل کی گہرائیوں میں جھانکنے کا سلیقہ نہیں ہے۔"

"دل کی گہرائیوں میں خون کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔"

"چلئے ذہن کی گہرائی سہی....!"

"حسب ضرورت جھانک لیتا ہوں۔"

"میرا مطلب ہے.... جذبات کی تہیں۔"

"جذبات کی تہیں....!" فریدی نے حیرت سے کہا۔ "تم یقیناً کوئی بڑا تیر مارنے والے ہو.... جذبات کی تہیں ماہرین نفسیات کے لئے چونکا دینے والی ہوں گی۔"

"مراد یہ کہ محبت....!"

"شٹ اپ....!"

لنکن سر سنہا کی کوٹھی میں داخل ہو رہی تھی۔ پورچ میں خود سر سنہا کی گاڑی کھڑی نظر آئی اور وہ روزا کو سہارا دے کر نیچے اُتار رہا تھا۔

"کیا تم روزا سے کیپٹن حمید کی حیثیت سے ملے تھے۔" فریدی نے پوچھا۔

"ہاں.... کیوں....؟"

"کچھ نہیں....؟"

لنکن بھی پورچ تک جا پہنچی۔ فریدی نیچے اُترا لیکن حمید گاڑی ہی میں بیٹھا رہا۔

"آپ کو بڑی تکلیف ہوئی کرنل صاحب۔" سر سنہا نے کہا۔

"کوئی بات نہیں....!" فریدی بولا اور حمید کو اشارہ کیا کہ وہ بھی گاڑی سے اُترے۔

سر سنہا انہیں ڈرائنگ روم میں لایا۔

حمید نے محسوس کیا کہ روزا پہلے سے بھی زیادہ خوفزدہ نظر آ رہی ہے۔

"میرا خیال ہے کہ آپ آرام کریں؟" فریدی نے اس سے کہا۔

"جج.... جی ہاں....!" وہ چونک کر بولی۔ "شکریہ....!"

اٹھی اور اندر چلی گئی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے حمید بھی اس کے لئے بالکل اجنبی ہو۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔" سر سنہا نے کمزور آواز میں کہا۔ "آپ کسی تصویر کا تذکرہ کر رہے تھے۔ لیکن وہ کہتی ہے کہ بس سر چکرایا تھا اور وہ گر پڑی تھی اور ہوش آنے پر ایک انجانا سا خوف محسوس کیا تھا جو بڑھتا ہی گیا۔ جی ہاں وہ خوفزدہ معلوم ہوتی ہے لیکن خود بھی نہیں جانتی کہ وہ کس چیز سے خائف ہے۔"

"کوئی نفسیاتی وجہ ہو گی۔"

"خدا جانے میں بہت پریشان ہوں۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

"کسی ماہر نفسیات سے مشورہ لیجئے۔" فریدی نے کہا۔

دفعتاً عمارت کے اندرونی حصوں سے ایک نسوانی چیخ ابھری.... پھر پے در پے کئی چیخیں سنائی دیں۔ لیکن آواز ایک ہی تھی۔

ویٹر کی چیخ

"اوہ.... اوہ....!" سر سنہا بوکھلا کر اٹھا۔ لڑکھڑایا اور گر پڑا۔ حمید اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔ اتنی دیر میں فریدی دوسرے کمرے میں پہنچ چکا تھا۔

حمید نے اسے اٹھایا اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "دوڑیئے.... دوڑیئے.... وہ بے بی ہی کی آواز تھی۔"

پھر سر سنہا نے روزا کے کمرے تک اس کی راہنمائی کی.... فریدی وہاں پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ حمید نے دیکھا کہ وہ خاموش کھڑا ہے اور روزا بستر پر اوندھی پڑی بُری طرح کانپ رہی تھی۔

"بے بی.... بے بی۔" سر سنہا اسے جھنجھوڑ کر بولا۔ "کیا بات ہے.... کیا ہوا....؟"

روزا کچھ نہ بولی.... اسی طرح اوندھی پڑی کانپتی رہی۔

"ارے کچھ بتاؤ بھی تو بیٹی! کیوں چیخی تھی۔ میرے خدا میں دل کا مریض ہوں۔ کہیں میرا ہارٹ فیل نہ ہو جائے۔ صبح آنکھ کھلنے سے لے کر اب تک جھٹکے ہی جھٹکے لگتے چلے جا رہے تھے میں کیا کروں؟" سر سنہا روہانسی آواز میں کہتا رہا۔ "رحم کرو مجھ پر.... کچھ منہ سے بتاؤ بھی تو۔ کرنل آپ بتائیے۔"

"میں کیا بتاؤں جناب۔" فریدی نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "میں نے بھی انہیں اسی حالت میں پایا تھا۔"

"بے بی مجھ پر رحم کرو.... رحم کرو۔" سر سنہا دونوں ہاتھوں سے بایاں پہلو دبائے کرسی پر بیٹھ گیا.... اور فریدی سے بولا۔ "دیکھئے میرے پیر کانپ رہے ہیں۔ یہ علامت ہے اس کی کہ اب میں کچھ دنوں کے لئے پڑ جاؤں گا....!"

"کیا میں آپ کے فیملی ڈاکٹر کو بلواؤں....!" فریدی نے پوچھا۔

"یقیناً.... میں مشکور ہوں گا۔" سر سنہا مضمحل سی آواز میں بولا۔

"کون ہے....؟ فون نمبر بتائیے....!"

"کسی بھی نوکر سے کہئے گا وہ فون کر دے گا۔"

"حمید جاؤ....!" فریدی نے حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

حمید روزا سنہا کو پر تشویش نظروں سے دیکھتا ہوا کمرے سے چلا آیا.... سب سے پہلے اسی ملازم سے ملاقات ہوئی جس سے تصویر کے متعلق گفتگو ہوئی تھی۔

"فیملی ڈاکٹر کو فون کر دو.... سر سنہا کی حالت بھی بگڑ رہی ہے۔" حمید نے اس سے کہا اور اس کے ساتھ چلتا ہوا اس کمرے تک آیا جہاں فون تھا۔

ڈاکٹر کو فون کر چکنے کے بعد ملازم اس کی طرف مڑا۔

"مس صاحبہ کو کیا ہوا ہے؟" اس نے حمید سے پوچھا۔

"تم نے چیخیں سنی تھیں۔"

"جی ہاں....؟"

"لیکن تم میں سے کوئی بھی وہاں نہیں پہنچا تھا۔"

"حکم نہیں ہے۔"

"کس کا حکم.....!"

"مس صاحبہ کا.... انہوں نے کہہ رکھا ہے کہ جب تک میں خود نہ بلاؤں کوئی میرے کمرے میں نہ آئے خواہ کچھ ہو رہا ہو۔"

"کیا پہلے بھی کچھ ہو چکا ہے۔"

نوکر نے فوراً ہی جواب نہیں دیا۔ چہرے پر ہچکچاہٹ کے آثار تھے۔

"ہاں کہو.... ڈرنے کی ضرورت نہیں.... تم جو کچھ بھی بتاؤ گے اس کا علم تمہاری مس صاحبہ کو نہ ہو سکے گا۔"

"صاحب وہ کئی بار اس طرح چیخ چکی ہیں.... لیکن پہلے کبھی صاحب ایسے مواقع پر موجود نہیں رہے.... ہمیں حکم تھا کہ ہم اس کا تذکرہ صاحب سے بھی نہ کریں۔"

حمید تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر روزا کے کمرے میں واپس آگیا۔ اب وہ ایک آرام کرسی پر نڈھال سی پڑی تھی اور فریدی اسے دیکھے جا رہا تھا۔ سر سنہا سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ کمرے کی فضا ایسی ہی تھی جیسے ان میں سے کوئی بھی دیر سے بولا نہ ہو۔

دفعتاً فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا سر سنہا اب اجازت چاہوں گا۔"

"میں بے حد شکر گزار ہوں کرنل.... آپ سے رابطہ قائم رکھوں گا۔" سر سنہا نے اٹھ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

اس نے حمید سے بھی گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کیا تھا۔

وہ دونوں باہر آئے.... فریدی خاموش تھا۔ لنکن سڑک پر نکل آئی۔ بڑی دیر تک حمید سوچتا رہا کہ آج کا دن تو بوریت کی نذر ہو چکا ہے اب کیا کیا جائے۔ پھر دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ گاڑی شہری آبادی سے بہت دور نکل آئی ہے۔

"اُف فوہ.... اب کہاں؟" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"فکر نہ کرو.... ناشتہ تو کر ہی چکے ہو.... لنچ میں ابھی دیر ہے۔"

"بولتے رہیئے تو جی نہ اکتائے۔"

فریدی سر کو خفیف جنبش دے کر مسکرایا.... آنکھیں ونڈ شیلڈ پر تھیں۔

"ہم کیمرے کی تلاش میں جا رہے ہیں.... ہو سکتا ہے وہ وہیں رہ گیا ہو جہاں تم نے پچھلی

رات ٹانگ مار کر اُسے گرایا تھا۔"

"لیکن اس وقت شائد ہی میں اس جگہ کی نشاندہی کر سکوں....!"

"دیکھا جائے گا۔"

کچھ دیر بعد فریدی نے ایک جگہ گاڑی روک کر کہا۔"یہی جگہ تھی یہاں اُتر کر میں نے اس کا تعاقب کیا تھا۔"

"لہٰذا آپ یہیں اتر جایئے۔" حمید نے بڑے خلوص سے کہا۔"میں گاڑی آگے بڑھا لے جاؤں گا.... آپ پیدل چل کر وہاں پہنچنے کی کوشش کیجئے جہاں میں نے اسکے ٹانگ ماری تھی۔"

"یہی کروں گا....!" فریدی نے کہااور گاڑی سے اُتر گیا۔

"دوڑتے ہوئے جایئے گا....!" حمید نے اسٹیئرنگ سنبھالتے ہوئے کہا۔ لنکن آگے بڑھ گئی حمید سوچ رہا تھا کہ پہلے ہی موڑ پر تو اُس نے بھی گاڑی چھوڑ دی تھی۔ لیکن ضروری نہیں کہ وہ صحیح مقام تک پہنچ ہی جائے۔

بہر حال اُس نے پہلے موڑ پر گاڑی روک دی اور اندازے سے چل پڑا۔ فریدی بھی دکھائی دیا مگر وہ ابھی دور تھا۔

حمید نے ایک جگہ پتھر کے ٹکڑوں پر خون کی چھینٹیں دیکھیں اور رک کر قرب وجوار کا جائزہ لینے لگا۔

اتنے میں فریدی بھی قریب آگیا۔

"یہاں خون کی چھینٹیں ہیں۔" حمید نے کہا۔

فریدی بھی جھک کر دیکھنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔"وہ یہیں گرا ہوگا لیکن۔" جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

حمید اس کا انہاک دیکھ کر جھنجھلا گیا۔

"آپ سوئی تلاش کر رہے ہیں یا کیمرہ؟" اُس نے کہا۔

"ہو سکتا ہے.... کچھ....!" اُس نے پھر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

وہ آس پاس کی زمین کو بغور دیکھتا پھر رہا تھا۔ ایک بار حمید نے اسے کچھ اٹھاتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس سے دور کھڑا تھا.... کوئی سفید سی چیز تھی۔

"کیا ہے؟" اُس نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"ایک وزیٹنگ کارڈ....!"

"چلئے کچھ ہوا تو....!" حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"ضروری نہیں کہ یہ مرنے والے ہی سے تعلق رکھتا ہو۔" فریدی وزیٹنگ کارڈ پر نظر جمائے ہوئے بولا۔ "لیکن اس کی حالت بتاتی ہے کہ یہ زیادہ عرصہ سے یہاں نہیں پڑا رہا....!"

حمید نے بھی اسے دیکھا۔ یہ کسی پروین چنگیزی کا وزیٹنگ کارڈ تھا۔

"کیا نام ہے؟" حمید نے سر ہلا کر کہا۔ "پروین چنگیزی.... بیک وقت لچکیلا اور خونخوار.... پانچ ریکسٹین میں رہتی ہے۔ پھر کیا خیال ہے؟"

"کچھ نہیں آؤ چلیں....!"

وہ گاڑی میں آبیٹھے... حمید نے اسے اپنی اور روزا کے ملازم کی گفتگو سے متعلق بتانا شروع کیا۔

"تشدد کے بغیر وہ کچھ نہ بتائے گی۔" فریدی نے کہا۔

"کیا اس کے لئے کوئی قانونی جواز موجود ہے؟" حمید نے پوچھا۔

"یہی تو دشواری ہے کہ ایسا نہیں ہے۔" فریدی بولا۔

حمید تھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا۔ "اس لاش کا کیا ہوگا جو....!"

"اس کی تصویر جلد از جلد حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ روزا لاش نہیں دیکھ سکی تھی لیکن اب اسے اس کا تو علم ہو ہی گیا ہوگا کہ وہاں کوئی لاش پائی گئی تھی۔"

"آخر آپ کو اس پر کس بات کا شبہ ہے۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ بعض مشتبہ آدمیوں کے ساتھ دیکھی گئی تھی۔"

"ان مشتبہ آدمیوں پر کس بات کا شبہ ہے۔"

"مختلف النوع معاملات ہیں۔"

"بہرحال آپ بتانا نہیں چاہتے۔"

"تم جانتے ہو کہ جب تک خود کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچ جاتا زبان نہیں کھولتا۔"

"کتنی دیر لگے گی کسی خاص نتیجے پر پہنچنے میں....؟"

"بکواس مت کرو....!"

شہر پہنچ کر فریدی نے گاڑی قاسم کی کوٹھی کی طرف موڑ دی اور جب وہ کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے تو قاسم برآمدے ہی میں کھڑا نظر آیا۔

گاڑی پورچ میں رک گئی۔ قاسم مضطربانہ انداز میں دونوں ہاتھ ہلاتا ہوا ان کی طرف جھپٹا۔

"قیا ہوا....؟" اس نے فریدی سے پوچھا۔

"ابھی تک تو کچھ بھی نہیں ہوا۔" فریدی نے گاڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

"کب ہو چکے گا....؟" قاسم رو میں کہہ گیا۔

"کیا چاہتے ہو....!" فریدی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کسی تھانے میں چل کر مرغا بنوا دیجئے گا۔" حمید بولا۔ "اب یہ یہی چاہتا ہے....!"

"تھانے کی ایسی تیسی.... ہاں میں نے قیا کیا ہے؟" قاسم نے آستین چڑھا کر آنکھیں نکالیں۔

"تمہیں شرم نہیں آتی ایسی شریف بیوی کو دھوکا دیتے ہوئے۔" حمید نے کہا۔

"ابے.... اب تم بھی یہی کہو گے۔"

"سچی بات ہر حال میں کہی جائے گی۔"

قاسم نے سہمے ہوئے انداز میں پلٹ کر صدر دروازے کی طرف دیکھا اور فریدی سے بولا۔ "اب دیکھئے.... اب دیکھئے.... خواہ مخواہ پھر گھپلا ہو جائے گا۔"

"کیسا گھپلا....!" فریدی مسکرایا۔ "کیا تم ہمیں بیٹھنے کو بھی نہ کہو گے۔"

"اندر ابا جان موجود ہیں اور ان کے قان بھرے جا رہے ہیں۔"

"چلو....!" فریدی اسے صدر دروازے کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔ "کچھ دیر بیٹھیں گے۔"

وہ ابھی برآمدے کی سیڑھیوں تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ اندر سے ایک ملازم سر پر بڑے بڑے فریموں کا بنڈل اٹھائے ہوئے باہر نکلا۔

قاسم روہانسی آواز میں کراہتا ہوا بولا۔ "یہ دیکھئے.... یہ ظلم ہونے جا رہا ہے مجھ پر....!"

"کیا مطلب....!" فریدی نے ملازم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آغ لغائیں.... آگ لگائیں گے ان میں۔"

"کون....؟"

"والد صاحب....!" قاسم جھلا کر بولا۔ "ایسے کو صاحب کون کہے والدوا....!"

حمید بے ساختہ ہنس پڑا.... اتنے میں دوسرا ملازم ویسا ہی دوسرا بنڈل اٹھائے ہوئے نمودار ہوا۔ اس کے پیچھے عاصم صاحب تھے۔

قاسم کی طرح لمبے تو نہیں تھے.... لیکن ان کا پھیلاؤ بھی کم نہیں تھا۔ بھری ہوئی گول ڈاڑھی تھی.... اور آنکھیں سچ مچ خونخوار ہی کہی جاسکتی تھیں۔

فریدی کو دیکھ کر بلند آواز میں سلام کیا اور بولے۔ ''نیا خبط دیکھا آپ لوگوں نے.... باپ کبھی سیدھی لکیر نہیں کھینچ سکا اور صاحبزادے مصوری فرمائیں گے۔''

پھر ملازموں کو للکارا۔ ''ڈھیر کر کے آگ لگادو۔''

''مگر اس میں ان کی مصوری کا کیا قصور....!'' فریدی نے مسکرا کر کہا۔

''تو کیا آپ نے اس حرام زادے کی بات پر یقین کر لیا ہے۔''

''میرا خیال ہے کہ ان کا بیان غلط نہیں ہے.... میں لڑکی سے بھی پوچھ چکا ہوں۔ اس کی بے ہوشی میں ان کا کوئی قصور نہیں۔''

''سر سنہا سے میرے بڑے اچھے تعلقات ہیں....!''

''وہ اچھے ہی رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ لڑکی کسی قسم کا جھوٹ بولنے پر تیار نہیں۔ بس وہ کسی چیز سے خائف ہوگئی تھی۔''

''کس چیز سے خائف ہوگئی تھی۔'' عاصم صاحب نے دہاڑ کر قاسم سے پوچھا۔

''مم.... میں قیا بتاؤں....!''

عاصم صاحب نے نوکروں کو پھر للکارا۔ ''منہ کیا دیکھ رہے ہو لگادو آگ۔''

''میرا خیال ہے کہ ایسا نہ کیجئے۔'' فریدی نے کہا۔ ''شغل کے لئے کچھ تو ہونا ہی چاہئے۔''

''یعنی مصور.... آپ بھی کمال کرتے ہیں.... یہ مصوری ہے۔''

''تجریدی مصوری کہلاتی ہے۔'' حمید نے کہا۔

''یہ کیا ہوتی ہے۔''

''بس ایسی ہی ہوتی ہے۔''

''نہیں صاحب.... لہو ولعب کی حوصلہ افزائی کرنا میرے بس سے باہر ہے۔''

''آپ کی مرضی....!'' فریدی نے کہا اور فریموں میں آگ لگائی جانے لگی.... قاسم

دوسری طرف منہ پھیرے کھڑا بسورتا رہا۔

جب سارے فریموں نے آگ پکڑ لی تو عاصم صاحب نے فریدی کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اچھا مجھے اجازت دیجئے۔"

مصافحہ کر کے وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے.... اور حمید قاسم کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بدبداتا جا رہا تھا اور تیور ایسے ہی تھے جیسے کہہ رہا ہو۔ "اچھی بات ہے میں بھی دیکھ لوں گا۔"

"صدمہ گہرا ہے....!" حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "لیکن کیا کیا جائے.... باپ ہی ٹھہرے.... ایسا باپ تو خدا کتے کو بھی نہ عطا کرے۔"

عاصم صاحب کی گاڑی پھاٹک سے گزر کر نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

"چلو اندر چلو.... ورنہ تم سے یہ آتش بازی نہ دیکھی جائے گی۔" حمید نے قاسم کی کمر تھپتھپا کر پیار بھرے لہجے میں کہا اور قاسم نے کسی تیز مزاج اور نکچڑی عورت کے سے انداز میں اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"بھئی.... تمہاری بیگم سے اس سلسلے میں کچھ پوچھنا ہے۔" فریدی نے قاسم سے کہا۔

"پوچھئے وچھئے جا کر میں کچھ نہیں جانتا۔ لانت ہے ایسی زندگی پر۔"

فریدی سیڑھیاں طے کر کے برآمدے میں آیا.... جہاں اس کی بیوی کھڑی فریموں کے جلنے کا منظر دیکھ رہی تھی۔ ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی اور آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"یار صبر کرو۔" حمید نے پھر قاسم کو چھیڑا۔

"کاہے کا صبر کروں....!" قاسم جھلا کر بولا۔ "ایک بات ہو تو.... امے ہر معاملے میں سر پر سوار.... میں کیا جانوں سالی قیوں ڈر گئی تھی۔"

"وہ تو کوئی اور ہی چکر ہو گا۔" حمید نے بلند آواز میں کہا۔ اتنی بلند آواز میں کہ قاسم کی بیوی بھی سن سکے۔

"کیسا چکر....!" قاسم نے آنکھیں نکالیں۔

"اب یہ تم جانو یا وہ بے ہوش ہونے والی۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم نے اُسے اپنے غیر شادی شدہ ہونے کا یقین دلایا ہو، محبت کی پینگیں بڑھائی ہوں اور پھر جب وہ یہاں آئی ہو اور ہوئی

ہو تمہاری بیگم سے مڈ بھیڑ۔ ابے تو ایسے میں بے ہوش نہ ہو جاتی تو اور کیا کرتی۔"

قاسم نے بوکھلا کر بیوی کی طرف دیکھا جو سر جھکائے فریدی کے کسی سوال کا جواب دے رہی تھی۔ پھر دانت پیس کر آہستہ سے بولا۔ "او.... مردود کیوں میرے پیچھے پڑ گیا ہے.... اب کیا دن کو بھی سونا نصیب نہ ہو گا۔"

"یہ بات ابھی تک سوجھی نہیں شاید بیگم صاحبہ کو....!" حمید نے کہا۔

"اور سالے اگر تم نے سجھائی تو غولی مار دوں گا.... کصہ ختم ہو جائے گا ایک بار.... اچھا بیٹا یہ مصوری کا چکر کس نے چلایا تھا؟ پہلے مصوری کرائی.... اب جان جلا رہے ہو.... مرو گے سالے بہت جلد مرو گے.... کیڑے پڑیں گے بدن میں تمہارے سڑ جاؤ گے۔"

"ارے تو میں تمہاری بیگم کو تھوڑا ہی بتاؤں گا....!" حمید نے اس طرح چیخ کر کہا کہ وہ بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"نہیں مجھے ضرور بتایئے گا۔" قاسم کی بیوی نے بھی بلند آواز میں کہا۔

"ارے باپ رے۔" قاسم دانت پر دانت جما کر آہستہ سے بولا۔ دبی زبان سے حمید کو کبھی گالیاں دیتا اور کبھی خوشامد کرنے لگتا۔

"ارے وہ نہیں کوئی ایسی بات نہیں۔" حمید نے ہنس کر کہا۔

"میں سمجھتی ہوں۔" جواب ملا اور پھر وہ فریدی کے کسی سوال کا جواب دینے لگی۔

"اچھا یہ بتاؤ لڑکی کیسی تھی۔" حمید نے قاسم سے آہستگی سے پوچھا۔

قاسم چند لمحے اُسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "تم سالے دغا باز ہو۔ میں اپنی جبان سے کچھ نہیں قہوں غا۔"

"تمہارے معیار سے مطابقت رکھتی تھی۔"

قاسم صرف ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ فریدی اور قاسم کی بیوی برآمدے میں کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ اس نے تمہیں کہیں دیکھا تھا اور عاشق ہو گئی تھی۔" حمید بولا۔

"امے نہیں.... ہی ہی ہی ہی۔" قاسم کا موڈ یک لخت بدل گیا۔

"ممکن ہے.... ممکن ہے۔" حمید سر ہلا کر بولا۔ "تصویروں کے بہانے آئی اور ایک رات

بھی تمہارے ساتھ گزار گئی۔ لیکن رہے تم بدھو کے بدھو۔"

"نہیں....!" قاسم کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"لیکن تم قطعی اس قابل نہیں ہو کہ آئندہ تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گا۔" حمید آنکھیں نکال کر بولا۔

"قیوں قیوں....!"

"میں سوچ بھی نہین سکتا کہ تم اتنے گھامڑ ہو گے۔ اب وہ رات بھر تمہارے گھر میں رہی اور تم جورو کے چکر میں پڑے رہ گئے۔"

"قیا بتاؤں پیارے بھائی وہ بہت چالاک ہے۔"

"خیر.... خیر.... چلو کپڑے پہنو۔ میں اب تمہیں یہاں نہیں رہنے دوں گا۔ اس نامعقول عورت نے تم جیسے عظیم آرٹسٹ کی مٹی پلید کر کے رکھ دی.... ہائے.... ہائے کیسے کیسے نادر نمونے راکھ کا ڈھیر ہوئے جا رہے ہیں۔"

حمید کی آواز گلوگیر ہو گئی تھی۔ قاسم کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور دوسری طرف مڑ کر طرح طرح کے منہ بنانے لگا۔

تھوڑی دیر بعد آنکھیں مل کر حمید کی طرف مڑا اور بولا۔ "واقئی اب میں یہاں نہیں رہوں گا۔ مجھے دنیا میں کچھ قرنا ہے۔"

"بالکل.... بالکل....!"

"لیکن میں جاؤں گا کہاں۔"

"ایگل بیچ پر تمہارا ایک ہٹ خالی پڑا ہو گا۔ وہاں تو آج کل بڑی رونق ہو گی۔"

"آہاں.... بالکل بالکل۔" قاسم خوش ہو کر بولا۔ "ٹھیخ ہے.... میں ابھی آتا ہوں۔"

"میرے ساتھ نہیں۔" حمید نے جلدی سے کہا۔ "تم اپنا سامان لے کر اپنی گاڑی سے جاؤ.... میں وہیں مل جاؤں گا۔"

"اچھا.... اچھا.... یہ بھی ٹھیخ ہے۔ ورنہ یہ سالی....!" قاسم جملہ پورا کئے بغیر اندر چلا گیا۔

فریدی اٹھ گیا تھا۔ حمید نے اسے پورچ کی طرف آتے دیکھا۔ قریب آ کر اس نے اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

حمید گاڑی میں بیٹھتا ہوا بڑبڑایا۔ "اب پتہ نہیں کہاں کہاں گھسیٹتے پھریں گے۔" فریدی کچھ نہ بولا۔

"میں آج کل کام کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔" حمید نے کچھ دیر بعد کہا۔

"افسوس ناک خبر ہے۔"

"کم از کم ایک ہی ہفتے کے لئے بخش دیجئے۔"

"بشرطیکہ تم اس عرصہ میں روزا کو بولنے پر مجبور کر سکو۔"

"بلبلوں کی طرح نہ چہکنا شروع کردے تو میرا ذمہ....!" حمید خوش ہو کر بولا۔

"اچھا گاڑی سے اُتر جاؤ۔"

"کیا مطلب؟ یعنی کہ یہیں....!"

"بالکل اسی وقت سے چھٹی۔" فریدی نے کہا اور گاڑی سڑک کے کنارے لگا کر کھڑی کردی۔

"سوال یہ ہے کہ میں جاؤں گا کہاں!" حمید گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔

"جہنم میں....!" فریدی دروازہ بند کرتے ہوئے بولا اور گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

حمید نے جیب سے رومال نکالا اور اسے پیشانی پر پھیرتا ہوا چاروں طرف نظر دوڑانے لگا۔

لیکن آس پاس.... کوئی ٹیکسی بھی نہ دکھائی دی۔

سامنے ایک ریستوران تھا۔ اس نے سڑک پار کی اور ریستوران میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ روزا سے ملنے کی کیا صورت ہوگی اور وہ اس سے کچھ معلوم بھی کر سکے گا یا نہیں۔ اسکے ایک ملازم نے چار لکیروں کے متعلق اسے بہت کچھ بتایا تھا۔ لیکن اگر اس نے اسے سرے سے مضحکہ خیز قرار دیا تو کیا ہوگا اور وہ تو پہلے ہی سے کہتی رہی تھی کہ وہ اپنی بے ہوشی کی وجہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

ویٹر کو چائے کا آرڈر دے کر وہ پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

ویٹر نے چائے لانے میں دیر نہیں لگائی۔ لیکن میز پر ٹرے رکھتے ہی چیخ مار کر ڈھیر ہو گیا۔

دھماکہ

اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا اور وہ ہاتھ حمید کی جانب اٹھا ہوا تھا۔ اس کی چیخ کو سن کر کیفے کے دوسرے آدمی بھی متوجہ ہو گئے تھے.... حمید دیکھ رہا تھا کہ وہ دم توڑ رہا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے

وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

لوگ چاروں طرف سے دوڑ پڑے۔ غالبًا ان میں باورچی خانے کے ملازمین شامل تھے۔ مرنے والے کا ہاتھ جس میں لفافہ تھا بدستور اٹھا رہا۔ غالبًا وہ اسی حالت میں اکڑ کر رہ گیا۔

"یہ خط آپ کے لئے تھا۔" مجمع سے ایک آدمی نے حمید کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"میرے لئے....!" حمید نے حیرت سے کہا اور پھر لوگوں کو لاش کے پاس سے ہٹانے لگا۔ کسی نے غصیلے لہجے میں اعتراض کیا۔ اس پر اسے اپنا عہدہ بتا کر انہیں مرعوب کرنا پڑا۔ پھر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا اور حلقے کے تھانے کو بذریعہ فون مطلع کرنے کے بعد لاش کی طرف متوجہ ہو گیا اور اس آدمی پر نظر رکھی جس نے کسی خط کی اطلاع دی تھی۔

اتنے میں دو ڈیوٹی کانسٹیبل صدر دروازے کے قریب دکھائی دیئے۔ حمید نے انہیں اشارے سے اندر بلایا اور وہ لاش دیکھ کر بوکھلا گئے۔ اس نے انہیں بتایا کہ وہ کون ہے اور انہیں لاش کی نگرانی کرنے کی ہدایت دیتا ہوا اس آدمی کو الگ لے گیا جس نے لاش کے ہاتھ میں دیئے ہوئے لفافہ کے متعلق کچھ کہا تھا۔

"تم یہیں کام کرتے ہو....؟" حمید نے اس سے پوچھا۔

"جی ہاں جناب.... میں باورچی ہوں۔"

"وہ خط اسے کس نے دیا تھا....؟"

"ایک لڑکی دوسری طرف سے باورچی خانے میں داخل ہوئی تھی اور آپ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا تھا کہ ان کے آرڈر کی تعمیل کون کرے گا۔ توفیق بولا.... میں.... تب اس نے پرس سے لفافہ نکال کر اسے دیا اور کہا کہ آپ کو دے دیا جائے۔ ایک روپیہ بخشش بھی دی تھی۔"

"وہ کتنی دیر ٹھہری تھی۔"

"جی بس لفافہ دے کر چلی گئی تھی۔"

"حلیہ بتا سکو گے۔"

"جی صاحب جوان تھی۔ اچھی خاصی تھی.... جی ہاں.... گوری رنگت.... پیلی ساڑی پہنے تھی۔ بلاؤز تھا.... جی ہاں.... نیلا ہی تھا.... ہلکا نیلا۔"

"پہلے بھی کبھی دیکھا تھا اسے۔"

"جی نہیں....؟"

حلقے کے تھانے کا انچارج وہاں پہنچ چکا تھا.... حمید نے اس سے کہا کہ لاش کے ہاتھ میں دبے ہوئے لفافے کا خاص خیال رکھا جائے۔ وہ ضائع نہ ہونے پائے۔

کچھ دیر بعد لاش کی تصویریں بھی لی گئیں اور جب وہ ہسپتال لے جائی جانے لگی تو لفافہ حمید کے ہاتھ لگا جس کے اندر سے ٹائپ کیا ہوا ایک پرچہ برآمد ہوا۔

چار لکیریں.... مضمون کے نیچے چار لکیریں نظر آئیں۔ تین متوازی اور ایک انہیں درمیان سے قطع کرتی ہوئی۔

حمید نے مضمون پر نظر ڈالی

خواہ مخواہ ٹانگ اڑانا اچھی عادت نہیں ہے.... اگر تم لوگ باز نہ آئے تو ایسے ہی درجنوں لفافے تم تک پہنچیں گے۔ اسی حساب سے لاشوں کی تعداد کا اندازہ بآسانی کیا جاسکتا ہے۔

تمہارا کیمرہ بھی کسی لاش ہی کے توسط سے تم تک پہنچ جائے گا۔

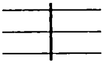

"زبردست غلطی" وہ زیرِ لب بڑبڑایا.... وہ سوچ رہا تھا کہ جائے واردات پر فریدی کی موجودگی ضروری تھی۔ اس سے پہلے لاش ہٹائی ہی نہ جانی چاہئے تھی۔ کیفے سے باہر نکل کر اُس نے پبلک ٹیلی فون بوتھ سے فریدی کے نمبر ڈائیل کئے وہ گھر پر موجود نہیں تھا لیکن دوسری طرف سے اطلاع ملی کہ ابھی ابھی اس نے فون کر کے کہا تھا کہ اگر حمید کی کوئی کال آئے تو اُسے تین چار دو چھ نو پر رنگ کرنے کو کہا جائے۔

حمید نے انہیں نمبر پر اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی.... وہ جانتا تھا کہ وہ نیاگرہ کے نمبر ہیں۔ دوسری طرف سے کسی نے جواب دیا۔ "جی ہاں وہ موجود ہیں ہولڈ آن کیجئے۔"

کچھ دیر بعد فریدی کی آواز آئی۔ "حمید تم کہاں ہو....؟ میں نیاگرہ سے بول رہا ہوں.... یہیں آجاؤ۔"

اس کا انتظار کئے بغیر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کردیا گیا۔

حمید ٹیکسی میں نیاگرہ پہنچا اور باہر سے ہی اندازہ کرلیا کہ یہاں بھی کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ کمپاؤنڈ میں کئی پولیس وین کھڑی تھیں ایک ریڈیو کار بھی تھی۔

وہ اندر آیا۔ ڈرائنگ ہال میں ایک بیرے کی لاش نظر آئی.... فریدی دوسرے بیروں سے پوچھ گچھ میں مصروف تھا۔

حمید چپ چاپ اس کے قریب جا رکا۔ وہ مڑا اور حمید نے آہستہ سے پوچھا۔

"کیا کیمرہ واپس آ گیا۔"

"کیا مطلب....!" فریدی اسے گھورتا ہوا بولا۔

"مطلب یہ کہ کیا اس لاش کے ہاتھ میں کیمرہ تھا....؟"

"جب معلوم ہے تو کیوں دماغ چاٹ رہے ہو۔" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور پھر بیروں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

حمید لاش کے قریب آ کر اس کا جائزہ لینے لگا۔ اس کے ہاتھ بھی کچھ اسی انداز میں اٹھا ہوا تھا جیسے کسی کو کچھ دینا چاہتا ہو۔

حمید نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے اور دم بخود رہ گیا.... فریدی اپنی نگرانی میں بیروں کے بیانات درج کرا رہا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹہ بعد وہ حمید کو باہر چلنے کا اشارہ کرتا ہوا خود بھی صدر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا۔

وہ دونوں کمپاؤنڈ میں پہنچ کر رک گئے۔ فریدی ہاتھ میں وہی کیمرہ لئے ہوئے تھا جو پچھلی رات کوئی نامعلوم آدمی اس سے جھپٹ لے گیا تھا۔

حمید نے اپنی جیب سے وہ خط نکالا جو اسے کیفے والی لاش کے ہاتھ سے ملا تھا اور اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "یہ پہلی لاش نہیں تھی۔"

فریدی نے خط پڑھ لینے کے بعد طویل سانس لی اور بولا۔ "وہ اس حد تک نہیں سوچ سکتا تھا! خیر اب پوسٹ مارٹم کی رپورٹیں دیکھنے کے بعد ہی....!"

جملہ پورا کئے بغیر وہ خاموش ہو گیا۔ آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

"کیا کیمرے میں فلم موجود ہے۔"

"تمہارا سوال احمقانہ ہے؟ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس میں فلم موجود ہے۔"

"پھر کس لئے لے گئے تھے....؟" حمید نے حیرت سے پوچھا۔

فریدی کچھ نہ بولا۔ پھر وہ خاموشی سے لنکن میں جا بیٹھے۔

گاڑی حرکت میں آگئی تو حمید نے پوچھا۔ "آپ یہاں کیوں آئے تھے۔"

"ظاہر ہے مجھے کیمرے کی تلاش تھی۔" فریدی نے کہا۔ "میرا خیال تھا کہ وہ پچھلی رات یہیں کہیں چھپا دیا گیا ہوگا اور وہ بھاگنے والا خالی ہاتھ ہی یہاں سے نکلا تھا۔"

حمید کچھ دیر بعد بولا۔ "تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہماری کڑی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"ہوں.... محتاط رہو۔" فریدی نے ونڈ اسکرین پر نظر جمائے ہوئے کہا۔

"کیمرہ کیوں چھینا گیا تھا....!" حمید بڑبڑایا۔ "پھر واپس کیوں کر دیا گیا.... وہ بھی اسی طرح لوڈڈ....!"

فریدی کچھ نہ بولا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے.... اور پلکیں جھپکائے بغیر سامنے دیکھ رہا تھا۔ لنکن سنسان سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

شہر سے نیاگرہ یا نیاگرہ سے شہر پہنچنے کے لئے ایک طویل ویرانہ طے کرنا پڑتا تھا۔ دفعتاً فریدی نے ایک جگہ لنکن روک دی۔

حد نظر تک کوئی دوسری گاڑی نظر نہیں آرہی تھی۔

وہ نیچے اُتر آیا اور کیمرے کو اس طرح ہاتھ میں تولنے لگا جیسے بہت دور پھینکنا چاہتا ہو.... حمید اسے تحیر آمیز نظروں سے دیکھتا رہا.... اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سچ مچ اس نے بہت دور پھینک دیا لیکن جیسے ہی وہ زمین پر گرا.... ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ اتنا خوفناک دھماکہ کہ حمید کا سارا جسم جھنجھنا کر رہ گیا اور کھوپڑی آسمان پر تیرتا ہوا بادل کا کوئی ہلکا پھلکا سا ٹکڑا معلوم ہونے لگی۔

جس جگہ کیمرہ گرا تھا وہاں کثیف دھواں اور گرد و غبار کا ایک مرغولہ سا فضا میں بلند ہو رہا تھا.... فریدی اس کی طرف مڑ کر مسکرایا.... پھر گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا۔ "غالباً اب کیمرے کی واپسی کا مقصد سمجھ میں آ گیا ہوگا۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ اس کے اعصاب ابھی تک معمول پر نہیں آئے تھے۔

"جیسے ہی میں فلم نکالنے کے لئے اسے کھولنے کی کوشش کرتا وہ دھماکے کے ساتھ پھٹ جاتا۔" فریدی نے کہا اور جیب سے سگار ٹٹولنے لگا۔ پھر دفعتاً بولا۔ "یہ دھماکہ دور دور تک سنا گیا ہوگا۔ میرا مطلب ہے نیاگرہ والوں نے اسے ضرور سنا ہوگا۔ نیچے اُتر آؤ.... وہ اپنے کارنامے کا

نتیجہ دیکھنے ضرور آئیں گے۔"

حمید نیچے اُترا تو.... لیکن ایسا محسوس کیا جیسے کسی ناہموار جگہ پر کھڑا ہو۔ چلنے کے لئے قدم اٹھانے لگا تو محسوس ہوا جیسے پیر پتھر کے ہوں۔ فریدی کے ساتھ گھسٹتا ہوا بائیں جانب والے نشیب میں اترنے لگا۔

سامنے جھنڈ بیریوں کی جھاڑیاں تھیں جن کے نیچے پہنچ کر وہ بآسانی سڑک کی نگرانی کر سکتے تھے اور انہیں سڑک سے دیکھا نہ جاسکتا۔

تقریباً دس منٹ تک سڑک سنسان رہی لیکن پھر نیاگرا کی طرف سے آتی ہوئی ایک کار دکھائی دی۔

لنکن کے قریب پہنچ کر اس کی رفتار سست ہو گئی تھی۔ پھر اس سے کچھ آگے بڑھ کر وہ بھی رکی۔ ایک آدمی ڈرائیور کی سیٹ سے اُتر کر لنکن کے قریب آیا اور تھوڑی دیر تک اس کا اندر باہر سے جائزہ لیتا رہا۔ اس کے بعد سڑک کے دونوں اطراف میں نظریں دوڑائیں اور اب انہوں نے اسے پھر اپنی گاڑی کی طرف واپس جاتے دیکھا۔

لیکن اب وہ کار شہر کی طرف جارہی تھی۔ نیاگرہ کی طرف نہیں موڑی گئی تھی۔ جیسے وہ نظر سے اوجھل ہوئی فریدی جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر سڑک کی طرف جھپٹا۔ اب حمید کے اعصاب بھی قابو میں آگئے تھے اور وہ پوری طرح اس کا ساتھ دے رہا تھا۔

وہ گاڑی میں آبیٹھے اور لنکن تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔

"لیکن یہ دھماکہ....!" حمید نے کچھ دیر بعد کہا۔ "کیا وہ اتنے ہی احمق ہیں کہ اسے ہمارا انجام ہی سمجھ بیٹھے ہوں.... ظاہر ہے کہ آپ ریل ڈارک روم ہی میں نکالتے۔"

"دوسرے اتفاقات بھی پیش آسکتے ہیں....!" فریدی بولا۔ "کیمرہ ہمارے ہاتھ سے اتفاقاً گر کر بھی دھماکہ پیدا کر سکتا تھا۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار نظر آگئی۔ فریدی نے دونوں کے درمیان کافی فاصلہ برقرار رکھتے ہوئے تعاقب جاری رکھا۔

"ہو سکتا ہے جناب وہ کوئی راہ گیر ہو اور یہاں اس ویرانے میں خالی گاڑی دیکھ کر اُتر پڑا ہو۔" حمید نے کہا۔

"امکانات نہیں ہیں.... بہتیرے لوگ اپنی گاڑی سڑک پر روک کر پیشاب کرنے نشیب میں اُتر جاتے ہیں۔"

"ارے تو کیا اب ہم دونوں پیشاب بھی ساتھ ہی کریں گے۔"

"مجھے سوچنے دو.... کچھ دیر خاموش رہو۔"

حمید لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔ شہر میں پہنچ کر اگلی گاڑی والے نے ایسی حرکتیں شروع کردیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس تعاقب کا علم رکھتا ہے۔ یا اندازہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ تعاقب ہی ہے یا محض اتفاق۔

تعاقب بدستور جاری رہا۔ شہر میں کچھ دیر چکراتے رہنے کے بعد وہ کار ایگل بیچ والی سڑک پر ہولی۔

"کم از کم پٹرول ہی کا دھیان رکھئے۔" حمید بڑبڑایا۔

"فکر نہ کرو.... ڈکے میں بھی کم از کم بارہ گیلن پٹرول موجود ہے.... پچھلی رات والی چوٹ کافی عرصہ تک یاد رہے گی.... اگر اس کی گاڑی نہ ہوتی تو شاید رات وہیں سڑک کے کنارے ہی بسر کرنی پڑتی۔"

"اللہ....!" حمید نے ٹھنڈی سانس لی۔ "دوپہر کے کھانے کا تو اب سوال ہی نہیں رہا۔ کیونکہ دوپہر ہی نہ رہی.... کیا خزانہ غیب سے شام کی چائے بھی نہ مہیا ہو سکے گی۔"

"مجھے کھاؤ گے؟" فریدی نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"ہاضمے کی ضمانت دیجئے؟ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

"بکواس مت کرو۔"

"ٹیڈی جمپر اور ٹیڈی شلوار میں کیسا لگوں گا؟"

"اتر آئے گھٹیا باتوں پر....!"

"بھوک مجھے لفنگا بنا دیتی ہے۔"

"اب ادیبوں کی سی باتیں کرنے لگے۔" فریدی مسکرایا۔

"خوب یاد دلایا.... سنا ہے ادب میں جمود آ گیا ہے؟"

فریدی کچھ نہ بولا۔ حمید بکتا رہا۔ "میرا مقدر ہی خراب ہے.... ابھی حال ہی میں افسانہ

نگاری شروع کی تھی کہ یہ بُری اطلاع ملی۔ کل شام ریڈیو پر چند جغادری قسم کے ادیب معہ ایک عدد محترمہ اردو افسانہ کے انحطاط کے اسباب تلاش کررہے تھے۔ ایک بزرگ بولے۔ جاسوسی ناولوں کی وجہ سے لوگ مختصر افسانے سے بے توجہی برت رہے ہیں۔ محترمہ حقارت سے ہنس کر بولیں اور یہ ناول بھی انگریزی کا چربہ ہوتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا۔ محترمہ ہمارا معاشرہ ہی جب انگریزی کا چربہ بنتا جارہا ہے تو پھر یہ ناول کیوں نہ ہوں۔ ویسے ان جغادری ادیبوں میں ایک صاحب ایسے بھی تھے جو واشنگٹن اردنگ کے انداز بیان اور جان رسکن کے طرزِ انتقاد کی نقالی کر کے جغادری ادیب بنے ہیں۔ بس یہی کہنا پڑتا ہے کہ اگر وہ خدا کے وجود کے قائل ہوں تو خدا ان کی مغفرت فرمائے۔"

"کیوں دماغ چاٹ رہے ہو....؟"

"ارے آپ کو ادب سے دلچسپی نہیں....!"

"وہ بیچ کالونی کی طرف مڑ رہا ہے۔" فریدی بولا۔

"جہنم میں جائے اب ایک شعر سنئے۔"

پہلے ترساتی رہے خاک میں آخر مل جائے
اور کس کام کی گلیدنی ہوتی ہے

"لاحول ولا قوۃ....!"

"کیا مطلب....!"

"ارے یہ شعر ہے....ایسا لگتا ہے جیسے کسی ندیدے بچے نے جھلا کر دل کا غبار نکالا ہو۔"

"ساری دنیا کی زبانوں سے لٹریچر کھنگال ڈالئے اس ندیدے بچے کے علاوہ اور کچھ ہاتھ نہ ئے گا۔"

"اب بکواس بند....!"

گاڑی بیچ کالونی میں داخل ہورہی تھی.... چاروں طرف چھوٹے چھوٹے خوشنماہٹ ھرے ہوئے تھے۔ اگلی گاڑی ایک ہٹ کے سامنے رک گئی.... ڈرائیو کرنے والا اتر کر بند روازے پر دستک دینے لگا۔

اور پھر دروازہ کھلا تو حمید کی کھوپڑی ناچ کر رہ گئی۔ وہ ایک چار فٹ اونچا چیمپنزی جس نے

دروازہ کھولا تھا پھر بڑے سلیقے سے ایک طرف ہٹ کر گویا اسے اندر جانے کا راستہ دیا تھا۔

دروازہ پھر بند ہو گیا۔ فریدی نے لنکن ایک ہٹ ہی کے سامنے روکی تھی اور اب اسٹیئرنگ پر جھکا ہوا سگار سلگا رہا تھا۔

"بس دیکھ لیا آپ نے.... اب فرمایئے۔" حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اور اس کا اندازہ بھی ہے کہ وہ پچھلے دروازے سے دوسری طرف نکل گیا ہو گا۔"

"پھر اس بھاگ دوڑ کا مطلب....!"

"میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں۔"

"میں بھی پہچانتا ہوں.... غالباً اس کی مادہ چڑیا گھر میں مقیم ہے۔"

"میں چمپینزی کی بات نہیں کر رہا۔" فریدی نے جھنجھلا کر کہا۔

"خیر.... خیر.... اب چائے کی کیا رہے گی۔"

فریدی نے گاڑی آگے بڑھائی ہی تھی کہ اس کے ہٹ کے دروازے سے آواز آئی۔ "اب ایسی بھی کیا بے مروتی۔"

اتنی سریلی آواز تھی کہ غیر ارادی طور پر حمید کی کھوپڑی اسی جانب گھوم گئی.... اور پھر برق سی ایک چمک گئی.... اور وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "کیا وہ ہم سے مخاطب ہے۔"

فریدی نے جواب دینے کی بجائے بریک لگائے۔ گاڑی رک گئی اور وہ بھی مڑا.... عورت دروازے سے باہر آ گئی تھی۔

"اوہ....!" فریدی آہستہ سے بڑبڑایا۔ "آپ بھی ہیں....!"

اور پھر گاڑی سے نیچے اُتر آیا.... حمید بیٹھا ہی رہا۔ عورت قریب آ چکی تھی۔ اتنی خوبصورت عورتیں کم ہی نظروں سے گزرتی ہوں گی۔ کیا صحت تھی؟.... اعضاء کتنے متناسب تھے اور پھر آنکھیں، ختن کے ہرن چوکڑی بھول جائیں۔ عمر پچیس اور تیس کے درمیان رہی ہو گی۔

"یوں چپکے سے نکلے جا رہے تھے۔" عورت نے اٹھلا کر کہا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے نہ صرف اس کی پرانی شناسا بلکہ بے تکلف بھی رہی ہو۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔" فریدی مسکرایا۔ "اس طرح اچانک ملاقات ہو گی لیڈی پرکاش....!"

"مجھ سے بھی چالبازی....!" عورت کی مسکراہٹ بھی گویا شکایت آمیز تھی۔

"میں نہیں سمجھا۔" فریدی نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"راجیش کہہ رہا تھا کہ تم اس کا تعاقب کرتے ہوئے آئے ہو۔"

"کون راجیش....!" لہجے کی حیرت برقرار تھی۔

"کیا تم سنجیدہ ہو.... ڈیئر کرنل....!"

"قطعی....!"

"تو آؤ.... ہٹ میں بیٹھو کچھ دیر....!"

"شکریہ.... پھر کبھی۔ میں ذرا ساحل تک جارہا ہوں۔"

"میں بھی چلتی ہوں.... کچھ دیر تو گفتگو رہے گی۔"

حمید جانتا تھا کہ فریدی اب مزید کوئی عذر پیش نہ کر سکے گا۔ لہٰذا وہ چپ چاپ اگلی سیٹ سے اُتر کر پچھلی سیٹ پر جا بیٹھا۔

"یہ میرے اسسٹنٹ.... کیپٹن حمید ہیں۔"

"اوہ.... ہلو.... ہاؤڈویوڈو....!" عورت نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھادیا اور فریدی بولا۔

"یہ لیڈی پرکاش ہیں.... سر پرکاش میرے والد کے کلاس فیلو تھے۔"

"ان سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی.... ویسے نام بہت سنا ہے۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ بولتا بھی کیسے جبکہ فریدی نے سر پرکاش سے اپنے والد کا تعلق جا ٹھہرایا تھا۔ ہو سکتا ہے فریدی نے اس جملے کا اضافہ اسی لئے کیا ہو کہ حمید محتاط رہے۔

گاڑی ساحل کی جانب چل پڑی۔ لیڈی پرکاش کہہ رہی تھی۔ "راجیش بڑا اچھا مصور ہے.... تم جانتے ہو کہ میں بھی اس فن سے دلچسپی رکھتی ہوں۔ وہ مجھے مدد دیتا ہے.... سر پرکاش غالباً اسے اچھا نہیں سمجھتے۔ میں نے سوچا ممکن ہے انہوں نے اُسے خوفزدہ کرنے کے لئے تم سے مدد لی ہو۔"

"قطعی نہیں....!" فریدی جلدی سے بولا۔ "ان سے تو شاید چھ ماہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔"

"اچھا تو پھر تم نے وہاں گاڑی کیوں روکی تھی۔"

"اچھی بات ہے۔" فریدی نے طویل سانس لے کر کہا۔ "بلاشبہ میں اس کا تعاقب کر رہا تھا لیکن وجہ دوسری تھی۔ میں نیاگرہ سے شہر واپس آرہا تھا۔ دفعتاً ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ سڑک

کے بائیں جانب نشیب میں دھوئیں اور گرد کے بادل اٹھ رہے تھے۔ ہم دونوں گاڑی سڑک پر چھوڑ کر نیچے اُتر گئے کچھ دیر بعد یہ حضرت آپ کے راجیش صاحب ادھر سے گزرے اور اپنی گاڑی روک کر بڑی دیر تک میری گاڑی کا جائزہ لیتے رہے پھر وہاں سے چل پڑے۔ ظاہر ہے پھر مجھے تو دیکھنا ہی پڑا کہ وہ کیا چاہتے تھے؟"

"ارے نہیں....!" لیڈی پرکاش ہنس پڑی۔ "وہ تھوڑا سا کریک ہے اور بس مگر وہ دھماکہ کیسا تھا....؟"

"میرا خیال ہے کہ وہاں کسی نے دیسی ساخت کے بم چھپائے تھے جو کسی وجہ سے پھٹ گئے۔"

فریدی نے ساحل پر گاڑی روک دی.... پھر دفعتاً حمید نے اس کی گرجدار آواز سنی۔

"لیڈی پرکاش....!" اور آگے جھک کر دیکھا۔ فریدی نے لیڈی پرکاش کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا اور اُسے غالباً اپنی ران سے دور ہٹائے رکھنے کیلئے دروازے کی طرف کھسک گیا تھا۔

گوریلا

لیڈی پرکاش دم بخود تھی۔ فریدی نے اس کا وہی ہاتھ اوپر اٹھایا اور اس کی چٹکی میں دبی ہوئی کوئی چیز اپنی گرفت میں لے لی۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے لیڈی پرکاش اچانک ہوش میں آگئی ہو.... دفعتاً اس نے چیخنا شروع کر دیا۔ "کمینے ذلیل.... کتے.... چھوڑو میرا ہاتھ۔"

ساحل پر لوگ موجود تھے.... ان میں سے کئی کار کی طرف دوڑ پڑے.... لیکن قبل اس کے کہ وہ قریب پہنچتے۔ فریدی نے گاڑی کا دروازہ کھول کر لیڈی پرکاش کو دھکا دیا اور وہ چیختی ہوئی نیچے جا پڑی۔

کار کا انجن جاگا اور وہ ایک لمبا ٹرن لے کر سڑک پر ہو لئے.... لوگ شور مچا رہے تھے.... کچھ کار کے پیچھے دوڑ بھی پڑے تھے۔

حمید کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے.... کار سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔

"یہ کیا ہوا....؟" حمید بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہوتا ہی رہتا ہے۔"

"کیا مطلب....!"

"فضول بکواس مت کرو۔اب وہ اس کی رپورٹ کرے گی۔جو لوگ وہاں موجود تھے میرے خلاف شہادت دیں گے اور ہمارے نئے ڈی۔آئی۔جی صاحب یہی چاہیں گے کہ میں ہتھکڑیاں پہنے ہوئے پیدل جیل تک لے جایا جاؤں۔"

"آخر کیوں؟ آپ نے کیا کیا ہے؟"

"تم نے دیکھا نہیں تھا کہ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا....اور وہ چیخنے لگی تھی۔"

"کیا چھینا تھا آپ نے اس سے۔"

"نیلے رنگ کی ایک سوئی....اس نے کوشش کی تھی کہ اسے میری ران میں چبھادے۔"

"اوہ تو کیا....!"

"میرا خیال ہے کہ ان دونوں کی زندگیاں ایسی ہی سوئیوں کے ذریعے ختم کی گئی تھیں۔ لیکن انہیں اس کا موقع نہیں ملا تھا کہ کسی قسم کا بیان دے سکتے۔"

"پھر اب آپ کیا کریں گے۔"

"فی الحال ہمیں روپوش ہونا پڑے گا....یہ بہترین موقع ہاتھ آیا ہے اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا جائے۔"

"میں نہیں سمجھا"۔

"اتنے ہی میں بوکھلا گئے۔کھوپڑی استعمال کرو۔مجرم ہماری مصروفیات سے پوری طرح باخبر ہیں۔ان کا کوئی نہ کوئی آدمی ہر وقت ہم پر نظر رکھتا ہے۔"

ایسی صورت میں ہم ان کے خلاف کیا کر سکیں گے۔"

"ہوں....!" حمید سر ہلا کر بولا اور مڑ کر پیچھے دیکھنے لگا۔دو کاریں آگے پیچھے نظر آئیں.... ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے تعاقب ہی میں آئی ہوں۔

"مجھے علم ہے...." فریدی عقب نما آئینے کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔"لوگ ہمارا تعاقب کر رہے ہیں۔"

"تب تو آ گئی شامت....!"

"ہونہہ....کیا بکواس ہے؟"

کچھ دور چلنے کے بعد اس نے گاڑی نصیر آباد والی سڑک پر موڑ دی....

"اللہ رحم کرے....!" حمید بڑبڑایا۔

دونوں کاریں بدستور پیچھے لگی رہیں.... تھوڑی دیر بعد حمید نے محسوس کیا فریدی بتدریج رفتار کم کر رہا ہے۔

"کیا ارادہ ہے....؟" حمید نے پوچھا۔

"دیکھتے جاؤ....!" فریدی نے کہا اور گاڑی سڑک کے کنارے لگا کر روک دی اور خود اُتر کر بونٹ اٹھانے لگا۔

اتنے میں وہ دونوں کاریں بھی آگے پیچھے آکر رکیں۔

ان میں سے اترنے والوں کی تعداد پانچ تھی۔ فریدی ان کی طرف توجہ دیئے بغیر بونٹ اٹھا کر انجن پر جھک گیا تھا۔

"کیوں جناب....!" ان سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا۔ "یہ کیا حرکت تھی؟"

"کیا مطلب....؟" فریدی سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

حمید نے دیکھا کہ سوال کرنے والا بوکھلا کر بغلیں جھانک رہا ہے۔ وہ فریدی کی تیز نظروں کی تاب نہ لا سکا تھا۔

"وہ وہاں.... ایگل بیچ پر....!" وہ بالآخر ہکلایا۔

"تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔"

"چوری اور سینہ زوری....!" ایک اور آگے بڑھا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں فریدی کا گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا.... پھر ایسا لگا جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔ گھونسہ کھا کر گرنے والا کہنیاں ٹیک کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

حمید ابھی تک گاڑی ہی میں تھا۔ دفعتاً اس نے دیکھا کہ گاڑی کے قریب کھڑا ہوا ایک آدمی جیب سے ریوالور نکال رہا ہے۔ اس نے پوری قوت سے دروازے کو دھکا دیا جو کھل کر اس آدمی سے اس بُری طرح ٹکرایا کہ چاروں خانے چت ہو گیا دوسرے ہی لمحے میں حمید نے اس پر چھلانگ لگائی اور اسے دوبارہ نہ اٹھنے دیا....

ذرا ہی سی جدوجہد کے بعد وہ اس سے ریوالور چھین لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ فریدی اور

دوسرے لوگ خاموشی سے کھڑے انہیں دیکھتے رہے.... اور وہ آدمی اب بھی زمین پر پڑا ہوا تھا جس کی خبر فریدی نے لی تھی۔

دفعتاً فریدی نے بڑھ کر ریوالور حمید سے لے لیا اور انہیں کور کرتا ہوا بولا۔

"حمید اسے چھوڑ کر ہٹ جاؤ۔ ٹھیک.... اب تم سب اپنے ہاتھ اٹھاؤ.... ہوں.... اے تم.... ہاتھ اٹھاؤ ورنہ گولی مار دوں گا۔ حمید اب تم ان سبھوں کی تلاشی لو....!"

حمید باری باری سے ان کی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ لیکن کسی کے پاس سے بھی ریوالور یا کوئی دوسری خطرناک چیز برآمد نہ ہو سکی۔

اب فریدی نے اس آدمی کیطرف اشارہ کیا جس نے ریوالور استعمال کرنے کی کوشش کی تھی۔

"اس کی ٹائی سے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دو۔" پھر دفعتاً اس آدمی سے مخاطب ہوا۔ "نہیں دوست.... خاموشی سے خود کو ہمارے حوالے کر دو.... ورنہ ٹریگر دب جائے گا۔"

حمید نے اس کے ہاتھ باندھ دیئے.... اب فریدی نے دوسروں سے کہا۔ "تم لوگ اپنی گاڑیوں میں بیٹھو۔" اور اس نے مخالف سمت میں اشارہ کیا۔

"کک.... کیا.... مطلب....!" وہ آدمی ہکلایا جس کے ہاتھ باندھے گئے تھے....

"تم ہمارے ساتھ چلو گے۔" فریدی مسکرایا۔

دوسرے لوگ گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے۔

حمید نے اس آدمی کو لنکن کی پچھلی سیٹ پر دھکیل دیا۔ اس سلسلے میں کافی جدوجہد کرنی پڑی اور وہ اس وقت تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا جب تک فریدی نے بھی ہاتھ نہ بٹایا۔

"ارے تم لوگ ابھی گئے نہیں۔" فریدی نے دوسروں کو للکارتے ہوئے ایک ہوائی فائر کیا.... اور دوسرے ہی لمحے میں دونوں گاڑیوں کے انجن اسٹارٹ ہو گئے۔

کچھ دیر بعد لنکن پھر نصیر آباد کی طرف جا رہی تھی.... اور قیدی پچھلی سیٹ پر پڑا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

❁

لیڈی پرکاش غصے میں بھری ہوئی اپنے ہٹ میں واپس آئی تھی اور فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے تھے۔ پھر ماؤتھ پیس میں کہا تھا۔ "وہ مجھ سے بچ کر نکل گیا.... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کم

بخت کی کھوپڑی کے گرد آنکھیں ہی آنکھیں ہوں.... بیچ پر بڑی بے عزتی ہوئی۔ سوئی چھین لینے کے بعد اس نے مجھے گاڑی سے دھکیل دیا تھا.... لوگ جمع ہو گئے تھے اور میں نے اس طرح چیخنا شروع کر دیا تھا جیسے وہ مجھ سے زبردستی کرنا چاہتا ہو.... پھر وہ دونوں بھاگ نکلے.... کچھ لوگ دو گاڑیوں میں ان کے پیچھے لگ گئے ہیں جن میں نمبر تیرہ بھی شامل ہے۔"

پھر وہ خاموش ہو کر دوسری طرف کی باتیں سنتی رہی۔

"اچھا.... اچھا....!" اس نے کچھ دیر بعد سر ہلا کر کہا۔ "تو میں رپورٹ کر دوں۔"

"ہاں.... قطعی طور پر گواہ ملیں گے.... اس کے پیچھے جو لوگ گئے ہیں ان میں سے کئی آدمیوں کو میں جانتی ہوں۔"

اس کے بعد وہ پھر سنتی رہی اور اچھا کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

وہ بڑی دلکش عورت تھی اور اپنے طبقے کے مردوں میں بے حد مقبول تھی البتہ عورتوں میں اس کے پالتو چمپینزی کی وجہ سے بہتیری کہانیاں مشہور تھیں جنہیں مضحکانہ انداز میں دہرا کر خوب خوب ناک بھوں سکوڑی جاتی تھیں۔

بڑی سوشل عورت تھی.... زیادہ تر دو چار دوستوں کے ساتھ ہی نظر آتی....

شہر کے بڑے آفیسروں سے اچھے تعلقات رکھتی تھی۔ بعض حلقوں میں تو یہاں تک کہا جاتا تھا کہ سر پرکاش کی روز افزوں دولت مندی کا انحصار ہی لیڈی پرکاش پر ہے۔ ایکسپورٹ امپورٹ کے بزنس میں آج کل شہر میں ان کا کوئی حریف نہیں تھا۔

بہر حال لیڈی پرکاش کی شکایت پر فریدی کے محکمے کے ڈی۔ آئی۔ جی نے اس معاملے کی تفتیش خود اپنے ہاتھ میں لے لی۔ شہادت کے طور پر وہ لوگ پیش کئے گئے جنہوں نے فریدی کا تعاقب کیا تھا انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ ان میں سے ایک آدمی کو بے بس کر کے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔

اسی رات کو لیڈی پرکاش بیچ ہوٹل۔ کے بال روم میں نظر آئی۔ گیلری میں اپنی میز پر تنہا تھی۔ رقاص جوڑے آرکسٹرا کی دھن پر حرکت کرتے ہوئے فرش پر رینگتے پھر رہے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے لیڈی پرکاش کو کسی کا انتظار ہو۔

دفعتاً اس کی نظر ایک آدمی پر پڑی جس نے اپنی ہم رقص کے ہاتھ چھوڑ کر مضحکہ خیز

حرکتیں شروع کردی تھیں.... کبھی ہاتھوں کو بے ڈھنگے پن سے ہلاتا۔ کبھی ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر تھرکنے لگتا... لیڈی پرکاش اسے بہت غور سے دیکھتی رہی۔ پھر جیسے ہی اس نے دوبارہ اپنی ہم رقص کے ہاتھ تھامے وہ اٹھ کر ہوٹل کے ٹیلی فون بوتھ میں آئی۔ کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولی۔ ”بی تھری بی فور سے معلومات حاصل کی جائیں.... تھرٹین اس کے تعاقب میں گیا تھا جسے وہ بے بس کر کے اپنے ساتھ لے گیا... فی الحال اس کا کہیں پتہ نہیں۔“

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا جسے وہ سنتی رہی پھر بولی۔ ”بہت بہتر.... میں کوشش کروں گی۔“

ریسیور رکھ کر وہ باہر آئی۔ تھوڑی دیر تک کھڑی کچھ سوچتی رہی پھر پارکنگ شیڈ میں آکر اپنی گاڑی باہر نکالی اور بیچ کالونی کی طرف روانہ ہو گئی۔

بیچ ہوٹل سے اس کا ہٹ زیادہ دور نہیں تھا۔ گاڑی روک کر نیچے اتری.... ہٹ کے دروازے پر دستک ہوئی.... دروازہ کھلا۔ اندر اندھیرا تھا پہلے تو ٹھٹکی پھر دروازے سے گزر کر ٹٹولتی ہوئی سوئچ بورڈ تک آئی۔ سوئچ آن کیا۔ کمرے میں روشنی ہو گئی۔ لیکن اسے ایسا محسوس ہوا جیسے روشنی ہونے کے ساتھ اس کا اعصابی نظام بھی بھک سے اڑ گیا ہو.... اگر پشت پر دیوار نہ ہوتی تو چاروں خانے چت گری ہوتی۔ سامنے ایک لمبا تڑنگا گوریلا اس کے چمپینزی کو الٹا لٹکائے کھڑا تھا.... ایسا لگتا تھا جیسے چمپینزی مر ہی گیا ہو۔ وہ دیوار سے ٹکی ہوئی ہانپ رہی تھی۔ آنکھیں شدت خوف سے پھیل گئیں تھیں۔

دفعتاً گوریلے نے بے حس و حرکت چمپینزی کو فرش پر ڈال دیا اور لیڈی پرکاش کی طرف بڑھنے لگا.... لیڈی پرکاش چیخنے ہی والی تھی کہ گوریلے کا چوڑا چکلا ہاتھ اس کے منہ پر جم گیا.... عجیب سی دہشت تھی جو اس کے ذہن کو بتدریج تاریکیوں میں دھکیلتی چلی گئی۔ دوسری بار ہوش آیا تو سب سے پہلے اس قسم کی بدبو کا احساس ہوا جیسی چڑیا گھر میں جانوروں کے کٹہروں کے قریب پائی جاتی ہے.... چاروں طرف اندھیرا تھا۔ آہستہ آہستہ ذہن صاف ہوتا گیا اور اسے خنکی کا احساس بھی ہوا۔ جسم کے نیچے کئی جگہ چبھن بھی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اٹھ بیٹھی اور گردوپیش میں ٹٹولنے پر اس نتیجے پر پہنچی کہ وہ اب تک زمین پر پڑی رہی تھی۔

ایک بار پھر اس کی گھگھی بندھ گئی.... آنکھیں بند کرلیں.... لیکن کب تک.... اس بار آنکھیں کھول کر چاروں طرف نظر دوڑائی ایک جانب ملگجی سی روشنی کا دائرہ نظر آیا۔ زیادہ

آنکھیں پھاڑنے پر دو چار تارے بھی دکھائی دیئے.... اور اس پر لرزہ طاری ہو گیا وہ کسی غار میں تھی جس کے دہانے سے اسے تارے دکھائی دیئے تھے۔ اوہ.... تو وہ گوریلا اس نے سوچا اسے اس غار میں اٹھا لایا ہے.... دفعتاً وہ کسی ننھی سی بچی کی طرح سسک کر رونے لگی۔

پھر سناٹے میں ایک پاٹ دار آواز ابھری۔ "یہاں کون ہے؟" ساتھ ہی اس پر ٹارچ لی روشنی بھی پڑی۔ آنکھیں چندھیا گئیں۔ اب روشنی غائب ہو گئی تھی۔

پھر دو آدمیوں کی گفتگو سے غار کی محدود فضا گونجنے لگی۔

"یہ کوئی عورت ہے۔" پہلی آواز۔

"میں بغیر دلیل تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔" دوسری آواز۔

"ارے کیا تم نے دیکھا نہیں۔"

"بعض چیزیں وہ نہیں ہوتیں جو نظر آتی ہیں۔"

"پھر بھی یہاں اس غار میں اس کا کیا کام....؟"

"اگر واقعی کوئی عورت ہی ہے تو تحت الثریٰ میں بھی پائی جا سکتی ہے اس پر حیرت نہ ہونی چاہئے۔"

"ہو سکتا ہے اسے ہماری مدد کی ضرورت ہو۔"

"خواہ مخواہ۔"

"لیکن یہ تو سوچو.... یہاں اس ویرانے میں.... اس غار میں....!"

"ہو سکتا ہے محترمہ ایڈونچر کی شائق ہوں.... یا شوہر غاروں میں رہنے والوں سے بھی بدتر ثابت ہوا ہو۔"

"مم.... میری مدد کیجئے۔" لیڈی پرکاش نے روہانسی آواز میں کہا۔

"آپ کون ہیں....!" پہلی آواز۔

"مم.... مجھے ایک گوریلا اٹھا لایا ہے۔"

دوسری آواز قہقہے کی شکل میں ابھری اور پھر کہا گیا۔ "دیکھا.... شاید وہ گوریلا خودکشی کی نیت رکھتا تھا۔"

"خدا کے لئے میری مدد کیجئے.... میں نہیں جانتی کہاں ہوں۔"

ٹارچ پھر روشن ہوئی اور کسی نے کہا۔ "ہمارے پیچھے چلی آیئے.... یقیناً یہ کسی گوریلے کا

مسکن معلوم ہوتا ہے۔"

وہ دونوں غار کے دہانے کی طرف مڑ گئے تھے۔ لیڈی پرکاش ان کی شکل نہ دیکھ سکی۔ غار سے نکل کر اسے احساس ہوا کہ وہ اونچی نیچی چٹانوں کے درمیان کھڑی ہے.... چاروں طرف گہری تاریکی کا راج تھا۔

وہ ان دونوں کو بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ شکاری معلوم ہوتے تھے۔ کاندھوں سے رائفلیں لٹکی ہوئی تھیں۔

لیڈی پرکاش نے اطمینان کا سانس لیا وہ سوچ رہی تھی اگر گوریلے سے مڈ بھیڑ بھی ہو گئی تو یہ اسے گولی کا نشانہ بنا دیں گے۔

"کیا آپ ہمارے ساتھ چلنا پسند فرمائیں گے۔" ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"جج.... جی ہاں....!" وہ ہکلائی۔

"اس وقت ہم آپ کو کسی بستی میں تو نہ پہنچا سکیں گے۔"

"جج.... جی کوئی بات نہیں۔"

"تو پھر چلئے....؟"

وہ پھر چلنے لگے.... انہوں نے ٹارچ روشن کر رکھی تھی.... لیڈی پرکاش ان کے پیچھے چل رہی تھی۔ ان میں سے ایک نے تجویز پیش کی کہ وہ آگے چلے تو بہتر ہے اس طرح انہیں روشنی دکھانے میں آسانی ہو گی۔

"لیکن اگر گوریلا....؟" لیڈی پرکاش نے جملہ پورا نہیں کیا۔

"اجی یقین کسے آیا ہے اس کہانی پر۔" دوسرے نے زہریلے لہجے میں کہا۔ یہ آواز لیڈی پرکاش کو شروع ہی سے زہر لگتی رہی تھی۔

"بیکار باتیں نہ کرو....!" اس کے ساتھی نے کہا۔

اب لیڈی پرکاش آگے چل رہی تھی۔ وہ دونوں پیچھے تھے اور وقتاً فوقتاً اسے راستے کے متعلق ہدایات بھی مل رہی تھیں۔

تقریباً پندرہ یا بیس منٹ چلتے رہنے کے بعد وہ میدان میں آ نکلے۔ یہاں جنگل گھنا نہیں تھا.... لیڈی پرکاش تھک گئی تھی.... اونچی نیچی چٹانوں کے درمیان چلتے رہنا پڑا تھا.... سانس

پھولنے لگی تھی۔

پھر وہ ایک ایسی جگہ پہنچ کر رک گئے تھے جہاں دو چھولداریاں نصب تھیں۔ ان کے اندر پٹرومیکس کی روشنی تھی۔

وہ ایک چھولداری میں آئے.... جہاں جیسے ہی اس نے انکی شکلیں دیکھیں ایک دم پھٹ پڑی۔

"اوہ تو تم ہو.... آوازیں بدل کر بولتے رہے تھے؟"

"ہاں محترمہ....!" فریدی نے بڑے ادب سے کہا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ اتنی شرافت سے کیوں پیش آرہے ہیں۔" کیپٹن حمید نے جھنجھلا کر کہا۔

ہر چند کہ انہوں نے میری جان لے لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن پھر بھی مجھے یہ تو سوچنا ہی پڑے گا کہ سر پرکاش کی بیوی ہیں۔ سر پرکاش سے میرے والد کے بڑے اچھے تعلقات تھے۔

"جہنم میں جھونکیئے.... اس سے تو تعلقات نہیں ہیں۔"

"تم دونوں عنقریب جہنم میں پہنچ جاؤ گے۔" لیڈی پرکاش دانت پیس کر بولی۔

"میں جانتا ہوں۔" فریدی مسکرایا۔ "ڈی۔ آئی۔ جی صاحب بذاتِ خود اس معاملے کی تفتیش فرما رہے ہیں.... اور لیڈی پرکاش! مجھے یقین ہے کہ اس سوئی کا زہر اس زہر سے مختلف نہ ہوگا جس نے دو ویٹروں کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔"

"میں نہیں جانتی.... تم کیا بکواس کر رہے ہو۔"

فریدی لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔ "اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"تم مجھے کہاں سے لائے ہو؟"

"میں تمہیں اپنے کیمپ میں لایا ہوں؟"

"میں سمجھ گئی.... یہ تمہاری حرکت تھی۔ تم نے اچھا نہیں کیا؟" لیڈی پرکاش آنکھیں نکال کر بولی۔

"اس سے بھی کیا فرق پڑے گا۔" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"مجھے اس فلم کا پرنٹ بھی مل گیا ہے جو میرے کیمرے سے نکالی گئی تھی۔"

"اوہ....!" وہ دانت پیس کر بولی۔ "تم چور بھی ہو۔"

"وہ تمہارے وینٹی بیگ میں تھی اور وینٹی بیگ اس وقت تمہارے ہاتھ میں تھا جب میرے گوریلے نے تم پر حملہ کیا تھا....؟ گوریلا پالو لیڈی پرکاش۔ چمپینزی تو بڑا حقیر سا جانور ہے۔"

"تم نے اسے بھی مار ڈالا.... درندے۔" وہ روہانسی آواز میں چیخی۔

"نہیں مطمئن رہو.... وہ صرف بیہوش تھا۔"

"مجھے بھی کچھ بولنے دیجئے یا آپ ہی بولے چلے جائیں گے۔" حمید نے کہا اور فریدی مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

لیڈی پرکاش حمید کو کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگی تھی۔

"ہم وہ ریل پروجیکٹر پر چلا کر دیکھ چکے ہیں۔" حمید نے کہا۔ "اور اب تم ہمیں بتاؤ گی کہ ان اشاروں کا مطلب کیا ہے۔"

"شٹ اپ....!"

"خیر.... خیر....!" حمید نے اس طرح کہا جیسے لیڈی پرکاش نے صرف اختلاف رائے کیا ہو.... پھر اٹھتا ہوا بولا۔ "میں اسے آزاد کرنے جا رہا ہوں وہ تمہاری بو پا کر سیدھا ادھر ہی آئے گا۔"

وہ چھولداری سے باہر نکل آیا۔ فریدی اور لیڈی پرکاش خاموشی سے ایک دوسرے کو گھورتے رہے۔ لیڈی پرکاش جھلاہٹ میں کبھی بغلیں جھانکنے لگتی۔

کچھ دیر بعد گوریلے کا شور سنائی دیا اور لیڈی پرکاش کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں.... پھر گوریلے کا چہرہ روشنی میں آیا اور لیڈی پرکاش چیخ مار کر فریدی کے پیچھے چھپنے لگی۔ وہ برابر چیخے جا رہی تھی۔ "بچاؤ.... بچاؤ۔" گوریلا ایک جگہ کھڑا چیختا اور اچھلتا کودتا رہا۔

پھر لیڈی پرکاش کو اندازہ نہ ہو سکا کہ وہ کتنی دیر بعد گری تھی اور بے ہوش ہو گئی تھی۔

واپسی

محکمہ سراغ رسانی کا ڈی۔ آئی۔ جی۔ جوزف پیٹر نہ صرف اصلاً بلکہ معنوی اعتبار سے بھی یہودی ہی تھا۔ اول درجے کا کینہ توز اور ظالم۔ حال ہی میں کسی دوسرے علاقے سے تبدیل ہو کر

یہاں آیا تھا۔ محض شبے کی بناء پر لوگوں کو ایسی اذیتیں دیتا تھا جیسے نازیوں نے یہودیوں یا فرانسیسی گسٹاپو نے حریت پسند الجزائریوں کو بھی نہ دی ہوں گی۔ محکمے میں سب سے زیادہ فریدی سے خار کھاتا تھا۔ اگر فریدی کی پوزیشن مضبوط نہ ہوتی تو شاید اب تک اس کا تبادلہ ہی کرا چکا ہوتا۔

لیڈی پرکاش کی رپورٹ ملتے ہی فریدی کے خلاف پوری طرح حرکت میں آ گیا۔ فریدی کے دونوں ماتحتوں امر سنگھ اور رمیش کو بلا کر پوچھ گچھ کی۔ ان کے لاعلمی ظاہر کرنے پر اس طرح گرجتا برستا رہا جیسے وہ جھوٹ بول رہے ہوں۔ پھر فریدی کی کوٹھی کی نگرانی کے احکامات جاری کئے۔ شہر کے سارے تھانوں کو آگاہ کیا گیا کہ فریدی پر نظر رکھی جائے۔ فریدی کے خلاف شہر کے چار ذی عزت آدمیوں نے شہادت دی تھی۔ وہی لوگ تھے جنہوں نے فریدی کا تعاقب کیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ فریدی ان میں سے ایک آدمی کو زبردستی باندھ لے گیا تھا۔ لیکن وہ اس آدمی کا نام نہ بتا سکے۔ ان کے لئے اجنبی تھا۔ محض اس لئے ساتھ ہو گیا تھا کہ ان نامعقول آدمیوں کو پکڑنے میں انہیں مدد دے سکے۔ انہوں نے اس واقعہ کا تذکرہ قطعی نہیں کیا تھا کہ اس آدمی نے فریدی پر ریوالور تان لیا تھا.... ہو سکتا ہے لیڈی پرکاش نے انہیں ایسا کوئی بیان دینے سے باز رکھا ہو۔

بہر حال اب ڈی۔ آئی۔ جی پیٹر آئی جی کے آفس میں اس کی آمد کا منتظر تھا۔

وہ آیا اور اس سے وہاں اس کی موجودگی کے متعلق استفسار کیا۔

”یہ فریدی سخت تکلیف دہ ہوتا جا رہا ہے۔“ ڈی۔ آئی۔ جی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

”کیوں؟ کیا بات ہے۔“

ڈی۔ آئی۔ جی غصیلے لہجے میں لیڈی پرکاش کی کہانی دہرانے لگا۔

بات ختم ہونے پر آئی۔ جی کافی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

”میں نہیں سمجھ سکتا.... کیا معاملہ ہے۔“

”معاملہ صاف ظاہر ہے۔ تجرد کی زندگی بعض اوقات ایسے ہی راستوں پر لے جاتی ہے۔“

آئی جی حقارت آمیز انداز میں ہنس کر بولا۔ ”تم نے فریدی کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔“

”پھر آخر لیڈی پرکاش کی رپورٹ پر کیا ایکشن کیا جائے۔“ اس نے سخت نامعقول قسم کے لہجے میں پوچھا۔

گوری چمڑی والا ہونے کی بناء پر وہ دیسی آفیسروں سے بھی بعض اوقات بڑا حقارت آمیز برتاؤ کر بیٹھتا تھا۔ اور وہ عموماً طرح دے جاتے تھے۔

ہوسکتا ہے اس کی وجہ ڈیڑھ صد سالہ غلامی کا پیدا کردہ احساس کمتری ہی رہا ہو۔ بہر حال آئی جی اس کے لہجے کو نظر انداز کرتا ہوا بولا۔ "ایکشن تو لینا ہی پڑے گا اور اس کا فیصلہ عدالت کرے گی کہ کون کس پوزیشن میں تھا۔ ویسے میں لیڈی پرکاش کو اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھا....؟"

"وہ حقیقتاً کوئی اچھی عورت تو نہیں۔"

"عینی شاہد موجود ہیں جناب۔"

"کیا دیکھا تھا انہوں نے۔"

وہ گاڑی میں بیٹھی چیخ رہی تھی.... اور فریدی نے دروازہ کھول کر اسے دھکا دے دیا تھا۔

"مجھے حیرت ہے مسٹر جوزف پیٹر.... اگر فریدی لیڈی پرکاش کے بیان کے مطابق اسے زبردستی کہیں لے جانا چاہتا تھا تو پھر اس طرح دھکیل کر کیوں چلا گیا۔"

"اس خیال سے کہ اتنے آدمیوں کی موجودگی میں اسے لے جانے میں کامیاب نہ ہوسکے گا۔"

"حالانکہ وہ ان میں سے ایک مرد کو زبردستی باندھ لے گیا۔" آئی۔ جی مسکرایا۔

"اس وقت وہاں صرف پانچ آدمی تھے۔"

"اچھا یہ تو سوچو.... کہ وہ اسے ساحل پر کیوں لے گیا تھا؟ کیا ان آدمیوں کو تعاقب کی دعوت دینے۔ کہیں لے جانا مقصود ہوتا تو وہیں اس کے ہٹ سے لے جاتا۔ کیونکہ ساحل کے آگے تو سمندر ہی ہے۔"

"جناب وہ تو سب ٹھیک ہے.... لیکن رپورٹ....؟"

"میں کہہ تو رہا ہوں کہ ایکشن لو.... اتنی باتیں صرف اس لئے کر ڈالیں کہ اس کا تجرد بدنام نہ ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ وارنٹ ایشو کرادوں۔"

"اتنی جلدی....!" آئی جی مسکرا کر بولا۔ "نہیں یہ ناممکن ہے۔ اگر وہ دو دن کے اندر رپورٹ نہ دے تو یہ بھی کر گزرنا۔"

"لیڈی پرکاش بہت بارسوخ ہے.... کہیں ایسا نہ ہو کہ اوپر سے احکامات آجائیں۔"

"میں اپنے فرائض سے بخوبی واقف ہوں۔" آئی جی نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

ڈی۔ آئی۔جی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اٹھ گیا۔

❁

لیڈی پرکاش پیال کے بستر پر پڑی تھی۔ آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔ فریدی حمید سے کہہ رہا تھا۔"تم گدھے ہو۔اس کی کیا ضرورت تھی۔"

"ابھی نہیں.... ذرا اسے ہوش آنے دیجئے تو پھر اس کی اہمیت بھی آپ کی سمجھ میں آجائے گی۔" حمید پائپ میں تمباکو بھرتا ہوا بولا۔

فریدی تشویش کن نظروں سے بے ہوش عورت کی طرف دیکھتا رہا۔دفعتاً حمید ہنسنے لگا۔

"خاموش رہو۔"

"اب یہ کبھی ہوش میں نہیں آئے گی۔" حمید نے کہا۔

"کیا مطلب....!"

"جب ہوش ہی میں نہ آئے گی تو پھر اسے خوبصورت کیوں رہنے دیا جائے۔"

"بکواس مت کرو۔"

"میں اس کے گھنگھریالے بالوں پر قینچی کیوں نہ چلادوں۔"

پھر فریدی کچھ سوچتا ہوا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا۔

"گڈ....!" حمید چہک کر بولا۔"میں قینچی لینے جارہا ہوں۔"

وہ ابھی واپس نہیں آیا تھا کہ لیڈی پرکاش کے جسم میں حرکت ہوئی اور پھر اس کی واپسی سے پہلے ہی وہ اٹھ بھی گئی تھی۔

حمید چھولداری میں داخل ہوا تو وہ فریدی کو گھورے جارہی تھی اور فریدی کینواس کے فولڈنگ اسٹول پر بیٹھا کوئی کتاب دیکھ رہا تھا۔

حمید دونوں کے درمیان رک کر انگلی میں قینچی نچانے لگا۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔"لیڈی پرکاش کرنل فریدی تمہاری بہت عزت کرتے ہیں کیونکہ تم ان کے والد کے دوست کی بیوی ہو اور مجھے اپنے والد کی نالائقی پر سخت افسوس ہے کہ وہ کوئی

ایسا دوست پیدا نہ کر سکے! نہ کر سکے.... نہ کر سکے.... اوہ میں کیا کہہ رہا تھا۔"

فریدی نے حمید کو گھور کر دیکھا اور اسی طرح غصیلی نظروں سے گھورتا ہوا چھولداری سے باہر چلا گیا۔ حمید نے طویل سانس لے کر کہا۔ "عقل مند آدمی معلوم ہوتے ہیں آپ۔"

اور لیڈی پرکاش کو مخاطب کر کے بولا۔ "یہ قینچی میں اس لئے لایا تھا کہ تمہارے سر کے بال صاف کردوں۔"

"میں تم سبھوں کو سمجھوں گی۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

"پھر بہکنے لگیں.... کیا گوریلے کو پھر تکلیف دینی پڑے گی۔"

"کیوں پیچھے پڑے ہو میرے۔" وہ روہانسی آواز میں چیخی۔

"میں بے حد سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں لیڈی پرکاش کہ تم سے ایسے حالات میں ملاقات ہوئی ورنہ.... ورنہ تم دیکھتیں۔"

"کیا دیکھتی۔"

"تمہاری آنکھیں.... مجھے ایسا لگتا ہے.... جیسے ان آنکھوں کو بارہا خواب میں دیکھا ہو۔"

"مجھے کیوں پریشان کیا جارہا ہے۔"

دفعتاً حمید نے چاروں طرف دیکھ کر ہونٹوں پر انگلی رکھ لی۔

لیڈی پرکاش متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکا رہی تھی۔

پھر حمید نے بلند آواز میں کہنا شروع کیا۔ "تمہیں بتانا ہی پڑے گا لیڈی پرکاش.... کرنل ریدی کو مجرموں پر قطعی رحم نہیں آتا۔"

"مم.... میں کچھ نہیں جانتی۔"

"تم جانتی ہو لیڈی پرکاش....!" حمید نے گرج کر کہا اور پھر مسکرا کر آنکھ ماری اور چھولداری کے در کی طرف دیکھنے لگا۔

لیڈی پرکاش کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی الجھن میں ہی پڑ گئی ہو۔

"کیا تم نے سنا نہیں....!" وہ پھر غرایا۔

"میں کہتی ہوں تمہیں پچھتانا پڑے گا۔"

"اچھی بات ہے.... میں پھر جارہا ہوں.... وہ گوریلا ہی تمہیں راہِ راست پر لائے گا۔"

وہ ابھی کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ فریدی چھولداری میں داخل ہوا۔ "لیڈی پرکاش" اس نے نرم لہجے میں کہا۔ "کیا تم دوسری چھولداری تک چل سکو گی۔"

حمید نے فریدی کی نظر بچا کر لیڈی پرکاش کو آنکھ ماری اور سر کو اس طرح جنبش دی جیسے اس سے انکار کرادینا چاہتا ہو۔ لیڈی پرکاش نے تذبذب کے ساتھ کہا۔ "میں کہیں نہ جاؤں گی۔"

فریدی پلکیں جھپکائے بغیر اُسے گھورتا رہا پھر سرد لہجے میں بولا۔ "میں تمہیں وہ فلم دکھانا چاہتا ہوں.... تم مجھے ان اشاروں کا مطلب بتاؤ گی۔"

چند لمحے خاموش رہ کر دفعتاً گرجدار آواز میں بولا۔ "اٹھو....!"

شاید اسے لہجے کا جھٹکا ہی کہیں گے جس نے لیڈی پرکاش کو پیال کے بستر سے اٹھادیا تھا۔

فریدی نے چھولداری کے در کی طرف اشارہ کیا اور لیڈی پرکاش چپ چاپ آگے بڑھ گئی۔

فریدی اس کے پیچھے تھا۔ حمید بھی بالآخر اٹھ کر ساتھ ہولیا۔

وہ دوسری چھولداری میں آئے۔ یہاں سامنے ایک سفید چادر تنی ہوئی تھی اور اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹری سے چلنے والا ایک چھوٹا سا پروجیکٹر رکھا ہوا تھا۔ فریدی نے حمید سے کہا کہ وہ پٹرومیکس لیمپ دوسری چھولداری میں پہنچا کر خود واپس آجائے۔

حمید واپس پہنچا تو فریدی پروجیکٹر اسٹارٹ کرچکا تھا.... پردے پر ایک آدمی نظر آیا جو اپنے ہاتھوں کو متواتر جنبش دے رہا تھا.... پھر ایک دوسرا چہرہ نظر آیا.... یہاں بھی ہاتھوں کی ورزش نظر آئی.... کئی چہرے گزر گئے اور بالآخر چادر پر صرف روشنی کا مستطیل باقی رہ گیا۔

"کیا خیال ہے لیڈی پرکاش....!" حمید نے فریدی کی آواز سنی۔

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم پر کس قسم کی دیوانگی کا دورہ پڑا ہے۔"

"لیڈی پرکاش یہ فلم تمہارے وینٹی بیگ سے برآمد ہوئی تھی اور لیڈی پرکاش یہ تصاویر میں نے ہی لی تھیں۔"

"میں نہیں جانتی کہ اس کا مالک کون ہے.... مجھے یہ بیچ پر ایک جگہ پڑی ملی تھی۔"

"بہت خوب....!" فریدی کا ہلکا سا قہقہہ چھولداری میں گونجا۔

دفعتاً فریدی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "آپ یقیناً کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔"

"کیا مطلب....؟"

"ٹھہریئے.... میں پہلے پٹر و میکس لاؤں؟ ورنہ ہو سکتا ہے اندھیرے میں مزید کسی غلط فہمی کے امکانات پیدا ہو جائیں۔"

وہ اٹھ کر واپس چھولداری میں آیا اور پیٹر و میکس اٹھا کر وہیں جا پہنچا۔ لیڈی پرکاش کے چہرے پر زردی تھی۔

"میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر غلط اقدام کر بیٹھے ہیں۔" اس نے فریدی کو مخاطب کر کے کہا۔

"فضول باتیں نہ کرو.... آخر وہ زہریلی سوئی تمہارے ذہن سے کیوں نکل جاتی ہے۔"

"اسے بھی غلط فہمی ہی کہیں گے اگر خلال کو زہریلی سوئی سمجھ بیٹھیں۔"

"خیر ختم کرو....!" فریدی سنجیدگی سے بولا۔ "ہو سکتا ہے غلط فہمی ہی ہو.... لیکن کیوں نہ میں اپنی یہ غلط فہمی رفع کرنے کی کوشش کروں۔"

"ضرور کیجئے.... کیوں لیڈی پرکاش....!" لیڈی پرکاش حمید کی طرف صرف دیکھ کر رہ گئی بولی نہیں۔

فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "میں یہ سوئی لیڈی پرکاش کے بازو میں چبھو کر دیکھوں گا۔"

"نہیں...." وہ ہذیانی آواز میں چیخی اور اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔

"ناممکن ہے لیڈی پرکاش! میں اپنی غلط فہمی رفع کروں گا۔" فریدی آگے بڑھتا ہوا غرایا۔

"ارے بچاؤ.... بچاؤ....!" وہ پاگلوں کی طرح چیخے جا رہی تھی۔

"یہ کرنل فریدی ہیں....!" حمید نے بوکھلائے ہوئے انداز کی اداکاری کی "غور سے دیکھو.... گوریلا نہیں ہے.... گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔"

"ارے.... میں مر جاؤں گی۔"

"اوہ.... اُف فوہ.... تو ٹھہریئے جناب۔" حمید آگے بڑھتا ہوا بولا۔

فریدی رک کر غصیلے لہجے میں بولا۔ "تم دخل اندازی مت کرو؟"

"کمال ہے.... ارے تسلیم تو کر لیا بیچاری نے کہ سوئی زہریلی ہے۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ میں خاموش رہ جاؤں۔"

"بالکل....!"

"اور اگر یہ کامیاب ہو گئی ہوتیں تو.... پھر یہ اتنا بھرپور "بالکل" کس کی زبان سے ادا ہوتا۔"

حمید خاموش ہو گیا.... لیڈی پرکاش گھٹنوں میں سر دیئے روئے جا رہی تھی۔

"لیڈی پرکاش....!" فریدی کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ "ہو سکتا ہے تم اس فلم پر کوئی روشنی نہ ڈال سکو لیکن کیا یہ بھی نہیں جانتیں کہ ان ساری حرکتوں کی پشت پر کون ہے۔"

لیڈی پرکاش کچھ نہ بولی۔ گھٹنوں سے سر بھی نہیں اٹھایا.... حمید نے فریدی کو اشارہ کیا کہ وہ چھولداری سے چلا جائے۔

"میں تمہیں صرف آدھے گھنٹے کی مہلت اور دے سکتا ہوں.... اس کے بعد جو کچھ بھی ہوگا تم خود ہی دیکھ لو گی...." فریدی کہتا ہوا چھولداری سے چلا گیا۔

حمید لیڈی پرکاش کے قریب پہنچا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار سے بولا۔

"بس اب چپ رہو.... میں سب کچھ ٹھیک کر لوں گا۔"

"تم دونوں درندے ہو.... تمہیں مجھ پر رحم نہیں آتا۔ ایک عورت پر۔" وہ سر اٹھا کر عجیب سے لہجہ میں بولی.... اور پھر "غم و غصہ" والی ترکیب پوری طرح سمجھ میں آگئی۔ ورنہ وہ اس اخباری ترکیب پر ہمیشہ ہنستا رہتا تھا۔ کیونکہ اس کی دانست میں انسانی ذہن بیک وقت صرف ایک ہی جذبے کا متحمل ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس نے پھر نرم لہجے میں کہا۔ "تم خود سوچو لیڈی پرکاش کہ سچویشن کیا ہے۔ تم نے کرنل کی جان لینے کی کوشش کی تھی۔ میں ہوتا تو خیر کوئی بات نہ تھی۔ کیونکہ میں پیدا ہی اس لئے ہوا ہوں کہ خوبصورت عورتوں پر مرتا رہوں.... ایک کے ہاتھ سے سچ مچ ہی مر جاتا تو کیا فرق پڑتا۔"

"میرا مضحکہ اڑا رہے ہو۔"

"لیڈی پرکاش.... لیڈی پرکاش! سمجھنے کی کوشش کرو.... مجھے شروع ہی سے تم سے ہمدردی رہی ہے۔"

لیڈی پرکاش کچھ نہ بولی۔ لیکن اب وہ رو نہیں رہی تھی۔

"اچھا ایک بات بتاؤ۔" حمید نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "کیا تم نے اس آدمی کو بتا دیا تھا کہ کرنل تم سے سوئی چھین لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔"

"نہیں....؟"

"کیوں نہیں بتایا تھا۔"

"اس صورت میں خود میری زندگی خطرے میں پڑ جاتی۔"

"ہوں....!" حمید کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "پھر تم نے اسے کیا بتایا تھا۔"

"یہی کہ فریدی میرے آرٹسٹ دوست کا تعاقب کرتا ہوا میرے ہٹ تک آیا تھا میں نے سوچا کہ اس کی غلط فہمی رفع کرنے کی کوشش کروں۔ میں اس کی گاڑی میں بیٹھ کر ساحل تک گئی.... وہاں نہ جانے کیوں مجھے گاڑی سے دھکیل دیا۔"

"اوہ تو کیا تمہیں اس کے لئے ہدایات نہیں ملی تھی۔"

"ہدایت تو تھی کہ جب بھی اور جیسے ہی موقع مل جائے تو فریدی کو ختم کر دے۔ وہ اس دھماکے سے بچ گیا تھا۔ اس لئے میں نے سوئی سے کام نکالنا چاہا۔"

"پھر اس سے تمہیں کیا ہدایت ملی۔"

"یہی کہ فریدی کے خلاف رپورٹ درج کرادوں کہ وہ مجھے زبردستی گاڑی میں ڈال کر لے جارہا تھا.... ساحل کے قریب مجمع دیکھ کر مجھے نیچے دھکیل گیا۔"

"اور تم نے رپورٹ درج کرادی۔"

"ہاں کئی آدمیوں کی شہادت سمیت۔"

"بہت عمدہ....!" حمید نے کہا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر لیڈی پرکاش خود ہی بولی۔ "یقین کرو.... فریدی نے مجھے جو فلم دکھائی تھی اس کے اشارے میں نہیں سمجھ سکی.... ہر آدمی کے اشارے الگ ہیں۔ میرے چارج میں جو لوگ ہیں ان کے اشارے میں سمجھ سکتی ہوں اور وہ میرے اشارے سمجھ سکتے ہیں۔"

"اوہو.... تو یہ گروہ مختلف ٹولیوں میں بٹا ہوا ہے۔"

"یہی بات ہے۔"

"اب یہ بھی بتادو کہ تمہیں کس سے احکامات ملتے ہیں۔"

"اسپرنگ نائٹ کلب کے میجر چوہان سے۔"

"تمہاری ٹولی کے ذمہ کون سا کام ہے۔"

"اعلیٰ سرکاری افسروں سے ربط وضبط بڑھانا۔"

"کس لئے....!"

"یہ مجھے آج تک نہیں معلوم ہو سکا۔"

"بھئی آخر ربط بڑھا کر کیا کرتی ہو۔"

"جو اسپرنگ نائٹ کلب کو قابل اعتناء نہیں سمجھتے انہیں وہاں تک پہنچانا میرا کام ہے۔"

"پھر کیا ہوتا ہے۔"

"اس کے بعد میں نہیں جانتی کہ کیا ہوتا ہے۔"

"لیڈی پرکاش! کیا میجر چوہان.... سر پرکاش سے زیادہ دولت مند ہے۔"

"نہیں کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں۔"

"کیا اس نے تمہیں بلیک میل کیا تھا۔"

"نہیں.... میں خود ہی وہاں جا پہنچی تھی۔"

"خیر میں تمہارے ان نجی معاملات میں دخل انداز نہیں ہونا چاہتا۔"

"میں تمہیں ضرور بتاؤں گی.... میں کلب کے پیانسٹ فرامرز کو چاہتی ہوں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔"

"اس کیفیت کی مدت کتنی ہوتی ہے۔"

"بہت سور ہو.... تم کیا جانو۔"

"صورت دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ عورت کا ٹائپ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم سال دو سال سے زیادہ کی بوریت ہرگز برداشت نہیں کر سکتیں۔"

"میں نے غلط کہا تھا.... اب میں اس کے بغیر بھی زندہ رہ سکتی ہوں۔" وہ بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔

"بہرحال تم اسی کے لئے وہاں تک پہنچی تھیں.... لیکن آخر تم نے اس حد تک جانا کیسے گوارا کر لیا۔"

"مجبوری....!"

"میری دلچسپی بڑھ رہی ہے لیڈی پرکاش! لہٰذا اس اجمال کی تفصیل بھی ہو جائے تو بہتر ہے۔"

"میں ہرگز نہیں بتاؤں گی.... سب کچھ تو بتا چکی.... اس سے تمہیں کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے اور سنو۔ تم لوگ مجھے جان سے تو مار سکتے ہو لیکن میرے خلاف کوئی قانونی کاروائی کر کے کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے۔ کیونکہ تم لوگوں کے خلاف میری رپورٹ پہلے ہی درج کی جا چکی ہے۔ میرا وکیل سرکاری وکیل کا ناطقہ بند کر دے گا۔"

"بالکل.... بالکل....!" حمید سر ہلا کر بولا۔ "پھر اب ہمیں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے۔"

"مجھ جیسی عورت کے شایان شان کوئی برتاؤ...." وہ آنکھیں کچھ اور نشیلی بنا کر مسکرائی۔

"ایک بات اور....!" حمید اس طرح چونک کر بولا جیسے کچھ یاد آگیا ہو۔ "تین متوازی لکیروں کو کاٹتی ہوئی چوتھی لکیر کیا معنی رکھتی ہے۔"

"اوہ.... بہت کچھ جانتے ہو۔" وہ ہنس پڑی۔ پھر کچھ دیر بعد بولی۔ "اس کا مطلب ہے وارننگ جب گروہ کے لئے کام کرنے والے آدمی سے کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو یہ نشان وارننگ کا کام دیتا ہے۔"

"بہت خوب....!" حمید نے پائپ سلگا کر ہلکا سا کش لیا۔ متواتر دو تین کش لینے کے بعد بولا۔

"مجھے اپنی وہ مجبوری ضرور بتاؤ۔"

"میں کہتی ہوں وہ قطعی میرا نجی معاملہ ہے۔"

دفعتاً فریدی چھولداری میں داخل ہو کر بولا۔ "ختم کرو.... واقعی یہ ان کا نجی معاملہ ہے۔ پہلے مجھے صرف شبہ تھا لیکن اب یقین ہو گیا ہے کہ اسپرنگ کلب سے ہیروئن تقسیم ہوتی ہے۔"

"نن.... نہیں.... یہ غلط ہے۔" لیڈی پرکاش ہکلائی۔

"انہیں ایگل بیچ چھوڑ آؤ....!" فریدی نے حمید سے کہا۔

"مم.... میری بات تو سنو....!"

"لیڈی پرکاش تمہیں ابھی واپس جانا ہوگا....!" فریدی نے کہا اور پھر چھولداری سے باہر چلا گیا۔

لیڈی پرکاش اپنے ہٹ میں پہنچ چکی تھی۔ حمید ہی اسے واپس لایا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ یڈی پرکاش بہت زیادہ مضمحل ہو گئی ہے۔ اس نے ہٹ میں پہنچ کر نہ اسے دھمکیاں دیں اور نہ اس

چمپینزی ہی کی خبر لی جس کے متعلق کیمپ میں بہت ہی بیتابانہ انداز میں پوچھ گچھ کی تھی۔ ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ کسی بہت تکلیف دہ خیال سے الجھ گئی ہو دفعتاً اس نے کہا۔ ”کرنل فریدی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اسپرنگ نائٹ کلب میں ہیروئن نہیں ملتی۔“

”کہاں کی باتیں لے بیٹھیں۔ میں اس سے دور بھاگتا ہوں....!“ حمید نے کہا لیکن وہ سوچ رہا تھا اس عورت کو اس کی قطعی پرواہ نہیں ہے کہ اس اعتراف کے بعد اس کا کیا حشر ہوگا۔ صفائی پیش کرنے بیٹھی ہے۔ اسپرنگ نائٹ کلب کے مالک کی وہ بھی اس سلسلے میں کہ وہ ہیروئن کی ناجائز تجارت نہیں کرتا۔

”اچھا اب میں چلا۔“ حمید اٹھتا ہوا بولا۔ ”تمہارا چمپینزی دوسرے کمرے میں آرام کررہا ہوگا۔“

”میری بات سنو۔“ لیڈی پرکاش نے ہاتھ اٹھا کر مضطربانہ انداز میں کہا۔ ”آخر فریدی نے مجھے اس طرح کیوں چھوڑ دیا۔ میں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دینے کی کوشش کی تھی۔“

”وہ حضرت اچھی طرح جانتے ہیں کہ تمہاری رپورٹ کے بعد تمہارے خلاف کوئی کاروائی کرکے کامیاب نہیں ہوسکیں گے وہ ایک بات، کیا تمہاری رپورٹ میں میرا نام بھی موجود ہے۔“

”نہیں....!“

”یہ اچھی بات ہے۔“ حمید نے طویل سانس لی۔

”میں یہ رپورٹ بھی واپس لے لوں گی۔“

”احمقانہ خیال ہے۔ وہ لوگ تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے؟“

”پھر میں کیا کروں؟“

”بچت کی صورت یہی ہے کہ اب ہمارے لئے بھی کام کرو۔ اگر کرنل اس کیس میں کامیاب ہوگئے تو تم وعدہ معاف گواہ بنائی جاؤ گی۔“

”لیکن میں تم لوگوں کے لئے کیا کروں گی۔“

”یہ وقت آنے پر بتا دیا جائے گا۔ فی الحال ہمارے خلاف ان کی سکیموں سے ہمیں باخبر رکھو....اور لیڈی پرکاش....!“ حمید کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

”ہاں....ہاں کہو۔“

”یہاں سے واپس جانے کو جی نہیں چاہتا۔“ حمید نے اِدھر اُدھر دیکھ کر آہستہ سے کہا۔

"ہوں....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"مم مطلب یہ کہ یہ عمارت مجھے بہت پسند ہے۔"

"اگر مجھ سے کام لینا چاہتے ہو تو مناسب یہی ہوگا کہ پھر کبھی یہاں نہ دکھائی دو۔"

"اچھی بات ہے۔" حمید ٹھنڈی سانس لے کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

اسپرنگ نائٹ کلب صرف ممبروں کے لئے مخصوص تھا۔ غیر ممبر اسی صورت میں داخل ہو سکتے تھے جب وہ کسی ممبر کے ساتھ ہوں۔

کلب کا مالک ایک ریٹائرڈ فوجی میجر چوہان تھا۔ اس کے بے تکلف دوست اسے اکثر بیروں کی فوج کا میجر کہہ کر پکارتے تھے۔ بات بھی کچھ ایسی ہی تھی کہ پھبتی فٹ بیٹھتی تھی۔ وہ روزانہ طلوع آفتاب سے قبل عمارت کی کمپاؤنڈ میں بیروں کو پریڈ کراتا تھا۔ خالص فوجی انداز میں کاشن دیتا.... اور انہیں اس بُری طرح تھکا مارتا کہ وہ اکثر اس کی موت کی دعائیں مانگنے لگتے تھے.... ملازمت اس لئے نہیں چھوڑ سکتے تھے کہ وہ پانچ سال سے کم کے اگریمنٹ پر ملازم رکھتا ہی نہ تھا۔ پھر بھی دوسرے ہوٹلوں اور کلبوں کے بیرے اسپرنگ نائٹ کلب سے منسلک ہونے کو پیشے کی معراج سمجھتے تھے کیونکہ یہاں بہت بھاری ٹپ ملتی تھی۔ پیسہ پانی کی طرح بہتا تھا۔ متوسط طبقے کے افراد تو اس کے تصور سے بھی دور تھے۔

میجر چوہان دراز قد اور بھاری بھر کم آدمی تھا۔ عمر پچاس اور ساٹھ کے درمیان رہی ہوگی۔ لیکن چالیس سے زیادہ کا ہرگز نہیں معلوم ہوتا تھا۔ آواز کرخت اور گونجیلی تھی۔ نرم لہجے میں بھی گفتگو کرتا تو ایسا لگتا جیسے اپنے کسی ماتحت کا کورٹ مارشل کر رہا ہو.... عورتیں اس سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتی تھیں۔

اس وقت بھی ایک شامت زدہ اس کے آفس میں کھڑی بُری طرح کانپ رہی تھی۔ وہ ایک لمبی چوڑی میز کے پیچھے اسے اس طرح گھور رہا تھا جیسے اب اٹھ کر تھپڑ ہی مار دے گا۔

یہ کلب کی ڈانسر میمی سنگانو تھی۔

"تم کتیا ہو....!" دفعتاً وہ دہاڑا۔

"لل.... لیکن میجر.... میرا اس میں کیا قصور تھا۔"

"تم نے ڈائریکٹر جنرل کا ہاتھ کیوں جھٹک دیا تھا....؟ بولو.... بکو جلدی سے۔"

"وہ نشے میں دھت تھے.... میجر....!"

"اچھا تو پھر....؟" اس نے غرا کر آنکھیں نکالیں۔

"میں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کی تنخواہ پاتی ہوں.... ہمارے معاہدے میں جسم کا بیوپار شامل نہیں تھا۔"

"شٹ اپ....!" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا.... "تمہارا مصرف ہی کیا ہے۔ سور کی بچی۔ کیا تم اپنے نیم برہنہ جسم کو اس لئے لچکاتی اور تھرکاتی ہو کہ دیکھنے والوں کا نروان ہو جائے یا وہ اپنے خدا سے جاملیں۔"

"مم.... میں اسے برداشت نہیں کر سکتی۔" وہ اپنے بال نوچتی ہوئی بولی۔

"تمہیں کرنا پڑے گا.... پانچ سال کا اگریمنٹ ہے۔ میں تمہیں جہنم میں پہنچا دوں گا سمجھیں۔"

"میں اٹلی کی شہریت رکھتی ہوں.... تمہارے ملک کا قانون....!"

"بکواس بند.... میں خود ہی ملک کا قانون ہوں....!"

"میں.... میں....!"

"یہ ناممکن ہے۔"

"ڈس مس!" وہ میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا.... اور گھنٹی بجانے ہی جارہا تھا کہ میمی اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں جارہی ہوں۔"

سب جانتے تھے کہ "ڈس مس" کہہ دینے کے بعد پھر وہ کچھ نہیں سنتا۔ اگر کوئی اس کے باوجود بھی کچھ کہنا چاہتا تھا تو اس کا بھاری بھرکم ہاتھ گھنٹی پر پڑتا تھا۔ اور ایک لحیم شحیم اردلی مخاطب کو دھکے مار کر آفس سے باہر کر دیتا تھا۔ خواہ وہ کوئی عورت ہی کیوں نہ ہو۔

میمی چلی گئی.... اور اردلی نے اندر داخل ہو کر کسی کا کارڈ پیش کیا۔

"ہام.... آنے دو....!" اس نے کارڈ پر نظر ڈال کر اردلی کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

کچھ دیر بعد لیڈی پرکاش اندر آئی۔

"کیوں....؟" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تک فریدی ہاتھ نہیں آیا۔"

"تمہیں اس کی فکر کیوں ہے۔"

"فکر کیوں ہے؟" لیڈی پرکاش متحیرانہ انداز میں بولی۔ "درجنوں شناسا موجود تھے جب اس نے مجھے گاڑی سے دھکیلا تھا۔"

"کیوں دھکیلا تھا....!"

"کیا میں جانتی ہوں؟"

"میں جواب کا منتظر ہوں۔"

"میرا خیال ہے راجیش کی وجہ سے اسے شبہ ہو گیا تھا کہ میں کسی فکر میں ہوں۔"

"پھر راجیش کا کیا ہونا چاہئے۔"

"مم.... میں کیا بتاؤں۔"

میجر چوہان نے میز کی دراز میں ہاتھ ڈال کر ایک کنجی نکالی اور اسے لیڈی پرکاش کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "کمرہ نمبر گیارہ میں جاؤ۔"

وہ کنجی سنبھالتی ہوئی اٹھی۔ لیکن پھر استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"ڈس مس....!" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر غرایا۔

وہ چپ چاپ کمرے سے نکلی چلی آئی۔ ڈائننگ ہال میں فلور شو ہو رہا تھا۔ ساری میزیں بھری ہوئی تھیں۔

وہ آرکسٹرا کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"فرامرز....!" اس نے پیانسٹ کو مخاطب کیا.... لیکن بلند آہنگ موسیقی نے اس کی آواز پیانسٹ تک نہ پہنچنے دی۔

بالآخر اس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا.... وہ مڑا.... اور اسے ایسی نظروں سے دیکھتا رہا جیسے متحیر بھی ہو اور غضبناک بھی۔

"راجیش آیا تھا....؟" لیڈی پرکاش نے جھک کر پوچھا۔

"میں کیا جانوں....!" خشک لہجے میں جواب ملا۔

"اوہ تو خفا کیوں ہوتے ہو۔"

"لیڈی پرکاش مجھ پر رحم کرو۔ زیادہ بیوقوف بننے کی سکت نہیں رکھتا۔"

"جہنم میں جاؤ....!" وہ آگے بڑھ گئی۔

اب وہ اوپری منزل پر جانے کیلئے زینے طے کر رہی تھی۔ کمرہ نمبر گیارہ پہلی ہی راہداری میں تھا۔ کمرے کا قفل کھول کر دروازے کو دھکا دیا۔ اندر اندھیرا تھا.... وہ جانتی تھی کہ سوئچ بورڈ دروازے کی بائیں جانب ہے۔ ٹٹول کر سوئچ آن کیا.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں آنکھیں اپنے حلقوں سے ابل پڑیں۔ سامنے فرش پر راجیش چت پڑا تھا.... اور اس کی آنتیں پیٹ سے باہر نکلی ہوئی تھیں.... فرش پر خون پھیلا ہوا تھا۔

لیڈی پرکاش چکرائی اور ڈھیر ہو جانے کے قریب تھی کہ کسی نے بازوؤں سے سنبھال لیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ میجر چوہان کی خوفناک آنکھیں اس کی آنکھوں میں جھانک رہی تھیں۔

"میجر.... میجر....!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"اب اپنے پیروں پر کھڑی ہو جاؤ۔" وہ اسے الگ ہٹاتا ہوا بولا۔

"یہ کیا ہے.... یہ کیوں ہوا....؟"

"حماقت کا انعام....!" میجر نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔ "وہ لوگ جو سراغ رسانوں کی نظر میں آجائیں انہیں اس سے کم کی توقع نہ رکھنی چاہئے۔"

"تو پھر مجھے بھی مار ڈالو....!" وہ ہذیانی انداز میں بولی۔

"کیوں.... تمہیں کیوں؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"کیونکہ وہ میرا دوست تھا.... فریدی اچھی طرح جانتا ہے۔"

"یہ ضروری نہیں ہے کہ تم بھی اس کے معاملات میں شریک ہو۔"

"کیا میں نہیں ہوں۔"

"اس حد تک نہیں جس حد تک وہ تھا؟" میجر چوہان نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آف کر دیا۔

لیڈی پرکاش کی کپکپاتی ہوئی آواز اندھیرے میں گونجی.... "یہاں ایک لاش ہے میجر۔"

"لاش پر بیٹھ کر گنگنانا میرا محبوب مشغلہ ہے۔" جواب ملا۔

قاسم نے گھر سے بھاگ کر ایگل بیچ میں پناہ لی تھی۔ اس کا مشورہ حمید ہی نے دیا تھا.... لیکن

قاسم سوچ رہا تھا کہ آخر وہ خود کہاں غائب ہو گیا.... بھلا "حمید بھائی" کے بغیر تفریح کہاں۔

اس وقت رات کے دو بجے تھے اور وہ نیچ ہوٹل میں تنہا بیٹھا جھک مار رہا تھا۔ کبھی بال روم کی گیلری میں جا بیٹھتا اور کبھی ڈائننگ ہال میں نظر آتا۔

ہو سکتا ہے وہ پیشہ ور "شریف لڑکی" اسے دیر سے تاڑ رہی ہو.... اس بار اس نے اسے بال روم میں جالیا۔

قاسم گیلری میں بیٹھا اس طرح پہلو بدل رہا تھا جیسے کرسی میں کھٹمل ہوں۔ دفعتاً وہ اتنی قریب آگئی کہ قاسم بوکھلا کر پیچھے ہٹنے کی کوشش میں کرسی سمیت الٹتے الٹتے بچا۔

"میں کچھ دیر آپ کے پاس بیٹھنا چاہتی ہوں۔" اس نے کہا تھا۔

"جیع....!" قاسم نے آنکھیں نکالیں.... اور بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"میں یہاں بیٹھنا چاہتی ہوں....!" وہ ایک کرسی کھینچ کر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"باٹھئے.... باٹھئے....!" قاسم نے ہانپتے ہوئے کہا اور خود آگے بڑھ گیا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں۔"

"جج.... جی....!" وہ یک لخت رک گیا لیکن اس کی طرف مڑا نہیں۔

وہ خود ہی اٹھ کر اس کے پاس جا پہنچی۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا.... تنہا نہیں بیٹھنا چاہتی تھی۔"

قاسم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُس کا جائزہ لیتا رہا.... دبلی پتلی خوب صورت سی لڑکی تھی۔ چہرے میں ہونٹ بہت نمایاں تھے۔ آنکھیں بڑی نہ ہونے کے باوجود بھی دلکش تھیں۔

"پھپھ.... پھر.... قیا بات ہے۔"

"آپ حیرت انگیز طور پر کھاتے ہیں! میں دیر سے دیکھ رہی تھی۔"

"ہاہاہا.... اور خاؤں۔" قاسم نے بڑے خلوص سے پوچھا۔

"بہت دلچسپ معلوم ہوتے ہیں آپ.... آیئے بیٹھئے کچھ دیر۔"

"آپ کے ساتھ کون ہے؟"

"میرے ساتھ....؟ کوئی بھی نہیں....!"

"اچھا.... اچھا.... بیٹھئے....!"

دونوں پھر آ بیٹھے.... لڑکی نے طویل سانس لے کر کہا۔ ”آپ کیا پیتے ہیں میں تو شیری پیتی ہوں۔“

”منگواؤں....؟“ قاسم نے خوش ہو کر پوچھا۔

”آپ کی مرضی....!“

قاسم نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر کہا۔ ”شاعری لاؤ۔“

”شاعری نہیں شیری۔“ لڑکی ہنس پڑی.... اور قاسم سے بولی۔ ”کیا آپ بھی شیری ہی پئیں گے۔“

”نن.... نہیں.... میں تو نہیں پیتا۔“

”ٹافیاں کھاؤ گے؟“

”ہی ہی.... جرور.... جرور....!“

ویٹر مسکراتا ہوا رخصت ہو گیا۔

”یہاں کیا رکھا ہے....“ لڑکی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ ”دلچسپیاں تو اسپرنگ نائٹ کلب میں جنم لیتی ہیں۔“

”بیچ چلئے.... وہیں چلئے۔“ قاسم اسے میٹھی نظروں سے دیکھتا ہوا مسکرایا۔

”اور یہ شیری جو منگوائی ہے۔“

”اپنے ساتھ لیتی چلئے۔“

”کیا آپ یہیں کہیں بیچ ہی پر رہتے ہیں۔“

”ہاں.... ہاں.... میرا ہٹ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے....!“

”وہاں.... اور کون ہے؟“

”قوئی نہیں.... کوئی بھی نہیں۔“

”تو پھر وہیں کیوں نہ چلیں....!“

”وہاں....!“ قاسم کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”وہاں.... یعنی کہ وہاں.... وہاں تو صرف ہم دونوں ہی ہوں گے.... یعنی کہ مطلب یہ کہ کسی اور کو بھی ساتھ لیتی چلئے۔“

”کسی اور کو بھی؟ کیوں؟“

"جی بس یونہی.... مطلب یہ کہ.... بالکل تنہائی ہو گی نا....!" قاسم تھوک نگل کر بولا۔

"تو پھر اس سے کیا....!"

"وہ میرا.... مطلب یہ تھا کہ.... اگر یعنی.... مگر....!"

"یہ کیا اگر مگر لگا رکھی ہے آپ نے....!"

"جی کچھ نہیں.... میری عقل خبط ہو گئی ہے۔" قاسم نے باقاعدہ طور پر ہانپنا شروع کر دیا تھا۔ اتنے میں ویٹر شیری لایا۔

"نہیں بوتل کھولنا نہیں۔" لڑکی بولی۔ "ہم ساتھ لے جائیں گے.... بل لاؤ۔"

بل کی ادائیگی کے بعد وہ دونوں اٹھ گئے۔ باہر قاسم کی بیوک موجود تھی۔

ہٹ یہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ قاسم نے گاڑی روک کر کھڑکیوں کو حیرت سے دیکھا جن کے شیشے روشن تھے۔ وہ تو لائٹ آف کر کے گیا تھا۔

گاڑی رکنے پر چوکیدار دروازہ کھولنے دوڑا تھا۔

"ابے یہ بجلی کیوں جلائی ہے۔" قاسم نے پوچھا۔

"جی وہ ایک صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"قون صاحب......؟"

"جی میں نام بھول گیا۔"

"اچھا تو نام پوچھ کر آ....!"

"ارے ارے....!" لڑکی بولی۔ "گھر بیٹھے ہوئے آدمی کا نام پوچھوا رہے ہیں۔ آپ خود ہی چل کر دیکھ لیجئے نا....!"

"اوہ.... لاحول ولا قوۃ.... ٹھہر جاؤ.... میں خود پوچھ لوں گا۔"

لڑکی ہنستی ہوئی گاڑی سے اُتر گئی۔ وہ دونوں ہٹ میں داخل ہوئے اور انتظار کرنے والے کی شکل دیکھتے ہی قاسم کا خون خشک ہو گیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ حمید ہو گا۔ اتنی رات گئے۔

"آداب بجالاتا ہوں جناب۔" حمید اٹھ کر جھکا اور مغل درباریوں کے سے انداز میں ہاتھ ہلانے لگا۔

"بجاؤ.... بجاؤ....!" قاسم بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا.... اور پھر ہنس پڑا۔

"میں مخل تو نہیں ہوا جناب والا۔" حمید نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"مخل....؟" قاسم نے احمقوں کی طرح دہرایا.... اور پھر بدبدانے لگا۔ "مخل کیا ہوتا ہے.... وہی ہوگا وہی....!" ساتھ ہی لڑکی کی طرف اس طرح دیکھتا رہا جیسے معلوم کرنا چاہتا ہو کہ اس نے لفظ "مخل" کا برا تو نہیں مانا۔

اسے حمید پر غصہ آنے لگا تھا۔ سب گڑبڑ کردے گا سالا.... یااللہ کہاں سر دے ماروں۔ اسی وقت آنا تھا اسے۔

"تو میں مخل نہیں ہوا۔ آپ لوگ تشریف رکھئے نا۔" حمید نے کرسیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ لڑکی نے غالباً محسوس کرلیا تھا کہ قاسم کسی قدر بوکھلا گیا ہے۔

"جی ہاں.... جی ہاں.... بیٹھ جائیں گے۔" قاسم نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور وہ دونوں بیٹھ گئے۔

"آپ کی تعریف....!" حمید نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ سے مطلب....!" قاسم جھلا گیا۔

"آپ کو شاید علم نہیں کہ آپ کے والد صاحب نے آپ کو خاکسار کی نگرانی میں دے دیا ہے۔"

"کون خاکسار؟ میں کسی خاکسار واکسار کو نہیں جانتا.... اکاؤنٹنٹ صاحب کا نام عبدالرحمان ہے۔ لیکن اب میں ان کی نگرانی میں بھی نہیں ہوں۔"

"خاکسار کا مطلب یہ خادم....!" حمید نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"اے جاؤ.... چلے آتے ہی جان جلانے کو۔ تم یہاں قیوں آئے ہو۔"

"گلہری....!"

"ارے باپ رے۔" قاسم نے دونوں ہاتھوں سے پیٹ پکڑ لیا۔

وہ اپنی بیوی کو گلہری خانم کہتا تھا۔ لہٰذا اس حوالے پر دیوتا کوچ کر گئے۔ لگا بغلیں جھانکنے۔

"لہٰذا امید ہے کہ آپ بعافیت ہوں گے۔" حمید نے لاپروائی سے کہا اور لڑکی کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ جواب میں لڑکی بھی مسکرائی۔ قاسم نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا تھا.... اس جوابی مسکراہٹ پر پھر آتش زیرپا ہوگیا۔

"اے تم مجھے کہیں چین نہ لینے دو گے۔ سمجھے....!" قاسم میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا۔

"یہ کون صاحب ہیں۔" لڑکی نے حمید سے پوچھا۔ "آپ کو تو میں پہچانتی ہوں۔"

"شکریہ....!" حمید مسکرا کر بولا۔ "یہ بس یوں ہی ہیں کوئی خاص نہیں۔"

"اے.... تم میرے ساتھ آئی ہو یا اس کے ساتھ؟" قاسم لڑکی پر الٹ پڑا۔

"میں تنہا آئی تھی۔" لڑکی نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

"اچھی بات ہے.....!" قاسم اٹھ کر حمید کو گھونسہ دکھاتا ہوا چیخا۔ "میں جارہا ہوں سالے.... ابھی اور اسی وقت سمندر میں پھاند پڑوں گا۔ قصہ ہی ختم ہو جائے۔"

وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور باہر نکل گیا۔

گر یہ کام آہی گیا

قاسم نے باہر نکل کر چند لمحے انتظار کیا۔ شاید حمید یا وہ لڑکی باہر نکلے۔ لیکن مایوسی کے علاوہ اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ بڑے غصے میں باہر نکلا تھا۔ لہٰذا اب دوبارہ واپسی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا پھر کچھ کر گزرنے کی ہمت ہوتی تو بات دوسری تھی۔

چند لمحے کھڑا "فوں فوں" کرتا رہا پھر گاڑی میں بیٹھ کر انجن بھی اسٹارٹ کر دیا لیکن ان میں سے کوئی بھی باہر نہ نکلا۔

"مرو کم بختو.....!" اس نے کھڑکی سے باہر ہاتھ نکال کر گھونسہ ہلاتے ہوئے کہا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔ سمندر میں چھلانگ لگا دینے کی دھمکی دے کر باہر نکلا تھا۔ لیکن اب ذہن میں جھلاہٹ کی لہروں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا.... کچھ دور چلنے کے بعد دفعتاً اس نے گاڑی سڑک کے کنارے روک دی.... اور سوچنے لگا آخر وہ اس طرح دھکے کیوں کھاتا پھر رہا ہے.... غیر تسلی بخش ازدواجی زندگی کا خیال آیا۔ ایک ناموزوں سی عورت اس کی مرضی کے خلاف پلے باندھ دی گئی تھی۔ پھر اب کیا ہوگا.... کیا ہوگا۔ کیا ساری زندگی وہ اسی طرح دھکے کھاتا پھرے گا۔ پھر اسے اردو کے ایک ٹریجڈی فلم کی کہانی یاد آئی.... بس پھر کیا تھا ایک بیک سسکیاں لینے لگا۔ ذہن کی رو بہک گئی تھی۔ دبی دبی سی سسکیاں باقاعدہ قسم کی "بھوں بھوں" کی شکل اختیار کرتی جارہی تھیں.... ذرا ہی سی دیر میں وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا.... گردو پیش سے بے خبر .... گویا اب وہ ایک مشینی فعل بن کر رہ گیا تھا۔

دفعتاً ایک گاڑی قریب سے گزری.... اور تھوڑے ہی فاصلے پر جا کر رک گئی۔ قاسم اسی طرح روتا رہا۔ پھر وہ گاڑی مڑے بغیر پیچھے کی طرف رینگتی ہوئی اس کی گاڑی کے برابر آرکی۔

"کون ہے.... کیا بات ہے۔" گاڑی سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

اب قاسم چونکا.... لیکن اپنی دہاڑوں پر قابو نہ پاسکا.... پھر ایک چھوٹی سی ٹارچ کی روشنی اس پر پڑی.... آنکھیں چندھیا گئیں۔ لیکن بھاڑ سے پھیلے ہوئے منہ سے بے ہنگم آوازوں کا

سلسلہ جاری رہا۔

''کیا بات ہے.... آپ کیوں رو رہے ہیں۔'' کانپتی ہوئی نسوانی آواز پھر سنائی دی۔

قاسم سے کچھ نہ بن پڑا تو کھلے ہوئے منہ میں مٹھی گھسیڑنے کی کوشش کرنے لگا...

عورت اپنی گاڑی سے اُتر آئی اور اس کے قریب پہنچ کر بولی۔

''کیا میں آپ کی کوئی مدد کر سکتی ہوں۔''

''ج.... جی.... غاں....!''

''بتائیے.... کیا کروں؟''

''مجھے.... مجھے.... غورلی مار دیجئے۔''

''اوہ سمجھی....!'' عورت ہنس پڑی۔ ''آپ نشے میں ہیں شاید....!''

''میں شراب نہیں پیتا۔''

''تب تو یہ بھنگ ہی کا نشہ ہو سکتا ہے۔''

''آپ بھی آگئیں جان جلانے کو.... ہائے میرا کوئی نہیں ہے۔'' قاسم پھر پھوٹ پڑا لیکن اس بار صرف ہچکیاں اور سسکیاں سنی گئیں۔

عورت نے ٹارچ کی روشنی میں بیوک کا جائزہ لیا.... اور پھر قاسم کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے سسکیاں لے رہا تھا۔

''آپ کہاں رہتے ہیں۔'' اس نے پوچھا۔

''ہر جگہ رہتا ہوں.... مم.... مطلب یہ کہ کئی جگہ رہتا ہوں.... گھر میں رہتا ہوں... ہٹ میں رہتا ہوں.... اور جہاں جی چاہے رہتا ہوں۔''

عورت تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ ''میرے ساتھ چلو گے۔''

''کیا کروں گا جا کر....!'' قاسم نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ ''وہاں بھی وہ پہنچ جائے گا۔''

''کون....!''

''ہے ایک.... خدا کرے اس کے چیچک نکل آئیں۔''

''میری گاڑی کے پیچھے آؤ....!''

''جی بہت اچھا....!'' قاسم نے سعادت مندی کا اظہار کرتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی۔

پھر اس کی شیورلیٹ اگلی گاڑی کے پیچھے لگی رہی۔ حتیٰ کہ وہ اسپرنگ نائٹ کلب تک آپہنچ.... دربان نے عورت کو ادب سے سلام کرتے ہوئے قاسم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''میرے ساتھ ہیں۔'' عورت نے لاپروائی سے کہا اور قاسم اس کے ساتھ آگے بڑھتا چ

گیا.... اب یہاں روشنی میں اس کا جائزہ لینے کے بعد اس کی باچھیں کھل گئیں.... دراز قد اور توانا عورت تھی.... بس ایسی ہی صحت مند عورت تھی کہ پچیس سال کی بھی ہو سکتی تھی اور چالیس سال کی بھی۔

وہ ایک گوشے میں جا بیٹھے۔ قریب کی میزیں خالی تھیں۔

"میرا خیال ہے کہ میں پہلے بھی تمہیں کہیں دیکھ چکی ہوں۔" عورت نے قاسم کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ضرور دیکھا ہوگا.... بدنصیب آدمی.... کہاں نہیں دکھائی دیتے۔" قاسم نے بسور کر کہا.... اب وہ سوچ رہا تھا کہ وہ اسے اپنے رونے کی وجہ کیا بتائے گا۔

"یاد نہیں پڑتا کہاں دیکھا تھا۔"

"جی ہاں.... یہی بات ہو گی۔ عاصم ملٹی انڈسٹریز.... کا نام سنا ہو گا آپ نے۔"

"جی ہاں.... جی ہاں....!"

"وہ سب اپنا ہی کاروبار ہے.... جی ہاں۔"

"آپ عاصم صاحب ہیں....!"

"جی نہیں قاسم صاحب.... عاصم صاحب قاسم صاحب کے والد صاحب ہیں۔"

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔ بہت زیادہ.... میں سائرہ عشرت ہوں۔"

"عشرت صاحب کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔ اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین!"

"جی ہاں جی ہاں۔" قاسم نے سر ہلا کر کہا۔ حالانکہ شاید اس نے پہلے کبھی نام تک بھی نہ سنا تھا.... بہر حال اس نے ٹکڑا لگایا۔ "اجی صاحب ان کا کیا کہنا۔ بڑے گریٹ آدمی ہیں.... میری خوس.... میری کھش.... میری خوش قسمتی ہے کہ آپ سے ملاقات ہو گئی۔"

"مگر آپ اس طرح رو کیوں رہے تھے۔"

قاسم یک بیک سنجیدہ ہو گیا.... اور ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "یہ نہ پوچھئے.... میرا کوئی ہمدرد نہیں.... مجھے مر جانا چاہئے۔"

"میں آپ کی ہمدرد ہوں مجھے بتائیے کیا بات ہے۔"

"میرے والد صاحب.... پرانے ٹائپ کے آدمی ہیں۔ ڈاڑھی دار.... بہت بور کرتے ہیں.... جی ہاں.... انہوں نے میری شادی زبردستی اپنے بھتیجی سے کر دی ہے۔"

"اوہ تو بیوی آپ کو پسند نہیں۔"

"اتنی سی ہے۔" قاسم نے کلمے کی انگلی کے پہلے پور پر انگوٹھا رکھتے ہوئے کہا۔ "میں آپ

سے سچ کہتا ہوں۔ میں پاگل ہو جاؤں گا۔"

عورت پر معنی انداز میں مسکرائی اور منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی.... قاسم بھی یک بیک جیسے ہوش میں آ گیا۔ ہتھیلی منہ میں رکھ لی۔ گویا ڈرتا ہو کہ کہیں زبان سے کچھ اور نہ نکل جائے....دونوں کی نظریں پھر ملیں.... اور جھک گئیں.... پھر عورت ہنسنے لگی اور قاسم نے دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا لیا۔ پھر تو ایسا معلوم ہوا جیسے عورت کو اچھو ہو گیا ہو.... پیٹ دبائے بُری طرح ہنس رہی تھی.... دور دور کے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اتنے میں میجر چوہان ادھر سے گزرا۔

"خیریت مسز عشرت....!" وہ میز کے قریب رک کر بولا۔

"آپ سے.... مل.... ملئے.... آپ مسٹر قاسم ہیں۔" عورت ہنسی کے درمیان بدقت جملہ پورا کر سکی۔

میجر چوہان نے قاسم کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "صورت آشنا ہوں۔" قاسم نے جھینپتے ہوئے انداز میں اس سے مصافحہ کیا پھر میجر چوہان بھی اسی میز پر جم گیا۔

"میں نے اکثر انہیں اپنے بہت ہی قریبی دوستوں کے ساتھ دیکھا ہے۔" میجر چوہان نے کہا۔

"قن دوستوں کے ساتھ۔"

"کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے ساتھ۔"

"اوہ.... جی ہاں.... وہ میرے بھی دوست ہیں۔"

"عرصہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ کیا وہ یہیں ہیں۔"

"جی ہاں.... بالکل کیپٹن حمید تو ایگل بیچ میں میرے ہٹ ہی میں موجود ہیں۔"

"اوہو تو کیا وہاں آپ کا بھی ہٹ ہے....!"

"جی ہاں....!"

"کہاں....؟"

قاسم نے اپنے ہٹ کا پتہ بتایا۔

"میں مخل تو نہیں ہو رہا بیگم عشرت....!" میجر چوہان نے کہا۔

"ڈس مس....!" بیگم عشرت نے اسی کے سے انداز میں کہا اور وہ ہنستا ہوا اٹھ گیا۔

"یہ کون تھا....؟" قاسم نے اس کے چلے جانے کے بعد پوچھا۔

"اسپرنگ کلب کا مالک۔"

"اچھا....!" قاسم نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر کو جنبش دی۔

"تو پھر ہم آج سے دوست ہیں نا....!" بیگم عشرت نے مسکرا کر پوچھا۔

"جرور.... جرور....!"

حمید نے قاسم کے ہٹ سے باہر نکل کر دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ قاسم روپیٹ کر کچھ دیر بعد خود ہی واپس آجائے گا۔

لڑکی نے شیری کی بوتل میز پر رکھ دی تھی اور حمید کو گھورے جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا۔ "وہ صاحب کہاں گئے۔"

"یہ بتاؤ تمہارے ہاتھ کہاں لگا تھا۔" حمید نے پوچھا۔

"بیچ ہوٹل ملے تھے۔"

"خود ملا تھا.... یا تم ملی تھیں....!"

"خوراک دیکھ کر مجھے ہی متوجہ ہونا پڑا تھا...." لڑکی ہنسنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ اب وہ واپس نہیں آئے گا....!"

"تو پھر....!" لڑکی اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"پھر یہ کہ اب میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

لڑکی کچھ نہ بولی۔

"اس کا مطلب یہ کہ اب تم جا سکتی ہو۔"

"میں آپ کے ساتھ تو نہیں آئی تھی۔" لڑکی جھنجھلا گئی۔

"وہ اب واپس نہیں آئے گا۔"

"لیکن انہوں نے تو کہا تھا کہ یہ ہٹ انہیں کا ہے۔"

"غلط کہا تھا.... یہ ہٹ اس کے باپ کا ہے اور میں بعض اوقات محسوس کرنے لگتا ہوں کہ میں ہی اس کا باپ ہوں۔"

"وہ گاڑی بھی لے گئے ہوں گے۔ میں پیدل تو نہیں جا سکتی۔"

"خدا کا شکر ادا کرو کہ میں یہاں موجود تھا.... ورنہ....!"

"ورنہ کیا....؟"

"وہ کریک ہے.... ایک بار ایک لڑکی کے کان کاٹ دیئے تھے۔"

"نہیں....!"

"یقین کرو.... اور بڑی مشکل سے میں نے اسے قانونی گرفت سے بچایا تھا۔" وہ بے

اعتباری سے ہنس پڑی۔

"جہنم میں جاؤ۔" حمید بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"لیکن میں اتنی دور کیسے جاؤں گی۔"

"کہاں جانا ہے۔"

"شہر....!"

"پھر بیچ ہوٹل چلی جاؤ کوئی نہ کوئی لفٹ دے ہی دے گا۔"

"میں آپ سے تدبیر نہیں پوچھ رہی....!" وہ پھر جھنجھلا گئی۔

"پھر تم کیا چاہتی ہو۔"

"اپنے وقت کی بربادی کی قیمت....!"

"کیا یہ شیری کی بوتل کافی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اسی نے خریدی ہو گی۔"

وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ اندر سے بولٹ نہیں تھا۔ حمید دروازے پر نظر ڈالتے وقت چونکا.... چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر دروازے کے قریب آکر اسے اس طرح کھول دیا کہ خود اس کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ لڑکی سہم گئی ہے اور دروازے کی طرف گھورے جا رہی ہے.... حمید بالکل دیوار سے لگ گیا۔ "خطرہ.... خطرہ" چھٹی حس سرگوشیاں کر رہی تھی۔

یکایک ایک ہاتھ باہر سے در آیا جس میں ریوالور تھا.... ریوالور کا رخ لڑکی کی طرف تھا.... اور لڑکی کسی سحر زدہ کی طرح ریوالور ہی کو گھورے جا رہی تھی۔ حمید کو خدشہ تھا کہ کہیں ایک آدھ بار اس کی نظر اس کی جانب بھی نہ اٹھ جائے۔ وہ بھی ریوالور پر نظر جمائے رہا۔ پھر جیسے ہی وہ ہاتھ شانے تک اندر آیا.... حمیدؔ نے اسے اپنی گرفت میں لے کر نہ صرف ریوالور چھین لیا بلکہ ایسا جھٹکا دیا کہ وہ آدمی اندر آگرا.... حمید نے ریوالور کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے آدمیوں سے کہو، ایک ایک کر کے اندر آجائیں ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا اور تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔"

وہ آدمی بے حس و حرکت ہو گیا.... لڑکی بوکھلا کر ایک گوشے میں جا کھڑی ہوئی تھی اور بُری طرح کانپ رہی تھی۔

"کیا بات ہے....؟" باہر سے کسی نے کہا۔ "تم اٹھتے کیوں نہیں۔"

"وہ مجھے کور کئے ہوئے ہے۔" زمین پر پڑے ہوئے آدمی نے جواب دیا اور باہر والے کو کچھ اشارہ بھی کیا۔

اچانک حمید کو خیال آیا کہ کہیں اس نے اشاروں میں اس کی پوزیشن نہ بتادی ہو۔ دروازے کے پاٹ زیادہ دبیز نہیں تھے.... اگر کوئی ان پر ریوالور کی نال رکھ کر فائر کرتا تو گولی لکڑی کو توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل جاتی۔

وہ تیزی سے کھسک کر پیچھے ہٹا! ٹھیک اسی وقت اس نے فائر کی آواز بھی سنی اور دروازے پر سوراخ ہوتے دیکھا۔ اس نے بھی کھلے ہوئے دروازے سے باہر ایک فائر جھونک مارا.... اور ایک چیخ سنی.... پھر کسی وزنی چیز کے گرنے کی آواز آئی.... اور سناٹا چھا گیا۔

لڑکی کے حلق سے عجیب طرح کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

فرش پر گرے ہوئے آدمی نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن حمید کی ٹھوکر اس سے پہلے ہی اس کی کھوپڑی پر پڑ چکی تھی۔

❁

فریدی اسے دیدہ و دانستہ موت کے منہ میں تو نہیں جھونک سکتا تھا۔ اس نے اسے لیڈی پرکاش کے ساتھ بھیج دینے کے بعد اس پر نظر رکھی تھی۔

اس وقت بھی اگر وہ ہٹ کے باہر موجود نہ رہا ہوتا تو حمید صاحب انتہائی پھرتیلے پن کے باوجود بھی مار کھا گئے ہوتے۔ کیونکہ حملہ آور کئی تھے.... اور دروازے میں گولی سے سوراخ کرنے والا حمید کے فائر سے نہیں بلکہ فریدی کے بے آواز ریوالور کی گولی سے زخمی ہوا تھا۔

پھر جب انہوں نے دیکھا تھا کہ دوسرا آدمی یوں ہی چیخ مار کر گر پڑا ہے تو وہ بوکھلا کر بھاگ نکلے تھے.... اس بار انہوں نے فائر کی آواز بھی نہیں سنی تھی۔

بے آواز ریوالور کی گولی دوسرے آدمی کی ران چھید گئی تھی۔

فریدی ہٹ میں داخل ہوا۔

"اوہ.... آپ....؟" حمید اچھل پڑا.... فریدی نے ایک اچٹتی سی نظر لڑکی پر ڈالی اور اس آدمی کا گریبان پکڑ کر اٹھایا جسے حمید نے کور کر رکھا تھا۔

فریدی نے کچھ کہے بغیر ایک ہاتھ اس آدمی کے جبڑے پر رسید کرتے ہوئے لڑکی کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف دوڑ پڑی۔ مار کھانے والا سامنے کی دیوار سے ٹکرا کر فرش پر ڈھیر ہو گیا تھا۔

"تمہیں کس نے بھیجا تھا....؟" فریدی اسے گھورتا ہوا غرایا۔

لیکن وہ پوری طرح کوئی جواب نہ دے سکا تھا۔ باچھوں سے بہتے ہوئے خون کو ہاتھ سے

صاف کرتے ہوئے اس نے فریدی کی طرف بے بسی سے دیکھا تھا۔

"مار ڈالوں گا.... ورنہ فوراً جواب دو۔"

"ڈفٹی نے.... ڈفٹی نے...." وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر گڑگڑایا۔

"ڈفٹی کے گروہ سے تعلق رکھتے ہو؟"

"ج.... جی ہاں....!"

"باہر نکلو....!" فریدی نے دروازے کی طرف اشارہ کیا اور حمید سے بولا۔"باہر دو زخمی بھی ہیں.... اس آدمی سمیت انہیں کوتوالی لے جاؤ.... ان کا بیان درج کراؤ۔ لیڈی پرکاش کی رپورٹ میں تمہارا نام نہیں ہے.... اس لئے تم سے زیادہ سے زیادہ یہی پوچھا جائے گا کہ میں کہاں مل سکوں گا۔"

"اور میں انہیں بتادوں گا....؟" حمید نے پوچھا۔

"وقت نہ ضائع کرو۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

حمید نے قیدی کی مدد سے دونوں بے ہوش زخمیوں کو گاڑی میں ڈال کر مزید ہدایات کے لئے فریدی کی طرف دیکھا۔ لیکن اس نے ہاتھ ہلا کر اسے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی راہ لی۔

وہ ڈفٹی کے متعلق سوچ رہا تھا.... ڈفٹی شہر کے بدنام لوگوں میں سے تھا۔ لیکن اس نے آج تک کسی سرکاری آدمی کے منہ آنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ چوری چھپے منشیات کی غیر قانونی تجارت کرتا تھا۔

فریدی جانتا تھا کہ وہ کہاں مل سکے گا۔ طوائفوں کی بستی کے قریب ایک تین منزلہ کہنہ سال عمارت تھی جس کی نچلی منزل میں دوکانیں تھیں اور اوپر کی دو منزلوں پر رہائشی فلیٹ تھے۔ انہیں میں سے چند فلیٹ ڈفٹی کے قبضے میں تھے۔

فریدی کی موٹر سائیکل عمارت کے سامنے رکی۔ وہ اسے فٹ پاتھ سے لگا کر زینوں کی طرف بڑھ گیا۔

وہ جانتا تھا کہ ڈفٹی کا رہائشی فلیٹ دوسری منزل پر ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دروازے پر دستک دی۔ روشندان تاریک نہیں تھے اور اندر سے کئی آدمیوں کی بولنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ پھر غالباً دستک ہی سن کر وہ یک بیک خاموش ہوگئے تھے اور کسی نے کھکار کر پوچھا تھا۔

"کون ہے؟"

فریدی نے کچھ کہے بغیر دوبارہ دستک دی۔ اندر سے کسی نے ایک گندی سی گالی دی۔ قدموں کی چاپ سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔ لیکن جیسے ہی فریدی نے فلٹ ہیٹ کا گوشہ اوپر

اٹھایا ایسا معلوم ہوا جیسے دروازہ کھولنے والے کو سانپ سونگھ گیا ہو۔

یہ خود ڈفٹی تھا۔ قد آور گٹھیلے جسم کا مالک۔ کچھ دیر تک وہ وحشت زدہ سا نظر آتا رہا.... پھر یک بیک شاید اس نے اپنے اعصاب پر قابو پانے کی کوشش کی اور اس کی بھنویں تن گئیں۔

"میں نہیں سمجھ سکتا.... اتنی رات گئے اور اس طرح۔" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہوں.... واقعی....!" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "ان لوگوں میں سے شاید ابھی تک کوئی یہاں واپس نہیں پہنچا جنہوں نے کیپٹن حمید پر حملہ کیا تھا۔"

"میں نہیں سمجھا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"میرے ساتھ چلو....!"

"کوئی زبردستی ہے....!"

دوسرے ہی لمحے میں فریدی کا گھونسہ اس کی ٹھوڑی پر پڑا اور وہ ان تین آدمیوں پر گرا جو اس کے پیچھے کھڑے تھے۔

فریدی کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکے۔

"چلو....!" فریدی غرایا۔

ڈفٹی دونوں ہاتھوں سے اپنی ٹھوڑی دبائے جھکا کھڑا تھا۔

سیاہ پوش

پھر ڈفٹی بھی کچھ دیر بعد کوتوالی میں نظر آیا.... وہ وہاں حمید کے ہی توسط سے پہنچا تھا۔ فریدی سامنے نہیں آیا۔

اب ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا.... وہ لوگ جو قاسم کے ہٹ میں حمید پر حملہ آور ہوئے تھے ڈفٹی کو اس کا ذمہ دار ٹھہرا رہے تھے اور ڈفٹی انہیں پہچاننے سے انکار کر رہا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ وہ اسی کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ڈفٹی واویلا کر رہا تھا کہ اس کا کوئی گروہ نہیں وہ ایک امن پسند شہری ہے۔ پھر بھلا وہ کسی قسم کا گروہ کیوں رکھنے لگا۔

اسی دوران میں حمید کے محکمے کا سپرنٹنڈنٹ وہاں آ پہنچا۔ کسی نے اسے کوتوالی ہی سے اطلاع دی تھی کہ حمید وہاں موجود ہے۔

اس نے حمید کو ایسے کمرے میں طلب کیا جہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اس نے فریدی کے متعلق پوچھا۔

"مجھے علم نہیں جناب کہ وہ کہاں ہیں۔ دو دن سے غائب ہیں۔"

"تمہیں اس کا علم ہے کہ لیڈی پر کاش نے اس کے خلاف رپورٹ درج کرائی ہے۔"

"جی ہاں.... میں جانتا ہوں۔ لیکن اس پر کسی طرح یقین کرنے پر تیار نہیں۔"

"اسے فوراً حاضر ہونا چاہئے۔" سپرنٹنڈنٹ مضطربانہ انداز میں بولا۔ "ورنہ حالات خراب ہو جائیں گے۔ ڈی۔ آئی۔ جی صاحب بذات خود اس معاملے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔"

"لیڈی پر کاش ایسی ہی حیرت انگیز صلاحیتوں کی مالک ہے۔" حمید نے دبی زبان سے کہا اور ایس۔ پی اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "میں اسے پسند نہیں کروں گا کہ فریدی کو کسی قسم کی جوابدہی کرنی پڑے۔"

پھر وہ چلا گیا تھا۔

حمید نے ڈفٹی اور اس کے گروہ کے آدمیوں کو وہیں چھوڑا اور خود سر فریڈرک سنہا کی کوٹھی کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ روزا سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ اب وہ زبان کھولنے پر آمادہ ہو جاتی۔

سر سنہا کوٹھی میں موجود نہیں تھا۔ حمید نے کارڈ اندر بھجوایا۔ تھوڑی دیر بعد ملازم نے واپس آکر اپنے طور پر کہا۔ "زیادہ دیر تک گفتگو نہ کیجئے گا جناب.... مس صاحبہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"ہوں.... فکر نہ کرو۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائنگ روم میں آئی۔ چند دن پہلے حمید نے اس کی آنکھوں میں زندگی کی حرارت محسوس کی تھی۔ لیکن آج وہ بڑی بے جان لگ رہی تھی۔ چہرہ زرد تھا۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے وقت وہ مسکرائی تھی۔ لیکن محض ہونٹوں کے کھنچاؤ کو تو مسکراہٹ نہیں کہا جا سکتا۔

"یہ آپ کی کیا حالت ہو گئی ہے۔" حمید نے حیرت سے کہا۔

"میں تو کوئی خاص تبدیلی نہیں محسوس کر رہی.... خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بن گیا۔" اس نے پھر زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

حمید چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "آخر آپ کس سے خائف ہیں۔"

"کسی سے بھی نہیں۔"

"تو پھر چلئے میرے ساتھ۔"

"کہاں چلوں؟"

"کہیں وقت گزاریں گے۔"

"موڈ نہیں ہے۔"

"وہ بے چارہ قاسم بہت پریشان ہے۔ اس کے باپ نے اس کے سارے شاہکاروں میں آگ لگوادی۔"

"کیوں؟ یہ کیوں؟" روزا نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"بس یونہی ان کا کہنا ہے نہ یہ فضولیات یہاں موجود ہوتیں اور نہ یہ واقعہ پیش آتا۔"

"یہ تو بہت بُرا ہوا.... مجھے بے حد افسوس ہے۔ بس میرا سر چکرایا تھا اور میں بے ہوش ہوگئی تھی۔"

"لیکن آپ نے وہاں سے کہیں اور جانے سے انکار کیوں کردیا تھا۔"

"اب سوچ کر ہنسی آتی ہے۔" روزا اپنے لہجے میں زور پیدا کرتی ہوئی بولی۔

"پتہ نہیں کیا ہوگیا تھا مجھے.... میں خود بھی نہیں سمجھ سکتی کہ میں وہاں کیوں رک گئی تھی۔ عجیب سی ذہنی کیفیت تھی۔ نہ سو رہی تھی نہ جاگ رہی تھی.... گردو پیش چلتی پھرتی پرچھائیاں نظر آرہی تھیں۔"

"اوہ...!وہ چار لکیریں۔"

"میں نہیں سمجھ سکتی۔" وہ دفعتاً جھنجھلا گئی۔ "آخر ان چار لکیروں کا کیا قصہ ہے۔ کسی چار لکیروں کا تذکرہ بار بار سننے میں آتا ہے۔"

حمید نے طویل سانس لی اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا؟ وہ جھلاہٹ کے باوجود بھی نظریں چرا رہی تھی۔

حمید تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "آپ کو کس سلسلے میں وارننگ ملی تھی۔"

"جی....!" وہ چونک پڑی.... اور حمید نے اس کی آنکھوں میں خوف کی جھلکیاں دیکھیں۔ وہ تھوڑی دیر تک گہری گہری سانسیں لیتی رہی پھر بولی۔ "میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے.... اور آپ کی باتیں تو قطعی میری سمجھ میں نہیں آرہیں۔"

"محترمہ روزا.... یہ بڑا اہم معاملہ ہے.... غالباً آپ کو اطلاع ہوگی کہ ایک لاش آپ کے پھاٹک کے قریب ہی پائی گئی تھی۔"

"جی ہاں.... میں نے سنا ہے۔" اس نے حیرت آمیز لہجے میں کہا۔ "کیوں؟"

"میرا خیال ہے کہ آپ مقتول کو شناخت کرسکیں گی۔"

"آپ بے حد عجیب باتیں کر رہے ہیں۔" اس نے ڈری ڈری سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

حمید نے جیب سے پرس نکالا اور اس میں سے ایک تصویر نکال کر اس کی طرف بڑھاتا ہوا

بولا۔ "ذرا اسے دیکھئے۔"

روزا نے تصویر اس کے ہاتھ سے لے لی اور اس پر ایک اچٹتی سی نظر ڈال کر حمید کی طرف استفہامیہ انداز میں دیکھا۔

"کیوں....؟" اس نے آہستہ سے کہا۔ "یہ تصویر آپ مجھے کیوں دکھا رہے ہیں۔ یہ تو کلچر سنٹر کے پروپیگنڈا سیکریٹری مسٹر شاہد ہیں۔"

"عرض یہ کرنا ہے کہ انہیں حضرت کی لاش آپ کے پھاٹک....!"

"نہیں....!" وہ حمید کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"جی ہاں.... یہ اسی لاش کی تصویر ہے۔"

"جائیے.... خدا کے لئے چلے جائیے۔" دفعتاً وہ دروازے کی جانب خوفزدہ نظروں سے دیکھتی ہوئی گڑگڑائی۔ "میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے.... میں زیادہ دیر تک نہیں بیٹھ سکتی.... اوہ میں معافی چاہتی ہوں۔"

پھر وہ حمید کو کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر اندر چلی گئی۔

کسی "بڑے" آدمی کی ضمانت پر ڈفنی رہا ہو گیا تھا لیکن اس کے ان ساتھیوں کی گردنیں نہیں چھوٹی تھیں جنہوں نے حمید پر حملہ کیا تھا۔ ڈفنی اس بات پر اڑا رہا تھا کہ وہ انہیں نہیں جانتا۔

کوتوالی کی حوالات سے نکل کر وہ سیدھا ایک چائے خانے میں پہنچا اور اس نے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے فون کے نمبر ڈائیل کئے چند لمحے ریسیور کان سے لگائے خاموش کھڑا رہا پھر بولا۔ "ہیلو.... باس.... ڈفنی اسپیکنگ.... اب میرے لئے کیا حکم ہے.... جی.... جی.... میں.... سنئے تو سہی باس! اس میں میرا کیا قصور.... جی ہاں.... قطعی.... قطعی.... میں نے اخیر وقت تک اعتراف نہیں کیا کہ میں انہیں جانتا ہوں۔ وہ ریسیور رکھ کر مڑا اور ایک قد آور آدمی سے ٹکرا گیا جو اس کی آنکھوں میں بڑی حقارت سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ کوٹ کے جیبوں میں تھے اور داہنی جیب میں سے کوئی ٹھوس چیز ڈفنی کے بائیں پہلو میں چبھ رہی تھی۔

یہ کرنل فریدی تھا.... اس نے بڑی شرافت سے کہا۔ "یہ ریوالور کی نال ہے.... آگے بڑھو۔"

ڈفنی نے طویل سانس لی اور چپ چاپ صدر دروازے کی طرف چلنے لگا۔

ریوالور کی نال کی چبھن اب بھی بائیں پہلو میں محسوس ہو رہی تھی۔ فریدی اس سے لگا ہوا چل رہا تھا۔

اسی طرح وہ اسے فٹ پاتھ سے قریب کھڑی ہوئی جیپ تک لایا۔

"بیٹھو....!" فریدی نے اسے اگلی ہی سیٹ کی طرف دھکیلا.... اور خود تیزی سے چکر کاٹ کر اسٹیئرنگ پر جا بیٹھا.... جیپ جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

"یہ ظلم ہے. شخصی آزادی پر حملہ....!" ڈفٹی نے احتجاج کیا۔

"میں نے تمہیں اس لئے کوتوالی نہیں بھجوایا تھا کہ تم ضمانت پر رہا ہو جاؤ۔"

"یہ دھاندلی ہے.... زبردستی ہے.... میں ایک جمہوری مملکت کا آزاد شہری ہوں۔"

"میں اس حقیقت کی تردید نہیں کر سکتا۔" فریدی مسکرایا۔

"پھر آخر یہ سب کیا ہے۔ آپ کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

"تمہیں اس آدمی کا نام بتانا ہی پڑے گا جس نے....!"

"آپ کمال کرتے ہیں کیا میں کسی کے باپ کا نوکر ہوں.... مجھے کوئی بھی اس طرح استعمال نہیں کر سکتا.... میری بھی ایک حیثیت ہے۔"

"کیا یہ ناممکن ہے کہ تم اپنی حیثیت سے زیادہ والے کسی آدمی کا آلہ کار بن جاؤ۔"

"میں اس قسم کے لوگوں میں سے نہیں ہوں۔" ڈفٹی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے؟" فریدی نے لاپروائی سے کہا اور پھر اس نے اس سے کچھ نہیں پوچھا۔

تھوڑی دیر بعد ڈفٹی ہی بولا۔ "لیکن آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں....!"

"کچھ دن تمہاری صحبت سے بھی فیض اٹھانا چاہتا ہوں۔"

"میں پاگل ہو جاؤں گا....!" ڈفٹی جھلاہٹ میں اپنے بال نوچتا ہوا بولا۔

"مناسب بھی یہی ہے....!" فریدی نے کہا۔ "ورنہ یہ قوم پاگل کتوں کا جھنڈ کہلائے۔"

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں۔"

"ڈفٹی تمہیں اپنے باس کا نام بتانا ہی پڑے گا۔"

"آپ پھر میری توہین کر رہے ہیں۔ میں خود درجنوں کا باس ہوں۔"

"حالانکہ تمہارے کاروبار سے شاید ہی کوئی واقف ہو.... اور کچھ دیر پہلے تم نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ تم پر امن زندگی گزار رہے ہو۔ تمہارا کسی سے کوئی تعلق نہیں پھر اب یہ درجنوں ماتحت کہاں سے پیدا ہو گئے۔"

ڈفٹی نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ جیپ سنسان سڑک پر تیزی سے دوڑ رہی تھی۔ وہ شہر سے باہر نکل آئے تھے۔

سورج بہت دور درختوں کی قطار کے پیچھے چھپنے لگا تھا۔ یک بیک جیپ ایک کچے راستے پر موڑ دی گئی۔

"اوہ.... اوہ....!" ڈفٹی مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے.... کیا ہو رہا ہے میں سچ مچ پاگل ہو جاؤں گا۔"

فریدی خاموشی سے ونڈ اسکرین پر نظریں جمائے رہا۔

ویرانے کی ناہموار زمین پر جیپ ہچکولے لے رہی تھی۔

آخر کار کچھ دیر بعد سفر ختم ہو گیا۔ ابھی فضا میں دن کی جھلکیاں باقی تھیں.... افق میں شوخ رنگوں کے لہریئے چمک رہے تھے۔

جیپ چند چھولداریوں کے قریب رک گئی

ڈفٹی نے سراسیمگی کے عالم میں چاروں طرف اچٹتی سی نظر ڈالی اور فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔ اتنے میں ایک چھولداری سے دو پہلوان قسم کے آدمی برآمد ہوئے۔ بھیانک چہروں والے سیاہ فام آدمی جن کے جسموں پر لنگوٹیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

فریدی نے ڈفٹی سے کہا۔ "اُترو....!"

وہ کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ جیپ سے اُتر گیا۔ فریدی نے دونوں پہلوانوں سے کہا۔ "اسے ناپو۔"

"کک، کیا مطلب۔" وفٹی ہکلایا۔ لیکن قبل اس کے کہ جواب میں فریدی سے کچھ سن سکتا۔ ایک پہلوان نے اس پر چھلانگ لگائی۔ ڈفٹی چیختا ہوا گرا۔ اور اس کے نیچے دب کر رہ گیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے.... یہ کیا ہو رہا ہے۔" وہ چیختا رہا اور اس نے دیکھا کہ فریدی اس کی طرف توجہ دیئے بغیر چھولداری میں داخل ہو رہا ہے۔

اب ایک پہلوان اسے دبوچے ہوئے تھا.... اور دوسرا اس کے جسم کو فیتے سے ناپ رہا تھا.... ڈفٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ پہلوانوں نے اس کا جسم ناپ لینے کے بعد اسے چھوڑ دیا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ وہ وہیں کھڑا ہانپتا رہا۔ اتنے میں فریدی بھی واپس آ گیا۔ لیکن وہ اس سے بالکل لاتعلق نظر آ رہا تھا۔

پہلوانوں نے قریب ہی زمین کی پیمائش بھی کی اور نشانات لگا کر کدالوں سے کھدائی کرنے لگے۔

دفعتاً ڈفٹی کانپ کر رہ گیا۔ اس نے فریدی کی طرف دیکھا اور اس کے دانت بجنے لگے۔

"یہ.... یہ.... اس.... س.... س.... کا.... کیا.... مم.... مطلب....!" وہ اپنے اعضاء پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہوا ہکلایا۔

"ضدی آدمیوں کو گولی مار کر دفن کرا دیتا ہوں۔" فریدی نے لاپروائی سے کہا۔

"آپ ایسا نہیں کر سکتے.... قق.... قتل....!"

"میں مطمئن ہوں ڈفٹی! تمہیں بہت پہلے مر جانا چاہئے تھا.... تم خونی ہو! اتفاق سے تمہارا ہر کیس ایسے لوگوں کے ہاتھ میں رہا ہے جو تمہارے خلاف کوئی واضح ثبوت مہیا نہیں کر سکے.... لہٰذا تمہیں بہر حال مر جانا چاہئے۔"

"ارے.... کوئی دھونس ہے۔" وہ خوفزدہ انداز میں حلق پھاڑ کر چیخا اور پھر ایک جانب دوڑتا چلا گیا۔ ٹھیک اسی وقت چھولداری سے دو تین آدمی اور برآمد ہوئے اور اس کے پیچھے دوڑے ڈفٹی زیادہ دور نہیں جا سکا تھا وہ اسے کھینچتے ہوئے پھر وہیں لائے۔

پہلوان ان سب واقعات لاتعلق گڑھا کھودنے میں مصروف تھے۔

"میں بتاؤں گا.... میں بتاؤں گا....!" ڈفٹی تھوڑی دیر بعد چیخا۔

"اسے چھولداری میں لے جاؤ۔" فریدی نے دوسرے آدمیوں سے کہا۔

وہ اسے چھولداری میں لائے اور ایک فولڈنگ آرام کرسی میں دھکیل دیا۔ ڈفٹی کا بُرا حال تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

دفعتاً ایک آدمی کسی گوشے سے وہسکی کی بوتل نکال لایا.... اور گلاس میں تھوڑی سی انڈیل کر اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "اس سے تم کافی سکون محسوس کرو گے۔"

ڈفٹی پہلے تو ہچکچایا پھر گلاس لے کر پی گیا۔

کچھ دیر بعد آنکھیں کھولیں تو خود کو تنہا پایا۔ وہ لوگ کبھی کے چلے گئے تھے۔ وہ عادی قسم کا شرابی تھا لیکن کئی گھنٹوں سے ایک بوند بھی نہیں ملی تھی۔ اس تھوڑی سی وہسکی نے بڑا کام کیا۔ اب وہ محسوس کر رہا تھا اپنے ذہن کو قابو میں رکھ کر گفتگو کر سکے گا۔

تھوڑی دیر بعد فریدی چھولداری میں داخل ہوا۔ خاصا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ فریدی کے پیچھے ایک آدمی پیٹرومیکس لیمپ لئے نظر آیا۔

ڈفٹی نے ہاتھ پیر ڈال دیئے تھے.... اگر کچھ بتا دینے کے وعدے سے پہلے تھوڑی سی وہسکی مل گئی ہوتی تو شاید وہ دفن ہو جانا ہی پسند کرتا لیکن اس کی زبان کبھی نہ کھلتی.... اب وہ بے بسی کے عالم میں فریدی سے کہہ رہا تھا۔ "اسپرنگ نائٹ کلب کا مالک میجر چوہان اس واقعہ کا ذمہ دار ہے.... مجھے اعتراف ہے کہ وہ میرے ہی آدمی تھے جنہوں نے کیپٹن حمید کو اٹھا لے جانا چاہا تھا۔ لیکن اس اعتراف کے بعد میرا کیا حشر ہوگا؟"

"میں نہیں سمجھا....!" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"ایسے لوگ زندہ نہیں چھوڑے جاتے جو کسی معاملے میں کسی قسم کا اعتراف کر لیتے ہیں۔"

"تم ان کے لئے کیا کام کرتے ہو۔"

"اسی قسم کے کام.... اغوا.... مار پیٹ.... غنڈہ گردی.... اس کے حکم پر مجھے اپنے آدمیوں سے کام لینا پڑتا ہے۔"

"معاوضہ کس حساب سے ملتا ہے۔"

"اس کا انحصار کام کی نوعیت پر ہے....!"

دفعتاً....وہ سبھی اچھل پڑے.... آواز ٹامی گن کی تھی....اس چھولداری میں کئی سوارخ ہوگئے تھے.... اور گولیاں دوسری طرف کی قنات کو بھی چھیدتی ہوئی گزر گئی تھی.... فریدی پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا.... ڈفتی نے بھی بوکھلاہٹ میں اس کی تقلید کی اور پھر فریدی نے لات مار کر وہ اسٹول گرادیا جس پر پٹرومیکس لیمپ رکھا ہوا تھا۔ایک شعلہ بھڑکا....اور قنات میں آگ لگ گئی۔اندازے کی غلطی کی بناء پر پٹرومیکس لیمپ غلط جگہ پر گرا تھا۔

وہ سر سے پاؤں تک سیاہ تھا۔ چہرہ اس طرح نقاب میں چھپایا گیا تھا، کہ صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں.... ہاتھوں میں ٹامی گن تھی اور وہ بے تکان چاروں طرف گولیاں برسائے جارہا تھا.... فریدی کی ساری چھولداری دھڑادھڑ جل رہی تھیں لیکن سناٹے میں ٹامی گن کے آواز کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔

وہ پوزیشن بدل کر گولیاں برساتا رہا.... کسی ایک جگہ نہیں جمتا تھا.... چھلاوے کی طرح کبھی یہاں کبھی وہاں....!

فریدی کے شکاری کیمپ کی طرف سے ایک فائر بھی ہوا تھا....!

کچھ دیر بعد سناٹا چھا گیا....وہ ٹامی گن کو دوبارہ لوڈ کررہا تھا۔

لیکن اب کے اس نے فائرنگ نہیں کی.... غالباً واپسی کے لئے پلٹ پڑا تھا کیمپ تک جانے کی زحمت گوارا نہ کی.... شاید اسے اپنی کامیابی کا یقین تھا۔یا پھر اس ہنگامے کا مقصد محض خوفزدہ کرنا رہا ہو۔

وہ ایسی جگہ پہنچ چکا تھا جہاں گھپ اندھیرا تھا.... شکاری کیمپ میں لگی ہوئی آگ کی روشنی یہاں تک پہنچ رہی تھی۔

اس نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی....اور اس کی محدود روشنی میں آگے بڑھنے لگا....یہ راستہ اسے ایک جیپ تک لایا.... پھر جیپ اسٹارٹ ہوئی۔ تیزی سے آگے بڑھ گئی اب وہ عقب نما آئینے کو ایسی پوزیشن میں لانے کی کوشش کررہا تھا کہ دور تک نظر رکھ سکے۔

جیپ اندھیرے کا سینہ چیرتی ہوئی آگے بڑھتی رہی....!

دفعتاً عقب نما آئینے میں اسے کسی موٹر سائیکل کا ہیڈ لیمپ نظر آیا۔ اس نے جیپ کی رفتار کم کی اور مڑ کر دیکھا.... موٹر سائیکل ابھی دور تھی۔ اس نے جیپ کی رفتار نہیں بڑھائی۔ دونوں گاڑیوں کا فاصلہ بتدریج کم ہوتا جارہا تھا۔

دفعتاً اس نے جھک کر نیچے سے کوئی چیز اٹھائی اور کھڑکی سے ہاتھ نکال کر اسے پیچھے کی طرف اچھال پھینکا.... ساتھ ہی ایکسیلریٹر پر دباؤ بھی بڑھادیا ادھر پیچھے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ادھر جیپ کی رفتار بھی تیز ہوگئی۔

اب عقب نما آئینہ بالکل تاریک تھا۔

کچھ دیر بعد جیپ پکی سڑک پر آگئی لیکن ابھی ویرانے کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا۔

آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اس لئے تاروں کی چھاؤں میں مفقود تھی ورنہ وہ شاید گاڑی کی تمام روشنیاں بجھادیتا۔

پتہ نہیں اس کی تدبیر بار آور بھی ہوئی تھی یا نہیں۔ لیکن اب عقب نما آئینہ تاریک ہی تھا۔

❁

رات کے تین بجے تھے.... اسپرنگ نائٹ کلب کا مالک میجر چوہان بے خبر سو رہا تھا حالانکہ کلب میں اس وقت بھی رونق تھی۔

وہ ڈھائی بجے کے قریب اپنے اسسٹنٹ کو چارج دے کر تیسری منزل پر سونے چلا جاتا تھا۔

تیسری منزل پر صرف دو کمرے تھے.... اور بقیہ حصے میں صحن پھیلا ہوا تھا۔ وہ دروازہ قفل کر کے نہیں سوتا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر اسے بہ آسانی جگایا جاسکے.... جگانے والے سے آواز ہی دیتے تھے۔ آج تک کسی نے جھنجھوڑ کر جگانے کی ہمت نہیں کی تھی۔

پھر ایسی صورت میں وہ آپے سے باہر کیوں نہ ہو جاتا جبکہ اسے جھنجھوڑ کر جگایا گیا ہو۔ وہ کسی رندے کی طرح غراتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ لیکن جب جگانے والے پر نظر پڑی تو اوسان خطا ہوگئے۔

"مم... میں... معافی چاہتا ہوں جناب۔" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کہتا ہوا کھڑا ہوگیا۔

سر تاپا سیاہ نقاب پوش نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کی اجازت دی اور خود سامنے والی سی پر جا بیٹھا۔

چوہان سراسیمگی کے عالم میں اسے دیکھے جارہا تھا.... آخر نقاب پوش بولا۔ "تم بہت زیادہ بر محتاط ہوگئے ہو۔"

"میں نہیں سمجھا جناب عالی۔"

"ایسے گدھوں سے کیوں کام لیتے ہو جو بعد میں سب کچھ اگل دیں۔"

"لیکن جناب! ڈفٹی نے تو اپنے ان آدمیوں کو پہچاننے سے انکار کر دیا تھا۔"

"غالباً فریدی نے اس سے سب کچھ اگلوا لیا....!"

"کب....!" چوہان نے حیرت سے کہا۔ "وہ تو ضمانت پر رہا بھی ہو چکا ہے۔"

"فریدی اسے اغوا کر لے گیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ ان کے درمیان کیا باتیں ہوئی تھیں۔"

"یہ تو اچھا نہیں ہوا۔" چوہان نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"وارننگ....!" نقاب پوش ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے اطلاع دیئے بغیر اب تم کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے۔"

"اوکے باس....!" چوہان گھگھیایا۔

نقاب پوش کمرے سے باہر نکل گیا۔ چوہان جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا اتنی ہمت نہیں تھی کہ اٹھ کر کمرے کے دروازے ہی تک چلا جاتا۔

طاقت کا مظاہرہ

حمید آرام کرسی میں نیم دراز تھا۔ فریدی ٹہلتے ٹہلتے رک کر بولا۔ "اب فی الحال میجر چوہان کے خلاف میرے پاس کوئی ثبوت نہیں....!"

"کیوں....؟" حمید نے سر اٹھا کر کہا۔ "ڈفٹی کہاں گیا؟"

"اس کا جسم چھلنی ہو گیا تھا.... اندھیرے میں اندازہ نہ ہو سکا کہ وہ اٹھ کر بھاگا ہے۔"

"بقیہ لوگوں میں سے کتنے زخمی ہوئے....!"

"کوئی بھی نہیں....!" فریدی نے سگار سلگا کر کہا۔ "بلیک فورس کے آدمیوں سے اس قسم کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ ایسے مواقع پر اٹھ کر بھاگیں گے؟"

"بلیک فورس....!" حمید نے ٹھنڈی سانس لی "آخر اس سے کب شرفِ ملاقات حاصل ہوگا۔"

فریدی کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ وہ تارجام کے ایک ہوٹل میں مقیم تھے۔

"اب....!" وہ حمید کی طرف مڑ کر بولا۔ "لیڈی پرکاش.... لیکن وہ صرف اسی بات کی شہادت دے سکے گی کہ اسپرنگ کلب سے ہیروئن تقسیم ہوتی ہے۔"

"چلئے یہی کافی ہے۔ مگر کیوں....؟ کیا وہ اس کی شہادت نہ دے سکے گی کہ ہمیں قتل کرا دینے کی اسکیم بنائی گئی تھی۔"

"اس سے بھی بات نہیں بنتی۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"پھر جس طرح بن پڑے بنائیے۔" حمید نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور میز پر سے پن اپ کا پرچہ اٹھا کر تصویریں دیکھنے لگا۔

"تم نہیں سمجھ سکتے۔" فریدی کچھ دیر بعد بولا۔ "یہ انکشاف بہت پرانی بات ہے کہ اسپرنگ کلب عیاشی کا اڈہ ہے یا وہاں سے ہیروئن تقسیم ہوتی ہے۔"

"اچھا تو نئی ہی بات بتا دیجئے.... اس طرح آپ بھی ہلکے ہو جائیں گے.... اور میں بھی خود کو خاصا فارغ البال محسوس کرنے لگوں گا۔"

"وہ آدمی رمیش یاد ہے نا.... وہ میری ایکسپوز کی ہوئی ساری تصاویر کی معنویت پر روشنی ڈال چکا ہے۔"

"متحرک تصاویر....!" حمید نے پوچھا۔

"ہاں.... وہ مخصوص اشارے ہیں.... جنہیں ترتیب دینے سے پیغامات بنتے ہیں....!"

"مثلاً....!"

"کیوں.... بعض اوقات اتنے ڈفر کیوں ہو جاتے ہو.... کیا ملٹری میں تمہیں سگنلنگ کی تربیت نہیں ملی تھی۔"

"اوہ معاف کیجئے گا.... میں پچھلے کئی دنوں سے اونگھ رہا ہوں۔"

فریدی پھر کسی سوچ میں گم ہو گیا۔

"لیکن جناب....!" حمید نے کچھ دیر بعد اسے پھر مخاطب کیا۔ "اگر اسے علم تھا کہ آپ بچ گئے ہیں تو وہ حصول مقصد سے پہلے ہی کیوں بھاگ نکلا تھا۔"

"غالباً تم اس دستی بم کی وجہ سے سوچ رہے ہو۔ میرا خیال ہے کہ اس نے وہ اس یقین کے ساتھ نہیں پھینکا تھا کہ میں ہی اس کا تعاقب کر رہا ہوں۔ اگر یہ بات ہوتی تو اسی وقت بم پھینکتا جب میں پوری طرح زد پر آ جاتا۔ اس نے سوچا ہو گا اگر وہ محض کوئی راہگیر ہے تو دہشت زدہ ہو کر وہیں کا وہیں رک جائے گا.... اور اگر میرے آدمیوں میں سے ہو گا تو وہ بھی اس خیال سے تعاقب جاری رکھنے کا ارادہ ملتوی کر دے گا کہ متعاقب کے پاس دستی بم بھی ہیں۔"

"بہر حال آپ کے پاس کوئی واضح ثبوت نہیں ہے کہ وہ میجر چوہان ہی ہو گا۔"

"کوئی ثبوت نہیں ہے.... ورنہ میں یہاں نہ ہوتا۔"

"آپ کب تک اس طرح چھپتے رہیں گے۔"

"اس کیس کے اختتام تک.... خواہ مخواہ بات نہیں بڑھانا چاہتا.... ڈی۔ آئی۔ جی بد تمیز

ہے۔ اکثر سپرنٹنڈنٹ تک سے بد کلامی کر بیٹھتا ہے.... لیڈی پرکاش والے کیس کی تفتیش بذات خود کر رہا ہے۔"

"میں نے تو ابھی تک موقع ہی نہیں دیا کہ مجھے طلب کر سکے۔" حمید بولا۔ "مجھے اگر بنگلے پر طلب کرے تو مجھے بے حد خوشی ہو گی۔"

"کیوں....؟"

"شاید آپ اپنی طرح سارے آفیسروں کو غیر شدی شدہ سمجھتے ہیں۔"

"اوہ....!" فریدی مسکرایا۔ "ہاں میں نے اس کی بیوی کے حسن کی تعریف سنی ہے۔"

"بس اس طرح وقتاً فوقتاً ایسی باتیں بھی سنتے رہا کیجئے! شائد اللہ کرم کر ہی دے آپ کے حال پر۔"

"حمید....!" دفعتاً فریدی اس طرح بولا۔ "جیسے اس کی بات سنی ہی نہ ہو۔ تم قاسم سے ملو.... آج کل وہ اسپرنگ کلب میں دیکھا جا رہا ہے.... اس کے ساتھ ایک عورت ہوتی ہے.... سائرہ عشرت.... عشرت عظیم.... چیئرمین اٹامک انرجی کمیشن کی بیوی....!"

"پتہ نہیں.... میں اس نام کی کسی عورت کو نہیں جانتا۔"

"تمہیں قاسم کے ذریعے اس سے مل کر مراسم بڑھانے ہوں گے۔"

"پہلے اس کی عمر بتائیے۔"

"فضول باتیں نہ کرو.... اس دوران میں تمہیں اس کا خیال بھی رکھنا پڑے گا کہ چوہان یا اس کے آدمیوں کو اس کا علم نہ ہونے پائے۔"

"اگر چوہان ہمیں جانتا ہے تو یہ بھی جانتا ہو گا کہ قاسم سے ہمارے کیسے تعلقات ہیں۔"

"معقول بات ہے....!" فریدی پھر سوچ میں پڑ گیا۔

حمید نے پائپ میں تمباکو بھر کر اسے سلگایا اور ہلکے ہلکے کش لیتا رہا پھر کچھ دیر بعد اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھی بات ہے میں لنکن لے جا رہا ہوں۔"

"لیڈی پرکاش سے دور ہی رہنا۔"

"میں جانتا ہوں....!" حمید نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

❁

حمید نے سوچا پہلے دور ہی سے اندازہ کرنا چاہئے کہ سائرہ عشرت کیسی عورت ہے۔ لہٰذا اس نے پہلے چہرے میں پلاسٹک میک اپ کی مدد سے تھوڑی سی تبدیلی کی۔ اپنی گاڑی وینس کے نمبر بدلے اور ایگل بیچ کے چکر کاٹنے لگا۔ قاسم ابھی تک وہیں مقیم تھا دن بھر ہٹ میں رہتا اور شام

ہوتے ہی نکل کھڑا ہوتا اور اسپرنگ کلب جاتا.... سائرہ کی کوششوں کی بناء پر وہ باقاعدہ طور پر ممبر بنالیا گیا تھا۔

لیکن حمید کے لئے دشواری تھی.... وہ تبدیلی ہیئت کے بعد کلب میں کیونکر داخل ہوتا۔ یہ تو اسی صورت میں ممکن تھا جب کوئی مستقل ممبر اسے اپنے ساتھ لے جاتا۔

لیکن آج اتفاق سے ان دونوں نے اسپرنگ کلب کی بجائے بیچ ہوٹل کا رخ کیا اور حمید کو بھی ان کے قریب ہی جگہ مل گئی.... دونوں میزیں اتنے فاصلے پر تھیں کہ ان کی گفتگو بہ آسانی سنی جاسکتی تھی۔

"میں آج کل بڑے اچھے اچھے خواب دیکھتا ہوں....!" قاسم کہہ رہا تھا۔

"اچھا....!" سائرہ نے کہا اور فلور شور کی طرف متوجہ ہوگئی۔

قاسم کے چہرے پر آج بلا کا نکھار تھا۔ چھ دن پہلے کی سی پژمردگی کا نشان بھی نہیں ملتا تھا.... خواہ مخواہ باچھیں کھلی پڑتی تھیں۔

"تم اپنے گھر کب سے نہیں گئے۔" دفعتاً سائرہ نے اس کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"کئی دنوں سے۔"

"کسی نے خبر بھی نہیں لی۔"

"قون لیتا خبر.... میں نے فون کردیا تھا کہ میں یہاں ہوں....!"

"میں تمہاری بیوی سے ملنا چاہتی ہوں۔"

حمید نے محسوس کیا کہ قاسم نروس نظر آنے لگا ہے۔

"کک کیوں....؟" وہ ہکلایا۔

"بس یونہی....!"

"قوئی جرورت نہیں....!"

"کیوں....؟"

"اوہ.... مطلب یہ کہ وہ بہت بد تمیز ہے.... خواہ مخواہ....!"

"کیا خامخاہ....!"

"آپ سے لڑنے لگے گی.... میری ملنے والیوں سے خار کھاتی ہے۔"

"اور بھی ملنے والیاں ہیں....!" سائرہ نے پوچھا اور قاسم بُری طرح بوکھلا گیا۔

"نن نہیں قوئی بھی نہیں.... وہ ایک نرس کی لڑکی ہے.... آتی ہے کبھی کبھی کہتی ہے مجھے جادو کے کھیل دکھاؤ۔"

"جادو کے کھیل.... ؟" استفہام میں حیرت تھی۔

"جی ہاں.... ہی ہی ہی.... وہ میں لوہے کے گولے نکال سکتا ہوں منہ سے.... رائفل کی نال توڑ دیتا ہوں.... زنجیریں توڑ دیتا ہوں۔"

"اچھا....!" وہ ہنس پڑی۔ "ذرا نکالئے تو گولے....!"

"یہاں قہاں.... وہ تو ترقیب ہوتی ہے۔"

"زنجیریں بھی توڑ دیتے ہیں۔"

"ہاں میں بہت طاقتور ہوں.... ٹھہریئے.... میں دکھاتا ہوں۔" قاسم اٹھتا ہوا بولا۔

حمید نے محسوس کیا کہ اس کی ذہنی رو بہک گئی ہے.... ایسے مواقع پر چہرے پر خاص قسم کے تاثرات ہوتے ہیں۔

وہ اٹھ کر سائرہ کی کرسی کی پشت پر آیا۔

"کیوں.... کیا بات ہے۔" سائرہ نے مڑ کر پوچھا۔

"بس آپ سامنے ہی دیکھتی رہیے۔" قاسم نے بڑے خلوص سے کہا۔

حمید سمجھ گیا کہ آئی شامت اس عورت کی.... وہ بالکل ایسے ہی انداز میں گردن گھما کر سامنے دیکھنے لگی جیسے اس میں ارادے کو قطعی دخل نہ ہو۔

دیکھتے ہی دیکھتے قاسم جھکا اور کرسی کے پچھلے پائے پکڑ کر اسے کرسی سمیت اوپر اٹھاتا چلا گیا.... حتیٰ کہ سر سے بلند ہو گئی۔

"ارے.... ارے.... ارے....!" سائرہ کی زبان سے متواتر نکل رہا تھا۔

"وہاں جتنے بھی تھے تحیر آمیز سنجیدگی کے ساتھ متوجہ ہو گئے۔ سائرہ کی عجیب حالت تھی۔ چہرے پر ایسے ہی تاثرات تھے جیسے بھرے مجمع میں خود کو برہنہ محسوس کر رہی ہو۔ حمید نے سوچا کھیل بگاڑ دیا.... کمبخت نے.... اب یہ جو بھاگے گی تو کبھی رخ بھی نہ کرے گی اس کی طرف۔ لہٰذا جھپٹ کر قاسم کے قریب پہنچا اور آہستہ سے بولا۔ "یہ کیا کر رہے ہیں آپ.... اتاریئے نیچے .... ورنہ میں پولیس کو طلب کر لوں گا.... یہ ہوٹل ہے یا بھٹیار خانہ۔" دوسرے لوگ دور ہی سے تماشہ دیکھ رہے تھے۔

قاسم پولیس کے نام پر بوکھلا گیا اور بتدریج اس کے ہاتھ نیچے ہونے لگے۔ بالآخر کرسی زمین پر ٹکی اور سائرہ اس طرح اچھل کر کھڑی ہو گئی جیسے جل اٹھی ہو۔ اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے۔ غالباً سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ ان سبھوں کی نظر سے کیسے اوجھل ہو جائے۔

"اب آپ دونوں فوراً نکل چلئے یہاں سے۔" حمید نے کہا۔ "ورنہ یہاں کئی پریس رپورٹر موجود ہیں جو آپ دونوں کو گھیر لیں گے۔"

"اوہ... جی ہاں.... چلئے چلئے۔" سائرہ جلدی سے بولی۔

وہ باہر آئے.... سائرہ جلدی سے قاسم کی گاڑی میں بیٹھ گئی اور حمید اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھنے لگا۔ دفعتاً قاسم ہکلایا۔ "آپ.... آپ قہاں.... بھائی صاحب۔"

"وہیں بھائی صاحب جہاں آپ....!" حمید نے لاپروائی سے کہا۔ "کچھ ضروری باتیں کروں گا محکمہ آبکاری کا سپرنٹنڈنٹ ہوں۔"

"بات نہ بڑھاؤ....؟" سائرہ پچھلی سیٹ سے منمنائی۔

"آپ کہتی ہیں تو ٹھیق ہے...." قاسم غرایا۔ "ورنہ میں تو پولیس انسپکٹروں کی ٹانگیں چیر دیتا ہوں.... یہ آبخاری والے ہیں۔"

"جی ہاں.... جی ہاں....!" حمید سر ہلا کر بولا اور پچھلی نشست سے آواز آئی۔ "اپنے ہٹ میں چلو۔"

کار چل پڑی۔ قاسم کا ہٹ زیادہ دور نہیں تھا۔ جلد ہی پہنچ گئے۔ نیچے اترے ہٹ میں داخل ہوئے لیکن سائرہ دم بخود تھی۔ وہ دونوں بیٹھ گئے لیکن قاسم کھڑا حمید کو گھور رہا تھا۔ حمید نے اس وقت آواز بدلنے میں کمال کر دیا تھا.... کیا مجال کہ ذرا سی بھی لغزش ہو جاتی۔

"اب فرمایئے.... جناب....!" وہ آنکھیں نکال کر بولا۔

"آپ پہلے تشریف تو رکھئے۔" حمید نے کہا۔ "اور یہ بتایئے کہ جناب نے کون سا نشہ استعمال فرمایا ہے۔"

"میں نے نشہ وشہ نہیں استعمال کیا تم چلے جاؤ چپ چاپ یہاں سے۔"

"محترمہ کیا آپ اس مسئلے پر روشنی ڈال سکیں گی۔"

"میں کیا عرض کروں.... بے حد شرمندہ ہونا پڑا ہے۔ انہوں نے کوئی نشہ استعمال نہیں کیا یہ بس ایسے ہی ہیں۔"

"اگر ایسے ہی ہیں تو مجھے بے حد افسوس ہے آپ کو اکثر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ہو گا۔"

"اے تم جاؤ نکلو یہاں سے.... بڑے آئے.... آپ جناب کرنے والے.... جاتے ہو یا بلاؤں چوکیدار کو۔"

"محتاط ہو کر گفتگو فرمایئے جناب میں ایک ذمہ دار آفیسر ہوں۔ ہمیں شبہ ہے کہ بیچ ہوٹل میں غیر قانونی طور پر بھنگ فروخت ہوتی ہے۔ آپ کی اس حرکت پر میں سمجھا تھا کہ آپ بھی

بھنگ پیے ہوئے ہیں۔"

"بس بس....! کھاموش۔" قاسم حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"تم خود خاموش رہو.... میں گفتگو کروں گی۔" سائرہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ پھر حمید سے کہنے لگی۔ "آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے انہوں نے کوئی نشہ نہیں استعمال کیا۔ بس کبھی کبھی ذہن بہک جاتا ہے.... مجھے اپنی طاقت دکھا رہے تھے۔"

"لاحول ولا قوۃ....!" حمید بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "ایسی حرکتیں گھر پر کی جاتی ہیں۔ اگر آپ لوگ کسی پریس رپورٹر کے ہتھے چڑھ جاتے تو صبح کے اخبارات میں بڑی بڑی سرخیاں نظر آتیں.... شوہر نے بیوی کو سر سے اونچا اٹھایا.... بیچ ہوٹل میں سرکس، وغیرہ وغیرہ۔"

"میں ان کی بیوی نہیں ہوں۔" سائرہ جلدی سے بولی۔ "میرے دوست ہیں۔"

"مجھے حیرت ہے اس دوستی پر"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا ہاں....!" قاسم آستین سمیٹتا ہوا اٹھ گیا۔

حمید بھی کھڑا ہو گیا۔

"ارے.... ارے....!" سائرہ بوکھلا گئی۔

"نہیں آپ چوپ رہئے۔" قاسم اس کی طرف مڑ کر غرایا۔

حمید ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔ "آیئے.... آپ پرلے سرے کے گدھے ہیں۔"

قاسم نے جھپٹ کر پوری قوت سے گھونسہ مارا.... اور حمید نہایت اطمینان سے ایک طرف ہٹ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میاں قاسم اپنے ہی زور میں منہ کے بل نیچے چلے آئے۔ غصے نے پہلے ہی حالت بگاڑ رکھی تھی۔ لہٰذا اس ڈیل ڈول کے ساتھ اچانک گر پڑنے کے بعد جلدی سے اٹھ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

"یہ حالت ہے طاقت کی۔" حمید سر ہلا کر سائرہ سے بولا۔ "میرا دعویٰ ہے کہ اگر چت لٹا کر سینے پر ایک کنکری بھی رکھ دی جائے تو کسی بطخ ہی کی طرح ٹانگیں پھیلائے پڑے رہ جائیں گے۔ چلئے آپ میرے ساتھ۔"

حمید نے سائرہ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس نے بوکھلا کر اس کا ہاتھ پکڑ بھی لیا۔

حمید قاسم کے اٹھنے سے قبل ہی اسے وہاں سے نکال لے جانا چاہتا تھا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے کہا۔ "اپنی گاڑی بیچ ہوٹل کے پارکنگ شیڈ سے منگوا لیجئے گا۔"

سائرہ سحر زدہ سی اس کے ساتھ چلتی رہی۔ قاسم کے حلق سے گالیوں کا طوفان امڈ رہا تھا۔ پھر قبل اس کے کہ وہ اٹھ کر دروازے تک پہنچتا اس کی گاڑی اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔

بیچ ہوٹل کے پارکنگ شیڈ میں گاڑی روک دی گئی۔ یہاں حمید کی گاڑی پہلے ہی سے موجود تھی۔ اس نے پھر سائرہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنی گاڑی میں آبیٹھا۔ اس نے اس پر احتجاج نہیں کیا.... حمید جانتا تھا کہ اس نفسیاتی لمحے سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو پھر کسی طرح کامیابی حاصل نہ ہو سکے گی۔

اپنی گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "آپ کو کہاں چھوڑ دوں۔"

"کہیں بھی....!" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"نہیں بے تکلفی سے فرمائیے۔" حمید بولا۔ "میں نے اس وقت آپ کو ایک بہت بڑے جنجال سے نجات دلائی ہے۔ میں اس آدمی کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ پرلے سرے کا احمق ہے.... دوسروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی حرکتیں کرتا ہے.... پتہ نہیں آپ سے کیسے دوستی ہوئی ہوگی۔"

"آپ کیا جانتے ہیں اس کے بارے میں۔" سائرہ نے پوچھا۔

"سیٹھ عاصم کا لڑکا ہے۔ قاسم نام ہے۔ تمام میں روتا پھرتا ہے کہ اس کی شادی زبردستی ایک ایسی لڑکی سے کر دی گئی ہے جو اسے پسند نہیں۔ ان کے درمیان زن و شوہر کے تعلقات وغیرہ وغیرہ.... ایسی ہی بہت سی باتیں۔"

"تو کیا یہ جھوٹ ہے۔"

"پتہ نہیں۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔ "لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اکثر خواتین اس پر رحم کھا کر اپنی زندگی خود ہی اجیرن کر لیتی ہیں۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"ایک واقعہ سناتا ہوں آپ کو۔ شاید آپ اس سے کچھ اندازہ کر سکیں۔ ایک بار آپ ہی جیسی ایک شریف خاتون کو اس سے ہمدردی ہو گئی تھی۔ یہ حضرت ایک بار انہیں اپنے گھر پر مدعو کر بیٹھے.... بیوی سے شاید کہہ دیا تھا کہ ان کے دوست کی بیگم صاحبہ تشریف لا رہی ہیں۔ بیوی نے دعوت کا اہتمام کیا لیکن ساتھ ہی اپنی چند سہیلیوں کو بھی مدعو کر لیا۔ ایک سکیم تیار کی گئی۔ وہ صاحبہ تشریف لائیں۔ باتوں ہی باتوں میں ان سے اگلوا لیا گیا کہ وہ قاسم کے دوست کی بیوی نہیں بلکہ خود قاسم کی دوست ہیں۔ بس پھر کیا تھا لپٹ پڑی سہیلیوں سمیت.... چوٹی پکڑ کر لان تک گھسیٹتی ہوئی لائی.... پھر جو مرمت شروع کی ہے ان سبھوں نے تو بیگم صاحبہ بے ہوش ہو گئی تھیں۔"

حمید خاموش ہو گیا۔ سائرہ بھی کچھ نہ بولی۔ کچھ دیر بعد حمید نے پوچھا۔ "آپ سے کیسے ملاقات ہوئی تھی۔"

"بس کیا بتاؤں....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "ایک رات گاڑی پر اسی سڑک سے

گزر رہی تھی کہ کنارے ایک گاڑی کھڑی نظر آئی۔ کوئی اس میں بیٹھا زور زور سے رو رہا تھا۔ اتر کر دیکھا تو یہی حضرت تھے۔"

حمید بے تحاشہ ہنس پڑا۔ دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "اور ایسی حرکتوں سے وہ خواتین کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے.... اور پھر سناتا ہے اپنی دکھ بھری داستان اور محترمہ اب میں اپنے متعلق بھی سچی بات بتادوں۔ میرا تعلق محکمہ آبکاری سے نہیں۔ میں تو ایک سیدھا سادہ مصور ہوں۔ آپ کو الجھن میں دیکھا تو سوچا کہ پریس رپورٹروں کے چکر میں پڑنے سے پہلے ہی آپ کو وہاں سے نکال لے جاؤں۔"

"میں بے حد شکر گزار ہوں جناب۔"

"آپ نے ابھی تک بتایا نہیں کہ آپ کو کہاں جانا ہے۔"

"اگر شہر کی طرف جارہے ہوں تو اسپرنگ نائٹ کلب میں چھوڑ دیجئے گا.... میری گاڑی آج ہی سروس کے لئے گئی ہے۔"

"بہت بہتر۔"

"آپ کا اسٹوڈیو کہاں ہے؟" سائرہ نے پوچھا۔

"تارجام میں.... تنہائی پسند آدمی ہوں۔ کبھی شہر بھی آجاتا ہوں۔"

"رات کا کھانا نہ کھایا ہو تو میرے ساتھ کھایئے اسپرنگ میں۔"

"میں ممبر نہیں ہوں۔"

"کسی بھی ممبر کے ساتھ آپ وہاں جاسکتے ہیں۔"

"میرے لئے پہلا اتفاق ہوگا۔ دراصل میری تفریحات مختلف ہیں۔ ہرے بھرے میدان گھنے جنگل میری تفریح گاہیں ہیں۔"

"آرٹسٹ ہی ٹھہرے۔"

"جھٹپٹے میں جنگلوں کی سرگوشیاں ہی میرے لئے اعلیٰ ترین موسیقی ہیں۔"

"آپ شاعر بھی معلوم ہوتے ہیں۔"

"ارے نہیں....!" حمید نے خاکساری برتی۔

"تو پھر آپ میرے ساتھ کھانا کھارہے ہیں یا نہیں۔"

"ارے کہاں تکلیف کریں گی۔"

"آپ کے انکار پر مجھے افسوس ہوگا۔"

"خیر...." حمید نے ٹھنڈی سانس لی۔

یہ سب کچھ غیر متوقع طور پر ہوا تھا.... حمید سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی جلدی کامیابی ہوگی۔ نہ قاسم کی ذہنی رو بہکتی اور نہ موقع نصیب ہوتا۔ بہرحال حمید دل ہی دل میں اپنی پیٹھ ٹھونک رہا تھا۔

❁

لیڈی پرکاش ابھی سوئی نہیں تھی۔ ہٹ میں تنہا تھی اور اس کا چمپینزی صوفے پر پڑا اونگھ رہا تھا۔ دفعتاً دروازہ کھلا اور وہ اچھل پڑی۔ وہ دروازہ مقفل کر کے لیٹی تھی۔ لیکن یہ دہرا قفل تھا۔ باہر سے بھی قفل کھولا جاسکتا تھا.... لیکن اس کی کنجی کسی کو بھی نہیں دی تھی۔

پورا دروازہ کھل جانے کے بعد کوئی داخل ہوا.... گہری نیلی.... اور مدھم روشنی میں وہ اندازہ نہ کر سکی کہ آنے والا کون ہے۔ پھر دفعتاً کمرے کا دوسرا بلب روشن ہوگیا اور آنے والا وضاحت کے ساتھ اس کی نظروں کے سامنے تھا۔ سر تاپا سیاہ۔ صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے جن سے دو خوفناک آنکھیں جھانک رہی تھیں۔ چمپینزی غراتا ہوا اٹھا لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک کریہہ سی آواز کے ساتھ ڈھیر ہوگیا۔ آنے والے کا بے آواز ریوالور اس کی طرف اٹھا تھا۔ ہلکی سی "ٹرچ" سنائی دی تھی اور بس چمپینزی پھر نہ اٹھ سکا۔

"یہ.... یہ.... کک کیا؟" لیڈی پرکاش نے کانپتے ہوئے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

سیاہ پوش کا ہاتھ اس طرح اٹھا جیسے وہ اسے خاموش رکھنا چاہتا ہو۔ لیڈی پرکاش دم بخود رہ گئی۔ وہ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھا۔ ایک ہاتھ سے ریوالور سیدھا کئے ہوئے دوسرا ہاتھ آگے بڑھا کر اس کی گردن پکڑلی اور اسے دباتا رہا۔ حتیٰ کہ لیڈی پرکاش کی آنکھوں میں اندھیرا چھانے لگا۔ پتہ نہیں کیسی گرفت تھی کہ ذرا سی دیر میں وہ بے جان سی ہو کر رہ گئی۔ سیاہ پوش نے اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور سوئچ بورڈ تک آیا۔ پھر کمرے میں گہری تاریکی چھا گئی۔

پھندا

سرسنہا کی کار کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی کہ حمید ڈرائنگ روم سے نکل کر پورچ میں داخل ہوا۔ شاید روزا اسے رخصت کرنے ہی برآمدے تک آئی تھی۔ حمید نے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا۔ سرسنہا کی کار پورچ کے باہر ہی رک گئی تھی وہ حمید کو جاتے دیکھتا رہا اور حمید کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس نے اسے دیکھا ہی نہ ہو۔

اس کی گاڑی پھاٹک سے گزر گئی.... روزا سرسنہا کو گاڑی سے اترتے دیکھ کر برآمدے ہی

میں رک گئی تھی۔

سر سنہا نے اسے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے برآمدے کے زینے طے کئے اور اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ وہ اب بھی اسے ناخوش گوار انداز میں گھورے جا رہا تھا۔

"یہ یہاں روزانہ کیوں آتا ہے۔" اس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"روزانہ تو نہیں۔"

"جھوٹ مت بولو..... مجھے علم ہے۔"

"کس بات کا علم ہے۔"

"یہی کہ روزانہ یہاں آتا ہے۔"

"وہ.... وہ.... لاش جو یہاں پائی گئی تھی؟"

"بکواس.... اس کے متعلق مجھ سے پوچھ گچھ کرنی چاہئے۔"

"یہی تو میں بھی سوچتی ہوں کہ آخر مجھ سے کیوں پوچھتا ہے۔ میں تو یہاں تھی بھی نہیں۔"

"چلو اندر چلو....!" وہ اسے دروازے کی جانب دھکیلتا ہوا بولا۔ روزا کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ شاید اس کے باپ کا یہ رویہ اس کے لئے نیا تھا۔

ڈرائنگ روم میں پہنچ کر اس نے سامنے والے صوفے کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ۔"

روزا استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھتی رہی۔

"میں اسے پسند نہیں کرتا کہ میری بیٹی کسی پولیس آفیسر سے دوستی کرے.... اور پھر جبکہ وہ بہت زیادہ بدنام بھی ہے۔"

"وہ کلچر سنٹر کا ممبر بھی ہے۔"

"کچھ بھی ہو! میں اسے پسند نہیں کرتا۔"

یک بیک روزا کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار نظر آئے اور اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آخر آپ کو میری اتنی پرواہ کب سے ہو گئی ہے۔"

"کیا مطلب....!" سر سنہا کی بھنوئیں تن گئیں۔

"آپ کو کبھی اس کی پرواہ نہیں ہوئی کہ میں کیا کرتی ہوں۔ کہاں جاتی ہوں اور کب واپس آتی ہوں۔"

"اچھا تو پھر....!" سر سنہا کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

"کچھ بھی نہیں....!" روزا نے سرکش انداز میں کہا۔ "میں اپنے طور پر پلی بڑھی ہوں۔

میری تربیت میں میرے والدین نے حصہ نہیں لیا۔"

"تم کیا بک رہی ہو۔"

"تلخ حقیقتوں کا اظہار کر رہی ہوں....!"

"میں برداشت نہیں کر سکتا....؟" سر سنہا غرایا۔

"آپ کی مرضی....!" روزا نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"اچھی بات ہے۔" سر سنہا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب اگر وہ یہاں آیا تو اُسے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔"

"کیا معلوم ہو جائے گا؟"

"یہی کہ سر سنہا کی لڑکی اتنی سستی نہیں ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہیں....!" روزا چیخ کر بولی۔

"میں ملازموں کو کہہ دوں گا وہ جب بھی یہاں آئے اٹھا کر اسے باہر سڑک پر پھینک دیں۔"

"آپ ایسا نہیں کر سکتے۔"

"کیوں؟"

"آپ میرے کسی دوست کی توہین نہیں کر سکتے۔"

وہ تیزی سے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

روزا دم بخود بیٹھی رہی۔ سانسیں تیزی سے چل رہی تھیں اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ شاید زندگی میں پہلی بار باپ سے اس طرح گفتگو ہوئی تھی۔ ایسے موڈ میں اس نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ کبھی اتنی بلند آواز میں بولتے سنا تھا۔ اس کی دانست میں وہ خود ہی ایسی سچویشن پیدا نہیں ہونے دیتا تھا جس سے اس کو غصہ آئے اور دوران خون میں تیزی پیدا ہونے کی بناء پر خون کا دباؤ بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔

بہر حال اس وقت غصے سے بدحال ہو رہی تھی۔ دفعتاً اٹھی اور فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کرنے لگی پھر ماؤتھ پیس میں بولی۔ "ہیلو.... ہوٹل ڈی فرانس.... روزا فریڈرک کے نام سے ایک کمرہ بک کر دو۔ میں تھوڑی دیر بعد پہنچ رہی ہوں۔" ریسیور رکھ کر وہ اپنے کمرے میں چلی آئی اور ایک سوٹ کیس میں کپڑے رکھنے لگی۔

❁

بالآخر حمید آئی۔جی کے دفتر میں طلب کر لیا گیا.... فوراً پیشی بھی ہو گئی۔ آئی۔جی تنہا تھا اس نے سر کے اشارے سے حمید کو بیٹھنے کی اجازت دی۔ سب سے پہلا سوال فریدی ہی سے متعلق تھا۔

"مجھے علم نہیں ہے.... جناب کہ وہ کہاں ہیں۔ میں اس سلسلے میں پہلے ہی اپنا تحریری بیان دے چکا ہوں۔"

"تم نے لیڈی پرکاش کی رپورٹ دیکھی تھی۔"

"جی ہاں.... جناب....!"

"لیڈی پرکاش سے متعلق کوئی مزید اطلاع؟"

"میں نے اس کی طرف دھیان ہی نہیں دیا.... جرأت ہی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ خود ڈی۔ آئی۔ جی صاحب اس کے معاملے کو دیکھ رہے ہیں۔"

"وہ پچھلی رات سے غائب ہے۔ اس کا پالتو چمپینزی ہٹ میں مردہ پایا گیا ہے کسی نے اسے گولی ماردی تھی۔ ہٹ میں پائے جانے والے آثار ظاہر کرتے ہیں کہ وہ زبردستی کہیں لے جائی گئی ہو گی۔"

حمید نے خوامخواہ چہرے پر سراسیمگی کے آثار پیدا کر لئے۔

"لیکن میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس میں فریدی کا ہاتھ ہو گا....؟" آئی۔ جی نے حمید کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے کہا۔

"لیکن....!" حمید کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں.... ہاں. کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"میں نے لیڈی پرکاش کی رپورٹ دیکھی تھی.... اور اب سوچ رہا ہوں کہ اس کے بیان کی روشنی میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکے گا کہ یہ کرنل کی انتقامی کاروائی تھی۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ کسی اور نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔"

"ذاتی طور پر میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"تب پھر کرنل کے لئے کوئی پریشانی کی بات نہیں۔"

"آخر وہ حضرت کس چکر میں ہیں۔"

"کچھ دن پہلے جس چکر میں تھے وہ میری سمجھ میں بھی نہیں آیا....!"

"کیسا چکر....!"

حمید نے اسے اشاروں اور فریدی کی فوٹو گرافی کے متعلق بتایا۔ پھر یہ بھی بتایا کہ کس طرح اس سے کیمرہ چھین لیا گیا تھا۔ لیکن اس لاش کا تذکرہ نہیں کیا جو سر سنہا کی کوٹھی کے سامنے ڈالی گئی تھی۔ کیمرے کی واپسی کا ذکر آیا۔ پھر اس کے دھماکے کے ساتھ پھٹنے کی کہانی بھی دہرائی گئی۔ اور جب ان دو لاشوں کا تذکرہ آیا جن کے ذریعہ خط اور کیمرہ واپس آیا تھا تو آئی۔ جی مضطربانہ انداز میں کھڑا ہو گیا....

"لاشوں کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ والے زہر اور اس سوئی کے زہر میں کوئی فرق نہیں جو میں نے کیمیائی تجزیئے کے لئے دی تھی۔" حمید نے کہا۔

"تمہیں وہ سوئی کہاں ملی تھی۔" آئی۔جی نے پوچھا۔

"وہ سوئی مجھے اسی کیفے کے باورچی خانے سے ملی تھی۔" حمید نے مصلحتاً غلط بیانی سے کام لیا۔

آئی۔جی بیٹھ گیا لیکن اس کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار تھے۔ دفعتاً اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ اردلی اندر آیا۔

"کنفیڈنشل ریکارڈ کیپر کو بھیج دو۔" اس نے کہا۔

اور مطلوبہ آدمی کے آنے تک خاموشی رہی۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ آئی۔جی نے کہا۔ "بلیو سیل پیپرز کا بیگ لاؤ۔"

وہ چلا گیا اور پھر کمرے کی فضا پر خاموشی مسلط ہو گئی۔ کچھ دیر بعد ریکارڈ کیپر پھر واپس آیا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک سربمہر چرمی تھیلا تھا جو آئی۔جی کی میز پر رکھ دیا گیا۔ ریکارڈ کیپر کو واپس جانے کا اشارہ کرتے ہوئے آئی۔جی نے تھیلے کی سیل توڑنی شروع کی اور کچھ دیر بعد اس میں سے چند کاغذات نکالے اور ان کا جائزہ لیتا رہا۔ حمید محسوس کر رہا تھا کہ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ہیں۔

تقریباً بیس منٹ تک اس نے وہ کاغذات دیکھے اور پھر انہیں دوبارہ تھیلے میں رکھتا ہوا کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ ہماری عزت ہے.... بخدا محکمے کی ناک ہے.... یہ بات میری ہی ذات تک محدود رہے گی۔"

"تو آپ انہیں لیڈی پرکاش والے واقعے کا ذمہ دار نہیں سمجھتے۔"

"قطعی نہیں.... اگر اس نے کچھ کیا بھی ہوگا تو مصلحتاً....!"

"وہ تار جام میں ہیں۔"

"ٹھیک ہے.... اب میں مطمئن ہوں...." آئی۔جی نے طویل سانس لی۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ ان اشارہ بازوں کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔"

"مجھے یقین ہے کہ عنقریب تمہیں بھی معلوم ہو جائے گا۔" آئی۔جی مسکرایا اور بولا۔ "اب تم جا سکتے ہو۔"

حمید نے اٹھ کر سلیوٹ کیا اور باہر آ گیا۔

وہ سوچ رہا تھا آخر لیڈی پرکاش کو کون لے گیا۔ کیا میجر چوہان کو اس کا علم ہو چکا تھا کہ وہ انہیں سب کچھ بتا چکی ہے۔

کچھ دیر بعد وہ اس نئی خبر کے ساتھ تیزی سے تارجام کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

لیڈی پرکاش کی گہری نیند صبح تک جاری رہی تھی.... ہوش میں آنے کے بعد اس نے خود کو ایک ایسے کمرے میں پایا تھا جس میں بظاہر کوئی دروازہ نہیں تھا لیکن ٹمپریچر کہہ رہا تھا کہ وہ جگہ ایئر کنڈیشنڈ ہے۔ صرف ایک روشندان تھا۔ اگزہاسٹ فین گردش کر رہا تھا۔

وہ ایک آرام دہ اسپرنگ والے بستر پر پڑی تھی.... بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتی رہی۔ پھر پچھلی رات کے واقعات یاد آئے.... اور وہ کانپ کر رہ گئی۔ چمپنزی کی موت....؟ اس کا دل ڈوبنے لگا۔ اس نے اسے اس وقت سے پالا تھا جب وہ صرف چھ دن کا تھا۔ نیروبی کے دورانِ قیام میں سر پرکاش کے ایک شکاری دوست نے تحفتاً پیش کیا تھا۔ اس کا دل بھر آیا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

پھر دفعتاً ایک ہلکی سی آواز نے اسے چونکا دیا۔ کمرے کی ایک دیوار میں دریچہ سا نظر آیا۔ وہ اٹھ کر اس کی طرف جھپٹی تھی کہ پچھلی رات والا سیاہ پوش اسی دریچے سے گزر کر کمرے میں داخل ہوا۔

"اتنی بے صبری؟" اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"مجھے جانے دو.... ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔" لیڈی پرکاش تیز لہجے میں بولی۔

"کچھ ایسا بُرا بھی نہ ہوگا....!"

"تم کون ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟"

"بس تھوڑی سی معلومات۔"

"میں نہیں سمجھی! کیسی معلومات....!"

"تم اس درمیان فریدی سے ملی ہو؟"

"کیوں؟ تم سے مطلب....؟"

"میری بات کا جواب دو....!" وہ غرایا۔

"ہاں.... اس نے زبردستی مجھے اپنی گاڑی میں ڈال کر لے جانا چاہا تھا۔ میں نے شور مچادیا تھا.... لوگ دوڑ پڑے تھے.... اور اسے ناکام وہاں سے بھاگنا پڑا تھا۔ پھر میں نے اس کے خلاف رپورٹ درج کرادی تھی۔"

"میں اس کے بعد والی ملاقات کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔"

"کیا مطلب....؟"

"اس کے بعد بھی تم اس سے ملی تھیں۔"

"اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ایسی صورت میں جبکہ اس کے خلاف رپورٹ درج کرا چکی تھی۔"

"تو پھر وہ تمہیں زبردستی لے گیا ہوگا....؟"

"یہ غلط ہے۔ بکواس ہے.... اس دن سے پھر وہ مجھے نہیں دکھائی دیا۔"

"وہ تمہیں تمہارے ہٹ سے اسی طرح زبردستی لے گیا ہوگا جیسے میں لایا ہوں۔"

"کھلی ہوئی بکواس ہے۔"

"دیکھو.... وہ فریبی ہے....!" نقاب پوش نے سمجھانے کے سے انداز میں کہا۔

"اگر اس نے تم سے لگاوٹ کی باتیں کی ہیں تو یہی سمجھو کہ وقتی ضرورت کے تحت محض کام نکالنا چاہتا ہے۔"

"وہ میرے شوہر کے دوست کا بیٹا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے ایسے لغو الفاظ نہیں سن سکتی۔"

"اوہ.... اسی لئے بھاگا تھا۔" سیاہ پوش نے قہقہہ لگایا۔

"تم ہو کون؟ کیا یہ میجر چوہان کا دوسرا روپ ہے۔ تم سامنے کیوں نہیں آتے۔ شکل دکھاؤ پنی.... یہ تو میں محسوس کر رہی ہوں کہ آواز بدل کر بول رہے ہو۔"

"میجر چوہان گدھا ہے۔ اس کی حماقتوں کی بناء پر یہ سب کچھ ہوا ہے۔"

"اوہ.... تو تم اس کے بھی باس ہو۔"

"ہاں....!"

لیڈی پرکاش دفعتاً زرد پڑ گئی۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "میں نے تنظیم سے غداری نہیں کی۔ بجر چوہان کی ہدایت پر فریدی کو ختم کر دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ پہلے ہی سے ہوشیار تھا۔"

"میں جانتا ہوں؟"

"پھر میں کس خطا پر یہاں لائی گئی ہوں۔"

"تم اس کے بعد بھی فریدی سے ملی تھیں اور اسے اسپرنگ نائٹ کلب کے متعلق بتایا تھا۔"

"اگر تم یقین نہیں کر سکتے تو بھلا میں کس طرح تمہیں مطمئن کر سکوں گی۔"

"میں نے ایک رات کیپٹن حمید کو بھی تمہارے ہٹ سے نکلتے دیکھا تھا۔ وہ کیوں آیا تھا۔"

"اوہ.... وہ....!" دفعتاً لیڈی پرکاش ہنس پڑی۔ "فریدی کے ساتھ وہ بھی اس وقت گاڑی ں موجود تھا.... لیکن میں نے اپنی رپورٹ میں اس کا تذکرہ نہیں کیا تھا.... اسی کا شکریہ ادا نے آیا تھا۔"

"تو کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ سچ مچ شکریہ ادا کرنے آیا تھا۔"

"ہرگز نہیں....!"

"وہ تمہارے ہٹ میں داخل ہو سکتا ہے۔ لیکن فریدی کے لئے یہ کام ناممکن ہے کیوں؟"

"میں کب کہتی ہوں کہ ناممکن ہے۔ لیکن وہ مجھ سے پھر نہیں ملا۔ مجھے خود بھی حیرت ہے۔"

"ناقابل یقین ہے۔ لیڈی پرکاش....!" سیاہ پوش غرایا۔ "ایک ایسے آدمی سے دشمنی مول لے کر تم تنہا اس ہٹ میں رہتی ہو.... آخر اس اطمینان کی کوئی وجہ تو ہوگی۔"

"کیا وہ بدبخت میری حفاظت نہ کر سکیں گے جن کے لئے میں نے اتنا بڑا خطرہ مول لیا تھا.... مجھے یقین ہے کہ تنظیم کے بعض افراد میرے ہٹ کی نگرانی کرتے ہوں گے۔"

"کیا تمہیں کسی نے اس کے متعلق یقین دلایا تھا۔"

"میجر چوہان نے؟" لیڈی پرکاش بولی۔ "اس نے کہا تھا کہ میں بے خوف و خطر وہاں مقیم رہوں کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے گا۔"

سیاہ پوش تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "مناسب ہے کہ اب تم یہاں قیام کرو.... میری حفاظت میں۔"

لیڈی پرکاش نے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ اس سے پہلے جا چکا تھا اور دیوار برابر ہو گئی تھی۔

❁

قاسم بہت دیر سے حمید کا تعاقب کر رہا تھا۔ لیکن حمید سمجھ کر نہیں۔ حمید سمجھتا تو شاید قتل کر دیتا۔

حمید اسی میک اپ میں تھا جس میں سائرہ عشرت کو ورغلا کر قاسم سے دور لے گیا تھا۔ شاید اسی دن کے بعد سے وہ قاسم سے نہیں ملی تھی۔ آج قاسم کو ایگل بیچ میں وہ نظر آ گیا تھا اور اس نے اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ حمید واقف تھا اس تعاقب سے۔ لیکن اس سے دیدہ دانستہ لاپروائی برت رہا تھا۔ ظاہر کر رہا تھا جیسے اس سے قطعی لاعلم ہو۔

سائرہ نے وعدہ کیا تھا کہ نو بجے بیچ ہوٹل میں ملے گی۔ لہٰذا حمید اِدھر اُدھر وقت گزارتا پھر رہا تھا۔ ابھی آٹھ ہی بجے تھے۔

ساحل پر وہ اوپن ایئر ہوٹل میں جا بیٹھا تھا۔ قاسم کے لئے شاید اب خاموشی ناقابلِ برداشت ہو چکی تھی لہٰذا وہ بھی "سلامالیکم" کا ڈنڈا رسید کرتا ہوا اسی میز پر جم گیا۔

"فرمایئے....!" حمید نے حیرت سے کہا۔ "میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔"

"میں نے آپ کو نہیں پہچانا....!" قاسم نے کسی جلے تن بوڑھی عورت کی طرح ہاتھ نچا کر کہا۔ "اپنی خالہ کو تو پہچانتے ہونا۔"

"آپ کیا بک رہے ہیں۔"

"بتاؤ.... سائرہ کہاں ہے۔" قاسم آنکھیں نکال کر غرایا۔

"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں۔"

"نہیں آج بھی بھنگ پئے ہوئے ہوں اور تمہیں کرسی سمیت اٹھا کر پھینک دوں گا۔"

"اوہ....!" حمید مسکرایا۔ "آپ وہ ہیں....!"

"ہاں وہی ہوں.... بتاؤ۔"

"دیکھو برخوردار...." حمید آگے جھک کر آہستہ سے بولا۔ "میں محکمہ آبکاری کا سپرنٹنڈنٹ ہوں۔"

"ہوا کرو.... میں تو پولیس والوں کو کچھ بھی نہیں سمجھتا۔"

"ہو سکتا ہے۔" حمید سر ہلا کر بولا۔ "بڑے آدمی ہو.... میں جانتا ہوں۔ لیکن سنو۔ میں تمہارے والد صاحب کو بھی بند کرا سکتا ہوں۔"

"وہ کیسے....!" قاسم آنکھیں نچا کر غرایا۔

"ڈیڑھ سیر چرس چپکے سے کوٹھی میں رکھوا کر چھاپہ مار دیا.... اور دھرے گئے.... بعد میں ہوا کرے ضمانت اور مقدمہ.... اخبار میں تو چھپ ہی جائے گا کہ سیٹھ عاصم چرس سے بھی شوق فرماتے ہیں۔"

"اے تم کیسی اول جلول باتیں کر رہے ہو۔"

"اور تمہیں تو چٹکی بجاتے بند کرا سکتا ہوں.... چلتے پھرتے تمہاری جیب میں تولہ بھر چرس رکھوا دی.... اور وہیں دھر لیا.... دوسرے دن چلا آ رہا ہے اخبارات میں کہ سیٹھ عاصم صاحب کے صاحبزادے بھی چرسی ہیں۔"

قاسم چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر یک بیک اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"کیوں....؟" حمید نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"قق کچھ نہیں.... میں بہت بدنصیب آدمی ہوں.... جو بھی آتی ہے چلی جاتی ہے۔" قاسم روہانسی آواز میں بولا۔ "پھر پلٹ کر نہیں آتی.... اچھا تم تو آب قاری کے آفیسر ہو۔ مجھے بتاؤ کہ میں کتنی افیم کھا لینے پر مر جاؤں گا۔"

حمید کو ہنسی آ رہی تھی۔ بڑی دشواریوں سے خود پر قابو پا سکا تھا۔ اس نے نیچے سے اوپر تک قاسم کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "کم از کم.... ڈیڑھ سیر.... اس سے کم سے نہیں مرو گے۔"

"نہیں ٹھیک سے حساب لگا کر بتاؤ۔" قاسم رو میں بولا۔

"تم کیوں مرنا چاہتے ہو۔" حمید نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔ اور قاسم پھوٹ پڑا۔ شادی سے لے کر اب تک کے سارے واقعات بتائے۔ بس ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے اب رویا اور تب رویا۔

"مجھے تم سے ہمدردی ہے؟" حمید نے کہا۔ "میں تمہارے لئے کسی دوسری محبوبہ کا انتظام کردوں گا۔ یہ عورت تو مجھے پسند آگئی ہے۔"

"کھیر.... کھیر....!" قاسم سر ہلا کر بولا۔ "مگر ایسی ہی ہونی چاہئے.... دھاکڑ.... مم مطلب یہ کہ.... ہاں....!"

"میں نہیں سمجھا؟"

"اے وہ یعنی کہ خوب تگڑی....!"

"ذبح کر کے کباب لگاؤ گے کیا؟"

"اے جاؤ چکد ہو بالکل.... اتنا بھی نہیں سمجھے۔"

"کیا نہیں سمجھے؟"

"اب قیسے سمجھاؤں.... یعنی کہ ہی ہی ہی....!" قاسم نے شرمیلے انداز میں دانت نکال دیئے۔

"اچھا.... اچھا.... اٹھو.... میں تمہارے لئے کچھ کر ہی دوں۔" حمید اٹھتا ہوا بولا۔

"چلو.... چلو....!" قاسم نے بے حد خوش ہو کر میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

وہ وہاں سے اٹھ کر ساحل کے قریب آئے.... بہتیرے لوگ ٹہل رہے تھے ان میں عورتیں بھی تھیں.... اور چست لباس والی لڑکیاں بھی....

"انہیں تو بس پیچھے سے دیکھو....!" قاسم بڑبڑایا۔

حمید اس کی طرف دھیان دیئے بغیر آگے بڑھتا رہا.... دراصل وہ کسی ویران گوشے میں پہنچ کر قاسم کی خبر لینا چاہتا تھا۔ قاسم بھی اس کے ساتھ چلتا رہا۔ ایک جگہ وہ رکے.... یہاں اندھیرا تھا.... ساحل کے برقی قمقمے بہت پیچھے رہ گئے تھے دفعتاً حمید کو ایسا لگا جیسے کوئی چیز گردن کے گرد لپٹ گئی ہو۔ ہاتھ ابھی تک گردن تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ جھٹکا سا لگا اور وہ سنبھلنے کی کوشش کے باوجود بھی نیچے چلا آیا۔ گردن میں پڑا ہوا پھندا تنگ ہوتا جا رہا تھا اور جواب دیتی ہوئی قوت سامعہ قاسم کی گھوں گھوں سمیت بتدریج مضمحل ہوتی جا رہی تھی.... پھر اندھیرا.... اندھیرا....

جہنم کے قریب

پھر دوبارہ آنکھ اندھیرے ہی میں کھلی تھی اور حمید نے گردوپیش کی زمین ٹٹولنے کے بعد

اندازہ لگایا تھا کہ وہ ساحل پر نہیں ہے.... مزید اطمینان کے لئے اس نے زمین پر ہاتھ مارا تھا اور پختہ فرش کی سی گونج فضا میں محسوس ہوئی تھی۔

وہ ٹٹولتا ہوا دیوار تک پہنچا.... اور پھر دیوار ہی کے سہارے آگے بڑھتا رہا۔ دیوار کے جوڑ تک پہنچا اور دوسری دیوار شروع ہو گئی.... انداز کہہ رہا تھا کہ وہ کسی کمرے میں ہے.... ورنہ فرش پر ہاتھ مارنے سے گونج نہ سنائی دیتی۔ وہ بڑھتا رہا.... پھر پنڈلیاں کسی سخت چیز سے ٹکرائیں.... بے اختیار جھکا اور ہاتھ شاید کسی مسہری کی پٹی پر ٹک گیا۔

پھر ٹٹولتے ہوئے کچھ اور آگے بڑھے.... بال.... اوہ.... نرم بالوں کا ڈھیر اور پھر دفعتاً اس کے ہاتھ جھٹک دیئے گئے۔

"کون ہے....!" یہ ایک خوفزدہ سی نسوانی آواز تھی۔

حمید نے ٹھنڈی سانس لی اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ایک شریف آدمی۔"

دوسرے ہی لمحے میں ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس مسہری پر سے اٹھا ہو۔ اچانک کمرے میں دھندلی سی روشنی پھیل گئی جو کارنس کے جوڑ سے پھوٹ رہی تھی۔

"اوہو....!" دفعتاً حمید کے منہ سے نکلا اور پھر اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

یہ عورت لیڈی پرکاش تھی اور اس دھندلی سی روشنی میں پہلے سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔

"تم کون ہو....؟" اس نے گونجیلی آواز میں پوچھا۔

"مم.... میں....!" دفعتاً حمید کو خیال آ گیا کہ وہ میک اپ میں تھا۔ شاید اب بھی ہے.... اسی لئے وہ پہچان نہیں سکی۔

"میں....!" اس نے بڑے ادب سے کہا۔ "یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ ناشتہ میں کیا کھائیں گی۔"

لیڈی پرکاش نے تکئے کے نیچے سے گھڑی نکال کر دیکھی اور اُسے غصیلی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "دماغ تو نہیں خراب ہو گیا.... ڈیڑھ بجے رات کو ناشتے کی بات کر رہے ہو.... جاؤ نکلو یہاں سے ورنہ....!"

لیکن حمید نے چاروں طرف نظر دوڑا کر مایوسی سے کہا۔ "کیسے جاؤں.... دروازہ تو نظر ہی نہیں آتا۔"

وہ چند لمحے اسے غصیلی نظروں سے دیکھتے رہنے کے بعد بولی۔ "کیا چاہتے ہو.... جلدی بکو۔ مجھے سونا ہے۔"

"خفا ہونے کی ضرورت نہیں محترمہ....!" حمید نے لجاجت سے کہا۔ "میں یہاں خود سے

نہیں آیا۔ ایگل بیچ میں ٹہل رہا تھا دفعتاً کسی نے گلے میں رسی کا پھندا ڈال کر کھینچا.... اتنا یاد ہے کہ میں گر پڑا تھا.... یہاں کس طرح پہنچا اس کا ہوش نہیں۔"

"اوہ....!" یک بیک وہ بھی نرم پڑ گئی۔ اس کے قریب آئی اور آہستہ سے پوچھا۔ "کیا تم بھی اسی تنظیم سے متعلق ہو۔"

"میں کسی بھی تنظیم سے متعلق نہیں محترمہ.... آرٹسٹ ہوں.... کبھی جی بہلانے کے لئے کبھی پیٹ پالنے کے لئے تصاویر بناتا ہوں۔ لیکن ایک بات ضرور پوچھوں گا۔"

"کیا دنیا میں کوئی ایسی بھی تنظیم ہے جن کے ارکان کو پھندہ ڈال کر گھسیٹا جاتا ہو۔"

"کچھ نہیں میں نے یونہی پوچھا تھا۔"

"اب آپ بتایئے کہ میں کہاں ہوں اور آپ کون ہیں....!"

"میں ایک خوبصورت عورت ہوں اور خود بھی نہیں جانتی کہ کہاں ہوں۔" لیڈی پرکاش مسکرائی۔ چند لمحے عجیب نظروں سے حمید کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر انگڑائی لے کر بولی۔

"نیند آرہی ہے....!"

وہ مسہری کی طرف مڑ گئی تھی۔ دلکش انداز میں چلتی ہوئی مسہری تک گئی اور داہنی کہنی تکیئے پر ٹیک کر نیم دراز ہو گئی۔ داہنا گال ہتھیلی پر ٹکا ہوا تھا۔ اور وہ آدھ کھلی آنکھوں سے حمید کی جانب دیکھے جا رہی تھی۔

حمید نے سوچا یہ تو قطعی نامناسب بات ہو گی۔ لہٰذا اس نے اپنے جیب سے اپنی نوٹ بک نکالی اور اس پر لکھنے لگا۔ "میں کیپٹن حمید ہوں۔ خود بھی اسی جال میں آ پھنسا ہوں۔ تمہارے غائب ہو جانے کے بعد سے فریدی صاحب کی تلاش کی مہم اور تیز ہو گئی ہے.... اب یہاں ہماری مطلب کی گفتگو بذریعہ تحریر ہی ہو گی مجھے شبہ ہے کہ دیواروں میں مائیک پوشیدہ ہیں۔"

اس نے آگے بڑھ کر ڈائری اس کی طرف بڑھا دی۔ وہ پڑھتی رہی۔ پھر اٹھ بیٹھی چہرے پر مسرت کے آثار تھے۔

حمید سے قلم لے کر اس نے دوسرے صفحے پر لکھنا شروع کیا۔ "یہ ایک نقاب پوش ہے جو مجھے زبردستی یہاں اٹھا لایا ہے.... لیکن میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہ میجر چوہان نہیں ہے۔ خود کو اس کا باس کہتا ہے۔ کہتا ہے کہ میجر چوہان میرے ہی لئے کام کرتا ہے۔"

دوسری بار حمید نے لکھ کر پوچھا کہ وہ آخر اسے لایا ہی کیوں ہے۔ جواب میں لیڈی پرکاش نے لکھا۔ "وہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ فریدی کے خلاف رپورٹ درج کرا دینے کے بعد میں اس سے ملی تھی یا نہیں۔ میں نے انکار کر دیا ہے۔ میں نے ابھی تک اعتراف نہیں کیا۔ ویسے ڈر ہے کہ

کہیں تشدد پر نہ اُتر آئے۔"

حمید نے اسے اطمینان دلانے کی کوشش کی کہ اس کی موجودگی میں ایسا نہیں ہو سکے گا۔ ویسے خود اپنے متعلق سوچ رہا تھا کہ دیکھئے کیا حشر ہوتا ہے۔ اس نے آرٹسٹ سمجھ کر تو پکڑا نہ ہوگا۔

❁

روزا ہوٹل ڈی فرانس میں مقیم تھی.... اور بس اپنے کمرے ہی تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ کھانا کمرے ہی میں کھاتی تھی۔ ڈائننگ ہال میں کسی وقت بھی نہیں دیکھی گئی۔ اس وقت اس نے فون کے ذریعے چائے طلب کی تھی اور آرام کرسی میں نیم دراز ویٹر کی منتظر تھی.... رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ ابھی تک نیند نہیں آئی تھی۔ ذہنی تھکن سے نڈھال ہو کر سوچا تھا شاید چائے ہی کچھ سکون مہیا کر سکے۔

دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی اور اس نے تھکی تھکی سی آواز میں کہا۔ "آ جاؤ۔" لیکن دروازہ کھلتے ہی اچھل پڑی۔

آنے والا دراز قد اور بھاری بھرکم آدمی تھا۔ اوور کوٹ کا کالر کان کی لوؤں کے اوپر تک اٹھا ہوا تھا.... اور فلٹ ہیٹ کا گوشہ پیشانی پر اس طرح جھکا ہوا تھا کہ چہرہ صاف نہیں دکھائی دیتا تھا۔

روزا لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے پیچھے ہٹی۔ لیکن وہ اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔

آنے والے نے مڑ کر دروازہ بند کر لیا اور جب روزا کی طرف مڑا تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے دوبارہ زندگی ملی ہو۔

یہ کرنل فریدی تھا۔ اب فلٹ ہیٹ اس کے ہاتھ میں تھی اور کوٹ کا کالر نیچے گرایا جا چکا تھا۔

"آپ....!" روزا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے افسوس ہے کہ اتنی رات گئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں؟"

"اوہ.... نہیں ٹھیک ہے۔ تشریف رکھئے۔" روزا جلدی سے بولی۔

"آپ کی طبیعت کیسی ہے؟" اس نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں.... لیکن.... لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں۔"

"ہمیں اپنی آنکھیں کھلی رکھنی پڑتی ہیں.... ویسے کوئی خاص بات نہیں۔"

اتنے میں شاید ویٹر نے دستک دی.... روزا نے دروازے کے قریب جا کر کہا کہ وہ ایک کپ اور لائے۔

"تکلف نہ کیجئے.... مجھے خواہش نہیں ہے۔" فریدی نے کہا۔

روزا کچھ نہ بولی۔ یک بیک وہ پھر نروس نظر آنے لگی تھی۔ اس نے اسے ایسی ہی نظروں سے

دیکھا جیسے معلوم کرنا چاہتی ہو کہ وہ کیوں آیا ہے؟

"آپ گھر سے اس طرح کیوں چلی آئی ہیں۔" فریدی نے کہا۔ "حالانکہ یہ آپ کا نجی معاملہ ہے لیکن حالات ایسے ہیں کہ پوچھنا ہی پڑ رہا ہے کہ....!"

"بس یونہی.... زندگی کی یکسانیت سے اکتا کر....؟" اس نے کہا اور اتفاقاً فریدی سے نظر مل گئی۔ ایسے لگا جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو۔ پورا جسم ہل کر رہ گیا.... اور کوشش کے باوجود بھی اپنی نظریں اس کے چہرے سے نہ ہٹا سکی۔ ایسا لگتا تھا جیسے مسحور ہو کر رہ گئی ہو۔

"آپ کب اور کس طرح ان لوگوں میں شامل ہوئی تھیں۔" فریدی نے ایسی آواز میں پوچھا جو تیز قسم کی سرگوشی سے مختلف نہیں تھی۔

"چھ ماہ پہلے کی بات ہے۔" وہ غیر ارادی طور پر بولی۔ "میں سو کر اٹھی تو تکیئے پر ایک کاغذ رکھا پایا.... جس پر وہی چار لکیریں بنی ہوئی تھیں۔ جن کے متعلق آپ لوگ اب تک پوچھتے رہے ہیں۔ دوسری صبح پھر ایسا ہی کاغذ ملا۔ اس بار لکیروں کے نیچے تحریر تھا۔ "میں تمہیں بھی قتل کر سکتا ہوں.... اسی طرح جیسے یہ کاغذ کا ٹکڑا تمہارے تکیئے تک پہنچا ہے۔ وہی ہاتھ جو اسے یہاں تک پہنچاتے ہیں تمہارا گلا بھی گھونٹ سکتے ہیں۔ میں ڈر گئی لیکن نہ جانے کیوں کسی سے اس کا تذکرہ کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ بس پھر اس کے بعد فون پر احکامات ملنے لگے اس دھمکی کے ساتھ کہ اگر میں نے فلاں کام نہ کیا تو مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ رفتہ رفتہ میں خوف کے تحت اس کی گرفت میں آتی گئی۔ لیکن مجھ سے جو کام لئے جاتے ہیں میں ان کے سر پیر سے واقف نہیں ہوتی۔"

"مثلاً....!"

وہ کچھ سوچنے لگی.... پھر بولی۔ "مثلاً فلاں سڑک پر فلاں وقت سے فلاں وقت تک کھڑی رہو۔ تمہارے بالوں میں پھول ہونا چاہئے۔"

"ہوں.... اس موٹے آرٹسٹ کے یہاں آپ کو کس سلسلے میں وارننگ ملی تھی؟"

"اس سلسلے میں کہ میں کیپٹن حمید سے نہ ملوں۔"

"اسپرنگ نائٹ کلب سے آپ کا کیا تعلق ہے؟"

"کچھ بھی نہیں.... میں ایسی جگہوں پر نہیں جاتی۔ آج تک نہیں گئی....!"

"تو آپ کو فون پر احکامات ملتے ہیں۔"

"جی ہاں.... اور.... اور....!"

"ہاں کہئے....کہئے....!"

"وہ جس کی لاش ہمارے پھاٹک پر ملی تھی.... میرا بڑا اچھا دوست تھا.... اور شاید میری ہی

طرح وہ بھی اس نامعلوم آدمی کے جال میں پھنسا ہوا تھا۔"

"مجھے علم ہے....!" فریدی نے کہا۔

"اور.... اور.... مجھے اپنے باپ سے شدید نفرت ہے۔" یک بیک اس کی آواز تیز ہو گئی۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"میں اس لئے یہاں آئی ہوں کہ دوبارہ اس کی شکل نہ دیکھ سکوں، وہ میرے لئے ایک بے رحم اجنبی ہے۔ میں نے بچپن سے اب تک کبھی یہ نہیں محسوس کیا کہ اس کے دل میں میرے لئے محبت تو بڑی چیز ہے رحم کا جذبہ بھی ہو.... میں اس کیفیت کو کس طرح الفاظ کا جامہ پہناؤں جو اس کے لئے محسوس کرتی ہوں.... مجھے شبہ ہے کہ پر اسرار آدمی میرا باپ ہی ہو سکتا ہے.... جو بعض اوقات یہ نہیں چاہتا کہ میں گھر پر موجود رہوں....!"

وہ خاموش ہو گئی.... فریدی کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا۔ "کیا آپ اپنے والد کی آواز نہیں پہچان سکتیں۔"

"اصل آواز پہچان سکتی ہوں.... لیکن وہ آواز بدلنے کے ماہر ہیں۔ کسی زمانے میں انہیں اسٹیج سے دلچسپی تھی۔"

"اچھا....!" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ "اگر آپ اسی کمرے تک محدود رہیں تو بہتر ہو گا.... تاوقتیکہ آپ کو میری طرف سے کوئی پیغام نہ ملے۔"

❁

میجر چوہان نشے میں تھا اور اندھا دھند کار ڈرائیو کر رہا تھا.... تیز ڈرائیونگ اس کی کمزوری تھی اور نشے کی حالت میں ایکسیلریٹر اس کا کھلونا بن کر رہ جاتا تھا۔ پھر اس وقت تو ایک یوریشین بھی پہلو میں موجود تھی۔ ایک ہاتھ اسٹیئرنگ پر تھا اور دوسرا اس کی کمر کے گرد۔ سڑک بھی سنسان نہیں تھی۔

"اوہ.... کیا کر رہے ہو....!" لڑکی خوفزدہ آواز میں بولی۔ "آہستہ چلو۔"

شاید اسے زیادہ نشہ نہیں ہوا تھا۔ دونوں کافی دیر تک ایک غیر معروف سی بار میں بیٹھے رہے تھے اور چوہان بے تحاشہ پیتا رہا تھا۔ لڑکیوں کی موجودگی میں عموماً وہ خود کو بہت بڑا پیکر ثابت کرنے پر تل جاتا تھا۔

لڑکی پھر منمنائی اور اس نے جھلا کر کہا۔ "میں آنکھیں بند کر کے بھی ڈرائیو کر سکتا ہوں۔"

"مجھے یہیں اتار دو.... میں نہیں جاؤں گی۔"

چوہان نے قہقہہ لگایا لیکن کچھ بولا نہیں۔ ایکسیلریٹر پر دباؤ کچھ اور بڑھ گیا۔ حد ہو گئی کہ ایک

جگہ اس نے چوراہے کے سگنل کی بھی پرواہ نہ کی.... اور ایک موٹر سائیکل سوار سارجنٹ اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔

لڑکی نے مڑ کر دیکھا اور پرمسرت لہجے میں بولی۔ ”ٹریفک سارجنٹ آرہا ہے.... اب تو رو کو گے۔“

”جیب میں پڑے رہتے ہیں ٹریفک سارجنٹ....!“ اس نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور رفتار کچھ اور تیز ہو گئی.... لیکن اس کی مشاقی حیرت انگیز تھی.... بڑی صفائی سے ٹریفک کے اژدھام میں راستے بنارہا تھا.... کبھی کبھی لڑکی اپنی بے ساختہ قسم کی چیخوں پر قابو نہ پا سکتی۔

ایک بار اسے ایسا لگا جیسے اب یہ کار اگلی گاڑیوں میں سے کسی سے ضرور ٹکرا جائے گی اور اس نے اضطراری طور پر چوہان کا وہ ہاتھ پکڑ لیا جو اسٹیئرنگ پر تھا.... اور پھر آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی.... اور ایسا محسوس ہوا جیسے سارا جسم مواد سے بھرا ہوا پھوڑا بن گیا ہو.... اذیت کے شدید ترین احساس کے ساتھ ہی ہوش جاتے رہے....

زبردست ٹکراؤ ہوا تھا.... چوہان کی گاڑی اگلی کار کی ڈکی پر چڑھ گئی۔ دونوں بے حس و حرکت ہو گئے تھے۔

دونوں جانب کا ٹریفک رک گیا؟

❁

سیاہ پوش بہت احتیاط سے قدم بڑھا رہا تھا.... اسپرنگ نائٹ کلب کی عمارت کا عقبی پارک تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ عمارت کے پچھلے دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا.... چند لمحے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا پھر دروازے کو دھکا دیا اندر گہری تاریکی تھی.... لیکن اس نے تاریکی کے اور گہرے ہو جانے کی پرواہ کئے بغیر دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا اور ٹٹولتا ہوا بائیں جانب بڑھنے لگا۔

اب وہ تنگ سے زینے طے کرتا ہوا اوپر جا رہا تھا.... ان زینوں کا اختتام چھت پر ہوا.. لیکن آگے جانے کا راستہ نہیں تھا.... چھٹویں یا ساتویں ہی زینے پر اس کا سر چھت سے ٹکرانے لگا تھا۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے کسی قسم کے میکنزم کو حرکت دی۔ ہلکی سی آواز کے ساتھ چھت کا کچھ حصہ بائیں جانب سرک گیا اور گہری نیلی روشنی زینوں پر پڑنے لگی۔ بقیہ زینے طے کر کے وہ میجر چوہان کی خواب گاہ میں داخل ہوا.... وہ مسہری پر لیٹا ہوا نظر آیا۔ داہنا بازو.... اور چہرہ پٹیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ سیاہ پوش نے اس کے پیر پر ہاتھ رکھ کر جنبش دی۔

”کون....؟“ میجر چوہان چت ہو کر دہاڑا۔

”آہستہ میں ہوں....!“

"اوہ....!" میجر چوہان نے اٹھنے کی کوشش کی۔

"ٹھہرو....!" سیاہ پوش نے جھک کر اسے سہارا دیا اور وہ اٹھ بیٹھا۔

"تم ہسپتال سے اتنی جلدی کیوں چلے آئے....!" اس نے پوچھا۔

"احساس ذمہ داری.... میری دانست میں حالات ایسے نہیں کہ....!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے۔"

"ڈاکٹر کو بھاری رشوت دینی پڑی۔ پولیس کو بیان دے چکا ہوں۔ لڑکی مر گئی۔ کیس چلے گا۔"

"پرواہ مت کرو.... اسے میں دیکھوں گا؟ کیا اس وقت تم میرے ساتھ باہر چل سکو گے۔"

"کیوں نہیں.... میرے پیر بالکل ٹھیک ہیں۔" میجر چوہان نے کہا۔

"کیا اب بھی تم غیر محتاط ہو کر پیو گے۔"

"ہرگز نہیں.... یہ لڑکیاں مجھے بہکا دیتی ہیں۔"

"خیر چلو.... میں تمہیں دکھاؤں گا کہ کام کیسے کئے جاتے ہیں۔"

"کیا فریدی بھی ہاتھ آگیا....؟" چوہان نے خوش ہو کر پوچھا۔

"جلدی ہی وہ بھی گرفت میں ہوگا۔ جال پھیلا چکا ہوں۔ یونہی چلو.... دل چاہے تو سلیپنگ گاؤن ڈال لو۔"

چوہان تیار ہو کر اس کے ساتھ چلنے لگا۔ بایاں ہاتھ اس کے شانے پر تھا۔ اندھیرے ہی میں انہوں نے زینے طے کئے اور تھوڑی دیر بعد عقبی پارک میں تھے۔

اب ایک سیاہ گاڑی انہیں نامعلوم منزل کی طرف لئے جا رہی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے چلتے رہنے کے بعد گاڑی شہر کی ایک ہائی کلاس آبادی میں داخل ہوئی اور یک عظیم الشان عمارت کے سامنے رک گئی۔

"اترو....!" سیاہ پوش نے کہا۔ "آج میں تمہیں اپنا ایک ٹھکانا دکھانے جا رہا ہوں۔"

"شکریہ جناب....!" میجر چوہان نے لجاجت سے کہا۔

"یہاں بھی دور دور تک اندھیرا تھا.... پتہ نہیں کیوں یہاں روشنی نہیں تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کئی الیکٹرک پولس کے بلب بیک وقت فیوز ہو گئے ہوں۔"

عمارت کا بیرونی حصہ بھی تاریک تھا.... میجر چوہان سیاہ پوش کے شانے پر ہاتھ رکھ کر ندھوں کی طرح آگے بڑھتا رہا۔

اندر راہ داری روشن تھی۔ لیکن عمارت سنسان معلوم ہوئی.... وہ ایک کمرے میں آئے.... کمرے میں کسی قسم کا فرنیچر نہیں تھا۔ فرش بھی ننگا ہی نظر آیا.... سیاہ پوش نے سامنے

والی دیوار پر لگے ہوئے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور دوسرے ہی لمحے میں فرش دھنستا ہوا سا معلوم ہونے لگا.... پورا فرش جو کسی لفٹ کی طرح نیچے جارہا تھا۔ کچھ دیر بعد دھچکے کے ساتھ رک گیا۔ سامنے ایک کھلا ہوا دروازہ تھا.... سیاہ پوش نے اس کی جانب اشارہ کیا.... چوہان نے پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔ حالانکہ یہاں روشنی تھی پھر بھی شاید وہ سہارے کے بغیر چلنے میں دشواری محسوس کررہا تھا۔

یہ ایک وسیع ہال تھا.... یہاں تین آدمی کرسیوں سے بندھے بیٹھے تھے۔ لیکن ان کے چہرے سامنے نہیں تھے۔ ان میں سے ایک عورت معلوم ہوتی تھی۔ وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ان کے سامنے آگئے۔

"ارے...." دفعتاً میجر چوہان کے منہ سے نکلا۔

سیاہ پوش نے زہریلے لہجے میں کہنا شروع کیا۔ "لیڈی پرکاش.... تم جانتے ہی ہوگے۔ کیپٹن حمید سے بھی واقف ہوگے.... اور یہ.... یہ ہیں محکمہ سراغ رسانی کے انسپکٹر جنرل صاحب۔"

"مگر لیڈی.... پرکاش....!" چوہان ہچکچاہٹ کے ساتھ بولا۔

اس نے فریدی کو معلومات فراہم کی تھیں۔

"یہ جھوٹ ہے بکواس ہے....!" لیڈی پرکاش چیخی۔

"شٹ اپ....!" سیاہ پوش غرایا۔ "ابھی میں تمہیں بڑی بھیانک سزا دوں گا۔ تم تینوں کان کھول کر سن لو۔ اگر میرے سوالات کے صحیح جواب نہ دیئے تو بہت بُرا حشر ہوگا۔"

"میں لیڈی پرکاش کے لئے مغموم ہوں۔" میجر چوہان کی آواز میں غم کی جھلکیاں تھیں۔

سیاہ پوش نے اس کی طرف توجہ دیئے بغیر انسپکٹر جنرل سی آئی ڈی سے پوچھا۔ "بلیو سیل کاغذات کہاں رکھے ہیں۔"

انسپکٹر جنرل اُسے خونخوار نظروں سے دیکھتا رہا۔ کچھ بولا نہیں۔

"میں تمہیں صرف دس منٹ دے سکتا ہوں.... اس کے بعد.... یہ دیکھو۔" اس نے دیوار کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک پش سوئچ کے بٹن پر انگلی رکھ دی اور سامنے کی دیوار میں ایک اسٹیج نما دریچہ نمودار ہوگیا۔ اب سیاہ پوش نے ایک خالی کرسی اٹھا کر اسٹیج نما دریچے میں پھینکی جس کے فرش پر گرتے ہی ایک شعلہ سا لپکا اور دوسرے ہی لمحے میں وہ راکھ کا ڈھیر تھی.... تینوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"آنریری کیپٹن حمید....!" اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "کیا تم آنریری کرنل فریدی کا پتہ نہیں بتاؤ گے۔"

"بب.... بتاؤں گا....!" حمید ہکلایا۔ "وہ اپنے ایگریکلچرل فارموں میں سے کسی ایک میں پناہ گزیں ہیں۔"

"کیا تم مجھے فارموں کے پتے بتا سکو گے۔"

"یقیناً بتا سکوں گا...." حمید نے ٹھنڈی سانس لی اور آئی۔جی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔"

"ابھی میری شادی نہیں ہوئی جناب۔" حمید بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "لہٰذا جوانی ہی میں راکھ ہو جانا قطعی پسند نہ کروں گا۔"

"گڈ سمجھ دار آدمی ہو۔ لیڈی پرکاش تم کیا کہتی ہو۔"

"میں فریدی سے نہیں ملی تھی۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ غراتا ہوا اس کی کرسی کی طرف بڑھا اور اسے کرسی سمیت اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ میجر چوہان ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ٹھہر جائیے.... مجھ سے نہ دیکھا جائے گا۔"

"اچھا تو پہلے تم ہی جاؤ۔" وہ سیدھا کھڑا ہو کر بولا۔

"میں نہیں سمجھا....؟"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں احمق ہوں۔ تم جیسے گدھے کو اپنی قیام گاہ دکھاؤں گا جس کی حماقتوں کی بناء پر یہ لوگ ہماری طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔"

"میری وجہ سے کیوں....؟" چوہان نے حیرت سے کہا۔

"تم نے عورتیں پالنی شروع کر دیں اور انہیں تصرف میں بھی لاتے رہے۔ حالانکہ وہ صرف اس لئے تھیں کہ کام کے آدمیوں کو ہماری طرف لائیں۔ میجر چوہان ان تینوں سے پہلے میں تمہیں جہنم میں جھونکوں گا۔"

"اوہ....!" چوہان نے طویل سانس لی اور ہنس پڑا.... ہنستا رہا.... پھر سنجیدگی سے بولا۔ "تمہارے جہنم کا نمونہ دیکھ چکا ہوں.... آؤ کوشش کرو...." سیاہ پوش اُسے گھورتا ہوا آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"ٹھہرو....!" دفعتاً چوہان ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں بُری طرح زخمی ہوں۔ کیا تم میرے صحت یاب ہونے کا انتظار نہیں کرو گے۔"

سیاہ پوش جھپٹ پڑا.... دونوں کے جسم ٹکرائے اور پھر نہ جانے کیا ہوا کہ سیاہ پوش کئی فٹ اونچا اچھل کر منہ کے بل فرش پر آ رہا۔

کمرے میں ایک زہریلا سا قہقہہ گونج رہا تھا.... لیکن یہ آواز....؟ حمید کرسی سمیت اچھل

پڑا۔ یہ آواز فریدی کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔

"بریور....او....!" اس نے حلق پھاڑ کر نعرہ لگایا۔

چوہان کے چہرے پر بندھی ہوئی پٹیاں پھسل کر نیچے آ رہیں.... فریدی سیاہ پوش کو حقارت سے دیکھ رہا تھا۔

"اوہ تم....!" آئی جی کے حلق سے مسرت آمیز چیخ نکلی.... ٹھیک اسی وقت لیڈی پرکاش نے قہقہہ لگایا۔

لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ دیکھ سکا کہ سیاہ پوش نے ریوالور نکال لیا ہے۔ ہلکی سی آواز سنائی دی مگر فریدی اسی طرح کھڑا رہا۔ سیاہ پوش نے بوکھلا کر دیوار کی طرف دیکھا اور پھر ٹریگر دباتا ہی چلا گیا۔ فریدی مسکرا رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ "فضول ہے دوست.... یہ تو اسی وقت خالی ہو چکا تھا جب میں تمہارے شانے پر ہاتھ رکھے چوہان کی خواب گاہ سے نیچے اُتر رہا تھا.... سیاہ پوش نے لیٹے ہی لیٹے کسی ہلکی اور مختصر جسامت رکھنے والے سانپ کی طرح جست لگائی اور فریدی کی پنڈلیاں پکڑ کر جھٹکا دیا.... شاید وہ اس غیر متوقع حملے کے لئے تیار نہیں تھا۔ لڑکھڑایا اور اسی پر آ رہا.... اب دونوں فرش پر ایک دوسرے سے گتھے ہوئے تھے۔ سیاہ پوش بھی کمزور نہیں معلوم ہوتا تھا.... اس پر تو جیسے دیوانگی کا دورہ پڑ گیا ہو۔ فریدی کو بُری طرح نوچ کھسوٹ رہا تھا۔ فریدی کوشش کر رہا تھا ایک ہاتھ سے اس کے دونوں ہاتھوں کو قابو میں رکھے اور دوسرے سے نقاب اتار پھینکے۔

"فریدی.... میں بے بس ہوں۔" دفعتاً کرسی سے بندھے ہوئے آئی جی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"آپ فکر نہ کیجئے...." فریدی بولا.... اور سیاہ پوش کو حمید کی کرسی کی طرف لیتا چلا آیا.... حمید کے پیر بہر حال آزاد تھے۔ جیسے ہی فریدی نے سیاہ پوش کا بایاں ہاتھ کھینچ کر پھیلاتے ہوئے فرش پر رکھا اچانک اس نے دوسرے ہاتھ سے اس کی نقاب نوچ پھینکی۔ "پیٹر....!" آئی جی متحیرانہ آواز میں چیخا۔ "ڈی۔ آئی۔جی جوزف پیٹر....!"

یہ فریدی کے محکمے کا یہودی ڈی۔ آئی۔جی مسٹر پیٹر تھا۔

"مار ڈالوں گا.... تم سبھوں کو مار ڈالوں گا۔" دفعتاً ڈی۔ آئی۔جی پیٹر اس طرح اچھلا جیسے ابھی تک سوتا رہا ہو.... اس وقت اس پر فریدی کی گرفت مضبوط نہیں تھی لہٰذا وہ سنبھلنے کی کوشش کے باوجود بھی دوسری طرف جا گرا۔ پیٹر نے نکاسی کے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی لیکن قبل اس کے کہ اس کے پیر دوبارہ زمین سے لگتے.... اس کی دونوں ٹانگیں فریدی کی

گرفت میں آگئیں۔

"بریوو.... او....!" اس بار لیڈی پرکاش چیخی.... پیٹر منہ کے بل فرش پر گرا تھا اور اس کی دونوں ٹانگیں اب فریدی کی گرفت میں تھیں.... اس نے پلٹنا چاہا لیکن فریدی کی ٹھوکر سر پر پڑی اور وہ ایک کریہہ سی آواز کے ساتھ پھر ڈھیر ہو گیا۔

اس بار اس کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا تھا.... فریدی نے ٹانگیں چھوڑ دیں اور آئی۔جی کی کرسی کی طرف بڑھا۔

"اسے دیکھو....!" آئی۔جی نے بیہوش مجرم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"ایسی جگہ ٹھوکر لگی ہے کہ ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔" فریدی نے کہا اور رسی کے بل کھولنے لگا.... آئی۔جی کے چہرے پر عجیب آثار تھے.... اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں جانتا تھا کہ تم جاگ رہے ہو۔"

فریدی کے استفسار پر اس نے بتایا کہ وہ کس طرح یہاں پہنچا تھا۔ "آفیسرز کلب میں کافی پی رہا تھا کہ دفعتاً آنکھیں نشے سے بوجھل ہونے لگی تھیں اور جب دوسری بار ہوش آیا تھا تو خود کو اس تہہ خانے میں پایا تھا۔"

"مجھے اس کی خوشی ہے کہ آپ یہاں موجود تھے۔" فریدی نے کہا۔ "ورنہ میں کسی کو بھی یقین نہ دلا سکتا کہ ان حرکات کی پشت پر ہمارا ڈی۔ آئی۔جی تھا۔"

"میں سوچ بھی نہ سکتا۔" آئی۔جی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔ "کہ یہ بلیو سیل کاغذات کی فکر میں ہوگا۔"

فریدی کچھ نہ بولا۔ لیڈی پرکاش اور حمید کو بھی رسی سے نجات دلانے کے بعد چند لمحے چاروں طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔ "میں بہت دنوں سے ان لوگوں کی فکر میں تھا.... چونکہ بلیو سیل پیپرز کے ذریعے ان کا طریق کار میرے علم میں آ چکا تھا.... اس لئے ان کے اشارہ باز ایجنٹوں نے بہت جلد مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔"

"تو کیا یہ صرف بلیو پیپرز حاصل کرنے کے لئے اتنا کچھ کر گزرا تھا۔" آئی۔جی نے پوچھا۔

"نہیں جناب.... جاسوسی کا ایک لامتناہی سلسلہ پھیلا ہوا تھا.... اور یہ جوزف پیٹر ہی اس تنظیم کا سرغنہ ثابت ہوا ہے۔ یہ پراسرار سیاہ پوش....!" فریدی بیہوش مجرم کی طرف ہاتھ اٹھا کر خاموش ہو گیا۔ وہ سبھی خاموش تھے۔ لیڈی پرکاش کبھی فریدی کی طرف دیکھتی تھی اور کبھی بیہوش سیاہ پوش کی طرف۔

❁

دوسرے دن شام سے پہلے فریدی سے ملاقات نہ ہو سکی۔ حمید کئی الجھنوں میں مبتلا تھا۔ پہلی تو یہی کہ آخر یہ بلیو سیل پیپرز کیا بلا ہیں۔ دوسرے یہ کہ سائرہ عشرت پر نظر رکھنے کو کہا گیا تھا؟ تیسرے یہ کہ مجرم خود اپنی موت کو اپنے ساتھ تہہ خانے میں کیوں لایا تھا۔ اسے علم نہیں تھا کہ میجر چوہان کسی حادثے کا شکار ہو کر صاحب فراش ہو گیا ہے۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ کیا فریدی پہلے سے جانتا تھا کہ ان حرکات میں ڈی۔ آئی۔ جی پیٹر ہی کا ہاتھ ہے؟

جیسے ہی ملاقات ہوئی اس نے سوالات کی بوچھاڑ شروع کر دی۔

"ذرا دم لینے دو...." فریدی ہاتھ اٹھا کر مسکرایا۔ حمید خاموش تو ہو گیا لیکن اس کے چہرے پر اضطراب کی لہریں تھیں۔ آخر فریدی تھوڑی دیر بعد بولا۔ "یقیناً پیٹر ہی اس تنظیم کا سرغنہ تھا۔ حالانکہ ابھی تھوڑی ہی دنوں پہلے دارالحکومت میں اس کا تقرر ہوا تھا۔ لیکن اس کے گرگے بہت پہلے سے یہاں کام کر رہے تھے۔ یہاں کی تنظیم کا نائب میجر چوہان تھا جو مختلف ذرائع سے کام کے لوگوں کو اپنے پھندے میں پھانس کر حکومت کے راز معلوم کیا کرتا تھا۔ ان کام کے آدمیوں میں سے کچھ تو بلیک میل کئے جاتے تھے اور کچھ کو دوسرے ذرائع سے خوفزدہ کر کے قابو میں کیا جاتا تھا۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہیں کسی بات کی بھی پرواہ نہ ہونے کی بناء پر اسی قسم کے نشوں کا عادی بنایا جاتا تھا جو عام نہیں تھے۔ ان کا حصول صرف اسپرنگ نائٹ کلب ہی سے ہو سکتا تھا۔ لہٰذا عادی ہو جانے کے بعد وہ پوری طرح میجر چوہان کی گرفت میں ہوتے تھے۔ ان ایجنٹوں کو باقاعدہ طور پر ٹریننگ دی جاتی تھی اور یہ اشاروں کے ذریعہ ایک دوسرے کو پیغامات پہنچایا کرتے تھے مختلف کاموں کے لئے مختلف قسم کے لوگ تھے۔ لیڈی پرکاش کی زبانی سن ہی چکے ہو کہ وہ اہم آدمیوں کو کلب سے منسلک ہو جانے کی ترغیب دیا کرتی تھی اور وہ عیاشیوں کے لالچ میں وہاں جا پھنستے تھے۔ سائرہ عشرت بھی ایک ایسی ہی عورت ہے۔ جس کا شوہر بڑے سائنس دانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ جانتے ہی ہو کہ جوہری توانائی کے کمیشن کا چیئرمین بھی ہے اور صدر کا سائنسی مشیر بھی۔ ایک دوست ملک سے ہمارا ایٹمی رازوں کا تبادلہ ہوتا ہے.... یہ جوزف پیٹر دراصل انہیں رازوں کی فکر میں تھا۔ جس ملک کا جاسوس تھا اس سے ہمارے دوست ملک کے تعلقات کبھی اچھے نہیں رہے وہ نہیں چاہتا کہ وہ ایٹمی پاور میں اس پر سبقت لے جاسکے۔ اب خیال کرو کہ ایسے آدمی کی بیوی کتنی اہم ہو سکتی ہے۔ بھئی وہ عورت ہی تو تھی جس نے آدم کو جنت سے نکلوایا تھا اس کے باوجود بھی اُسے پیاری رہی۔ لہٰذا اس سلسلے میں شیطان کا رول یہ تنظیم ادا کرنے والی تھی....

لیکن کامیاب نہ ہو سکی.... سائرہ عشرت ابھی اس ڈھرے پر نہیں آئی تھی کہ اسے مجبوراًان کے لئے کچھ کرنا پڑتا۔"

"لیکن آپ نے چہرے پر پٹیاں کیوں چڑھا رکھی تھیں۔"

"یہ بھی تائید غیبی تھی کہ چوہان کار کے حادثہ میں بہت زیادہ زخمی ہو گیا۔ میں نے سوچا کچھ دن اسپرنگ کلب کے رازہائے درون پردہ کا بھی مشاہدہ کیا جائے۔ لہٰذا چوہان کی جگہ حاصل کر لینا میرے لئے مشکل نہیں تھا۔ اس طرح کے انتظامات کئے کہ چوہان کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا اور میں بحثیت چوہان پٹیوں سے ڈھکا ہوا ہسپتال سے رخصت ہوا۔ میں جانتا تھا کہ چوہان کسی اور کے لئے یہ کام کر رہا ہے لیکن اس کی توقع نہیں تھی کہ وہ آدمی اتنی آسانی سے آ ٹکرائے گا لیکن چونکہ وہ چوہان کی بعض حماقتوں کی بناء پر اس کا بھی خاتمہ کر دینا چاہتا تھا اس لئے مجھے چوہان سمجھ کر اپنے ساتھ لے گیا۔"

"اچھا آپ کو پہلے سے علم تھا کہ وہ پیٹر ہی ہے۔"

"اسی تفتیش کے دوران میں بعض حالات نے اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ حمید صاحب یہ سب کچھ تھا لیکن اگر موقع پر خود آئی۔ جی صاحب بھی موجود نہ ہوتے تو دوسروں کو یہ باور کرانا مشکل ہو جاتا کہ خود ڈپٹی انسپکٹر جنرل ہی ایک ملک کے جاسوسوں کی سربراہی کر رہا تھا۔"

"اور یہ بلیو سیل پیپرز....!"

"یہ کاغذات ہمارے اسی دوست ملک کے محکمہ سراغ رسانی کی طرف سے ہمیں موصول ہوئے تھے۔ جن میں ہمیں ہدایت دی گئی تھی کہ جاسوسوں کا گروہ ہمارے باہمی کاموں میں روڑے اٹکانا چاہتا ہے۔ اس کی آپس کی پیغام رسانی کے طریقے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا گیا تھا وہ سمائی اشاروں سے کام لیتے ہیں۔"

"اور میں سمجھتا تھا کہ آپ کی جنسیت اب تصویروں پر اتر آئی ہے۔"

"شش....!" فریدی بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"اوہاں.... لیڈی پرکاش کہہ رہی تھی کہ وہ گوریلا جس قیمت پر چاہیں آپ اس کے ہاتھ فروخت کر سکتے ہیں....!" حمید نے شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"خبردار.... اگر اب کبھی وہ کھال استعمال کی تو اچھا نہ ہوگا.... برباد کر دو گے اسے۔"

"میں سچ کہتا! اس رات اگر پرکاش کا چمپینزی مرعوب نہ ہو گیا ہوتا.... تو گوریلے کی کھال سمیت میرے جسم کا ریشہ ریشہ الگ کر دیتا۔ تو پھر فروخت کر دوں لیڈی پرکاش کے ہاتھ۔" حمید نے بائیں آنکھ دبائی اور شریری سی مسکراہٹ کے ساتھ فریدی کی طرف دیکھتا رہا۔

فریدی نہ جانے کیا سوچ رہا تھا۔ دفعتاً وہ حمید کی طرف مڑا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہو بولا۔ ”محبت اور تعلق کا اظہار بے حد ضروری ہوتا ہے۔ روزا سمجھ رہی تھی کہ اس کا باپ ہی ان سارے جرائم کا ذمہ دار ہے.... وہ کبھی اس کی طرف اس طرح متوجہ نہیں ہوا جیسے کسی باپ کو ہونا چاہئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سے نفرت کرنے لگی اور یہ نفرت اس حد تک بڑھی کہ وہ اسے پھانسی کے پھندے تک پہنچادینے پر آمادہ ہوگئی۔“

حمید کے استفسار پر اس نے روزا کی کہانی دہرائی اور بولا۔ ”بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بچوں کے لئے جسمانی زندگی کی آسائش مہیا کردینے تک ہی ان کے فرائض کی حدود ہیں۔ بچوں کی ذہنی زندگی سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ یہ بیحد خطرناک ہے۔ حمید صاحب بے حد خطرناک۔“

ختم شد